

# دیوانِ عشقِ شکر

جلد اول

نثر  
عشقِ عثمانی

# ظرب المثل رہے گا محبت میں میرا نام آئیں گے میرے بعد فقط نو حد خوان عشق

(حافظ محمد ولایت اللہ)

\*\*\*\*\*



**PDF By : Mirkeen Mazhar Ali Khan**

Cell NO : 00966590510687

**Facebook Group «خاکِ حرم» Link:**

<https://www.facebook.com/groups/1752899681599082/>



۷۸۶  
یا رب قبولِ عام کی اسیر چاہئے  
یعنی مرے کلام کو، تاثیر چاہئے  
(شاغل)



نتیجہ فکر

الحاج مولوی احترام الدین احمد شاغل عثمانی جمالی جے پوری

سنہ طباعت

۱۹۷۰ء

تعداد جلد

پانچ سو

قیمت فی جلد

مجلد چار روپیہ پچاس پیسے  
غیر مجلد تین روپیہ پچاس پیسے  
علاوہ محصول ڈاک  
مسلم ایجوکیشنل پریس علی گڑھ

نام مطبع

ملنے کا پتہ

محمد اہتمام الدین عثمانی  
گھاٹ گیٹ تسلیم منزل  
جے پور — ۳

(راجستھان)



# نذرِ عقیدت

بحضرت مولانا ابوالبرہان سلطان الدین احمد مدین

عثمانی الجمالی رحمۃ اللہ علیہ۔ جن کا فیضان میرا ادبی

رہنما ہے۔

شاغل عثمانی

# فضلائے عصر کے ارشاد

از

ذوالحجباب پروفیسر رشید احمد صدیقی صاحب شیخ الجامعہ ردو علیگرہ

شاغل صاحب سچ و سچ سے راجپوت مصوری کا نمونہ ہیں۔ شاعری کے اعتبار سے کلاسیکی۔ اور مزاج کے لحاظ سے مغلیہ راجپوت تہذیب کا رنگ آہنگ اُن کی شاعری میں اساتذہ کے کلام کا رکھ رکھاؤ ملتا ہے۔ جس نے ہماری شاعری کی استواری و تہذیب میں بڑا کام کیا ہے۔ انہوں نے شاعری کو اتنا نفس کا نہیں جتنا اخلاق کا تقاضا سمجھا۔ ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہو لیکن اس تقاضے کو کہیں نظر انداز نہیں کیا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہو۔ گو عاشقی کی طرح شاعری میں بھی کچھ نہ کچھ کہیں نہ کہیں انحراف ضرور ہوتا ہے۔ اس سے کردار اور کلام دونوں میں انفرادیت آتی ہے۔

شاغل صاحب اردو کے شیرائیوں میں ہیں۔ اس سے اُن کی سیرت و شخصیت کا ایک بڑا دلکش پہلو سامنے آتا ہے۔ شاغل صاحب ہر اچھے کام کے لئے ہر وقت گرفتار کئے جاسکتے ہیں۔ خدا اُن کو اُن کی گرفتار خدمات میں ہمیشہ زندہ رکھے۔ آمین!

رشید احمد صدیقی

ذاکر باغ - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی  
علی گڑھ



# رعالی جناب سید محمد علی شاہ صاحب میکش اکبر آبادی

باسمہ تعالیٰ

الحاج مولوی احترام الدین احمد صاحب شاعری عثمانی جے پور کے ایک بہت ہی ذی علم اور مشہور خاندان کے معزز رکن ہیں اور خود بھی ذی علم مصنف، شاعر اور مشہور شاعر ہیں۔ گو شاعری موصوف کے لئے وجہ افتخار نہیں ہے بلکہ ان کے دوسرے کمالات کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔

شاعری صاحب نے دوسرے علوم کی طرح فن شعر میں بھی پوری وقیفیت حاصل کی ہے۔ بڑے بڑے اساتذہ اور اہل فن سے استفادہ کیا ہے۔ ارباب علم اور اہل ذوق کی صحبتیں اور آنکھیں بکھی ہیں اور اپنے فن پر بڑے خلوص سے ریاض کیا ہے جس کا ثبوت خود ان کا کلام ہے جو بلندی خیال، صحت فن، قدرت کلام اور مضمون آفرینی کا اعلیٰ نمونہ اور ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جو قدیم اساتذہ فن کا طرہ امتیاز تھیں اور اب داستان بن کر رہ گئی ہیں۔ شاعری صاحب نے ایسے بزرگوں کو دیکھا اور ان کی صحبت سے استفادہ کیا ہے جن کا تذکرہ بھی ہمارے مذاق شعر کی تربیت اور ذوق آفرینی کے لئے کافی ہوتا ہے۔

راجستھان میں شاعری صاحب کی ذات اردو ادب کا ایک اہم ستون اور قدیم تہذیب اور پرانی شرافت کی ایک قابل قدر یادگار ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ ان کو تادیر زندہ رکھے اور ان کا فیض اسی طرح جاری رہے۔

امید ہے کہ ان کا یہ دیوان مبتدی شعرا کے لئے شمع ہدایت اور منتہی حضرات کے لئے بزم مسرت ثابت ہوگا۔

میکش اکبر آبادی

میوہ کٹرہ  
آگرہ

## اظہارِ حقیقت

یہ حقیقت ہے کہ سفور ان سلف نے قدیم طرز سخن میں بلحاظ مضمون آفرینی و ندرت تخیل کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اسی طرح اُن کے کلام کو اگر خوبی اور صفائی زبان کے معیار پر پرکھا جائے یا جربستگی و حسن بیان کی کسوٹی پر کسا جائے محاکات کے نمونے تلاش کئے جائیں یا حقائق و معارف کو مقصود سعی قرار دیا جائے تو بہر نوع وہ سب کچھ ملے گا جو تلاش کیا جائے۔ البتہ اگر صرف مضمون و موضوع کا استقراء کیا جائے تو وہ ایک آدھ سیکڑہ سے زیادہ نہیں بتائے جاسکتے۔ مگر اسی تنگ نائے عنوان کو اہل کمال نے اپنی وسعت تخیل سے ایسا لامحدود بنادیا ہے کہ اس کی حد بست ممکنات سے نہیں اور شمار و احصا محال ہے۔

فی زمانہ کبھی کبھی کہا اور رٹنا جاتا ہے کہ ”یہ مضمون نیا ہے“ یا ”یہ تخیال اچھوتا ہے“ مگر حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ اُس مضمون کے اشعار اساتذہ قدیم کے یا تو قائل کے علم میں نہیں ہوتے یا اُس کا مطالعہ محدود ہوتا ہے یا طرزِ ادا کی رنگینی مسحور کر لیتی ہے یا یہ کہ محض داد مقصود ہوتی



ہے اور شاعر کی حوصلہ افزائی منظور۔

اسی طرح طرزِ جدید میں کافی رنگارنگی اور بہت کچھ وسعتِ تخیل وغیرہ پیدا ہو چکی ہے۔ نیز معنی آفرینی اور لفظی سحرکاری بھی ترقی کر چکی، اور اگر یہی ہے۔ اس لئے کہ عصرِ حاضر کے مختلف النوع مسائل اور تباہنِ الحال معاملات اس کے مستحق تھے اور ہیں۔ نظم کے عام رجحان اور پسندیدگی عوام نے اس کو فروغ دیا اور غزل سے مطابقت کے جذبے نے نظم کو دل کشی کے سانچے میں ڈھالا اور سنوارا۔ اردو نے اس روش سے فائدہ اٹھایا اور اُس کی خلتی وسیع دامانی نے دوسری زبانوں کے بہت سے الفاظ اپنے مذاق کے مطابق بعدِ ضروری تراش و خراش اپنائے۔ زبان کی ٹکال میں اُن کو کھرا سمجھا جائے یا کھوٹا مگر واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر خواص کی زبان سے گزر کر وہ نثر اردو میں داخل ہی نہیں ہو چکے بلکہ اُن کا مرادف لفظ بھی کوئی نہیں ملتا۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ وہ نظم میں استعمال نہ ہوں، علیٰ ہذا ماحول کے اثر اور ایجادات نو کی فراوانی نے۔ نئے نئے عنوان اور تازہ بتازہ موضوع ایسے پیدا کر دئے ہیں کہ جواہلِ جس اور دیدہ وارانِ سخن کو دعوتِ فکر و طبع آزمائی دیتے ہیں۔

ہندی کے علاوہ جو اب سرکاری زبان ہے۔ مقامی بولیوں کے الفاظ بھی اردو میں داخل ہو رہے ہیں کہ جو اس دور میں رواجِ ترقی پر گامزن ہیں۔ البتہ اُن زبانوں سے اردو اپنا تعلق کم سے کم ترک کرتی جا رہی ہے جو اب سے پہلے بلکہ اب تک اُس کی آرائش و زیبائش کا سبب تھیں۔ یعنی عربی و فارسی۔ البتہ مقابلۂ متروکات سے ماخوذات زیادہ ہیں اور یہی اردو کا طرہٴ امتیاز ہے۔ شعر و سخن کا شوق روز افزوں ہے۔ اگرچہ حصولِ علم و فن کی جانب



سے بے نیازی بھی شباب پر ہے۔ خود روئیدگی نے زمین شعر کو حسن و  
 خاشاک سے تقریباً پاٹ دیا ہے اور اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا زمانہ نہ آجائے  
 کہ جب کوئی غیر شاعر ڈھونڈا بھی نہ ملے اس کے باوجود قبولیت عام و عوام  
 کا مظاہرہ مشاعروں میں خوب ہوتا ہے۔ تترتم کی برہمگئی ہوئی نے  
 سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ داد کی بیدار لانا تعداد واقعی شاعروں کے  
 لئے کیسی ہی دلخراش و روح فرسا سہی مگر فوجان اور بالخصوص مترنم  
 شعرا کے لئے حوصلہ افزا اور تسکین و تکمیل جذبات کا سرمایہ ضرور ہے۔  
 یہ بھی واقعہ ہے کہ سلسلہ شعر و سخن نہ رہے تو زندگی زبان معرض  
 انحطاط بلکہ استیصال میں پڑ جائے اور اس کی وسعت محدود و مضحل ہو کر  
 رہ جائے۔ اس لئے کہ جہاں ذوق سخن ایک قدرتی عطیہ ہے۔ وہاں  
 شوق شعر گوئی بھی زبان کے لئے شگون نیک ہے۔

الحاصل سب کچھ کہا جا چکے کے بعد بھی کچھ نہ کچھ کہنے کی ضرورت  
 وسعت زبان اور تحفظ ادب کی خاطر لازمی ہے۔ یہ مجموعہ اسی نظریہ کا نمونہ  
 ہے جس میں قدیم رنگ کے ساتھ کچھ کچھ جدید طرز کی جھلک بھی نظر آئے گی  
 اور نکالی الفاظ کے علاوہ رائج الوقت اور مقامی لفظ بھی ملیں گے۔  
 اہل فن کچھ نئی غلطیاں نکال لیں۔ اور اہل زبان بعض لفظ نکال با برقرار  
 دیں تو ان کی مرضی۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اب اردو قلعہ معالیٰ اور قدیم دہلی  
 کی فصیلوں میں لکھنوی سرزمین تک محدود نہیں رہی۔ اسی لئے یہ جسارت  
 کی گئی ہے۔

دراصل عہد حاضر زبان کا ایک عبوری دور ہے اور ابتلائی زمانہ۔  
 اس لئے کہ اعلیٰ ادب سے بے نیازی، اوسط کی ناقدری۔ ادنیٰ سے



دل چسپی اور مبتذل کی حوصلہ افزائی کے رجحانات عوام سے گذر کر خواص تک کو اپنی لپیٹ میں لیتے جا رہے ہیں۔ دور نہ جائیے سینما کا رنگ آپ کے سامنے ہے اور عوام پسند فلموں کی قدر افزائی و قبولیت تمام آپ سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کے گیت۔ بیشتر اشعار۔ مکالمے اور عام بان میرے بیان کی تائید میں حاضر ہے۔

میں نے جنوری ۱۹۱۲ء سے دنیا کے سخن میں قدم رکھا اور قدیم رنگ کلام سے اپنی تعلیم و تربیت کا آغاز کیا میرا تخلص (شامل) چند وجوہ تاریخی ہے۔ ابتدا میں جو کچھ میں نے کہا وہ خلافتِ عمل عام و عوام کہیں محفوظ نہ کیا۔ جو فی الواقع اس کا مستحق بھی نہ تھا۔ لہذا زیادہ تر ضائع ہو گیا۔ جس کا کوئی افسوس نہیں۔ پھر جب کچھ درک پیدا ہوا تو جمع کرنے کی فکر ہوئی، بیاض تیار کی۔ جس میں صرف وہ کلام درج کیا جس کو اُس وقت مایہ ناز سمجھا اور وہ کلام جو دوسروں کے لئے کہا تھا سب تلف کر دیا۔ مگر اتفاق وقت کہ وہ جمع شدہ سہرا یہ بھی ایک غیر متوقع حادثہ کے باعث ضائع ہو گیا۔ جس کا کچھ دن کافی رنج و ملال رہا مگر آخر سمجھ میں آیا کہ ایسا ہونا غیر مفید نہیں۔ خوشنویس اپنی شق کو آپ ہی دھو ڈالتا ہے اور وصلی کو صاف کر دیتا ہے۔ ضائع شدہ کلام مشق ہی تو تھی پھر رنج کیوں اور تاسف کیا معنی۔

اس گزارش سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ اب جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ اس قدر بلند و ارفع ہے کہ اس پر اعتراض کی گنجائش نہیں، نہیں اعتراض برائے اعتراض کی بہت گنجائش ہے۔

مَا بَخِيَ اللَّهُ وَالرَّسُولَ مَعًا  
مِنْ لِّسَانِ الْوَرَىٰ فَكَيْفَ أَنَا  
چھوڑا نہ کافروں نے خدا و رسول کو  
نجم میں بھی کوئی عیب نکالا تو کیسا ہوا



البتہ اہل انصاف سے انصاف کی توقع سچا نہیں۔ شاعری پیغمبری نہیں  
 کہ ختم ہو گئی ہو اور مبدیہ فیاض اتنی داماں نہیں کہ تلامذہ کو محروم رکھے۔  
 اب چونکہ یرس بعد بر خور دار ابوالفیض اسلام الدین کامل عثمانی ایم۔ اے  
 بی۔ ایڈیٹور اور دوڈ پارٹنر گورنمنٹ کالج ٹونک (راجستھان) کے اصرار  
 پر پھر خیال آیا کہ وہ سب کچھ نہیں تو کچھ نہ کچھ بطور یادگار و توسیع زبان جمع  
 کردوں ابنا کچھ مطبوعہ کلام اخبار و رسائل سے لیا اور بیشتر غیر مطبوعہ  
 مسودات سے جس پر نظر ثانی کر کے انتخاب کیا اور انتخاب میں اختصار۔  
 پیش نظر رہا۔ اس طرح چند اوراق پر پیشان کی یہ شیرازہ بندی ہو گئی اور  
 سنت شعرا بھی ادا۔

اب سوال تھا اس کی طباعت کے مصارف کا تو جناب آر۔ ڈی ماتھر  
 صاحب ریٹائرڈ چیف سگریٹری راجستھان اور ر۔ او۔ بہادر پنڈت و تارنارائن  
 صاحب بہادر صدر انجمن ترقی اردو راجستھان ریٹائرڈ کلکٹر نے میری خصوصی  
 امداد فرمائی۔ اور عالیجناب عزت مآب سری موہن لال سکھاریہ چیف منسٹر  
 راجستھان کی علم دوستی نے اس کی طباعت آسان کر دی۔ ان سب صاحبان  
 کا میں تہ دل سے ممنون ہوں۔

اسی مجموعہ کی ترتیب یہ ہے کہ اول ایک حمد و رباعی ہے پھر بلحاظ حروف  
 تہجی ردیف و ارغلیات درباہیات و قطعات ہیں اور ان کے بعد دیگر  
 اصناف سخن۔ ردیف کی ترتیب کے علاوہ توانی کی ردیف کا بھی خیال  
 رکھا گیا ہے۔ مثلاً جن غزلوں کی ردیف "کا" ہے۔ اور توانی مختلف اُن میں  
 قافیہ "شاد والی غزل قافیہ "بہار" والی ہے پہلے ہوگی دس علی ہذا۔ دیگر  
 اصناف سخن میں بھی حتی الامکان اس امر کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر پوری



پابندی نہ ہوگی اس لئے کہ یہ ممکن نہ تھی شعریں ردیف کے لئے حرف آخر کو مقبّر مانا جاتا ہے اس اعتبار کو میں نے بھی برقرار رکھا ہے۔

یہ کنج کاوی و دیدہ ریزی اس لئے کی گئی ہے کہ غزلیات تلاش کرنے میں آسانی ہو اور ایک نئی ترکیب بھی سامنے آجائے جو ممکن ہے کہ پسندیدہ خیال کی جائے اس کے علاوہ بالعموم ہر غزل وغیرہ کی تاریخ و وجہ تصنیف بھی درج کر دی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر فی غزل ایک شعر بھی سند قبولیت و پسندیدگی حاصل کر لے تو شاعر اپنی دماغ سوزی کا صلہ پالیتا ہے۔ رہا سوال رطب و یابس، تو وہ کس کے کلام میں نہیں اور ساتھ ہی اس تعین کا کوئی معیار و کلیہ بھی نہیں ہے۔ مذاق مخنجد اور معیار انتخاب مختلف ہوتا ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میر کے بہتر شاعر اور سودا کے بہتر خجروں پر آج تک اتفاق نہ ہو سکا۔ پسند اپنی اپنی مذاق اپنا اپنا۔

المختصر رد و قبول اہل فن و اہل زبان اور مبصرین کلام و بیان کی رائے پر منحصر ہے۔ میں نے تو:-

ع۔ زرد و صاف پیش اگر ہر چہ داری

پر عمل کیا ہے اور اس مجموعہ میں ۱۹۶۹ء تک کا مہر و ن کر کے اس کو دیوان اول قرار دیا ہے۔ نعت و منقبت اور مذہبی نظموں وغیرہ کا مجموعہ جدا ہے اور اسی طرح ۱۹۶۹ء کے بعد کے کلام کا مجموعہ دیوان دوم کے نام سے علیحدہ۔

خاکسار

احترام الدین احمد شاتل

تسلیم منزل۔ جے پور

۲۴ ۱۲/۹

# مختصر تعارف

جناب سید منظور الحسن صاحب بکاتی  
استاذ دارالعلوم خلیلیہ ٹونک

**نام و نسب** | احترام الدین احمد نام۔ شاغل تخلص۔ (جو تاریخی ہے اور اس سے سلسلہ اخذ ہوتا ہے) آپ حضرت خلیفہ سوم امیر المومنین عثمان غنیؓ کی اولاد میں ہیں اس لئے نسباً عثمانی ہیں۔ اور حضرت مولانا قطب جمال الدین احمد ہانویؒ کے سلسلہ طریقت میں حضرت شاہ محمد خلیل الرحمن جمالیؒ سے بیعت اس لئے مشرباً جمالی اور حضرت مولانا مفتی کرامت علی اعجاز دہلوی مصنف "اعجاز کرامت" کے نواسے ہونے کی حیثیت سے حباً دہلوی۔ والد بزرگوار کا نام مولوی محمد احتشام الدین شوکت عثمانی نظامی فخری مصنف "سلسلۃ الذہب"۔

**وطن و مولد** | آپ کے بزرگ قصبہ گازرون مضافات شیراز سے ہندوستان آئے اور یہ ابوں میں مسکن گزین ہوئے۔



وہاں سے آپ کے دادا قاضی حافظ مفتی حبیب الدین کے جدِ انجیر قاضی امین الدین ابن مفتی زر ویش محمد قصبہ نار نول (پنجاب) کے قاضی مقرر ہو کر ۱۸۷۱ء میں وہاں پہنچے۔ مددِ بار شاہی سے زمین زرعی، چاہات، بارغ اور عمارات سبھی صلہ خدمات کے طور پر عطا ہوئیں جو ۱۹۰۷ء میں دست برد زمانہ کے نذر ہو گئیں۔ اور اُسی زمانہ میں آپ کے خاندان سے قصبات کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔

نار نول سے آپ کے والد کے ماموں مولانا رشید الدین فائز کو ہمارا جہ رام سنگہ والی جے پور نے ۱۸۷۱ء میں بلا کر اور نیٹیل کالج جے پور کا مدرس اول مقرر کیا۔ اُن کے بعد دوسرے سال آپ کے عم بزرگوار حضرت مولانا ابوالبلیان حافظ محمد سلیم الدین تسلیم جے پور اکبر مدرسہ العظیمہ کے مدرس اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اُن کے بعد آپ کے والد والد بزرگوار بھی جے پور آ گئے۔ اسی زمانے سے جے پور آپ کا آبائی وطن ہے۔ یہیں ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو آپ کی ولادت ہوئی۔

**تعلیم و ملازمت** | شاغل صاحب نے فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی شیخ محمد عابد علی عابد اسری سے حاصل کر کے اس کی تکمیل اپنے عم بزرگوار مولانا ابوالبرہان سلطان الدین احمد مبین عثمانی جمائی سے کی۔ موصوف ہی سے عربی پڑھ کر درس نظامی کی تکمیل کی۔ چار سال ہمارا جہ جے پور میں اسپیشل کلاس کے طالب علم رہ کر انگریزی کی بھی قدرے تعلیم حاصل کی۔ ابھی دستارِ فضیلت حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔

مرحوم ریاست جے پور میں ایڈووکیٹ جنرل تھے اسی استحقاق کے باعث،  
۲ جنوری ۱۹۱۷ء کو آپ کا تقرر عہدہ کوٹوالی سانبھر پر ہوا۔ ملازمت کی  
مصرفیات کے سبب باقاعدہ سلسلہ تعلیم جاری نہ رہ سکا۔ مگر ذاتی  
ذوق و شوق کے باعث مطالعہ کا سلسلہ براہِ جاری رہا۔ پنجاب  
یونیورسٹی کے امتحانات منشی فاضل و مولوی فاضل کا مکمل نصاب  
بھی پڑھا مگر امتحان نہ دے سکے۔

کوٹوالی کے عہدے سے ترقی کر کے آپ ڈاکٹر پولس ٹریننگ سکول  
جے پور کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۲۸ء میں جب آپ قائم مقام  
سیکرٹریٹ پولس ضلع مالپورہ (ریاست جے پور) تھے پنشن لیکر سکدوش  
ہو گئے۔

**موجودہ مشاغل** | شاغل صاحب پنشن لینے کے بعد سے ہمہ تن و  
ہمہ وقت علمی و ادبی مشاغل میں محو رہتے ہیں۔  
یہ آپ کا آبائی ورثہ ہے اور آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اُس زمانے کے  
تقریباً ہر ایک ہندو اور مسلمان اہل علم خاندان کے کسی نہ کسی فرد نے  
کسی نہ کسی حیثیت سے علمی، ادبی، فنی یا شعری فیض آپ کے بزرگوں  
سے ضرور حاصل کیا ہے۔ آپ کے ناہال اور داد ہال دونوں خاندانوں  
میں بکثرت علماء، فضلا، شعرا اور خوش نویس ہوئے اور آپ کے خاندان  
کا سلسلہ فیض اسی زمانے سے جاری ہے۔ آپ خود ایک جید عالم بہترین  
شاعر اور باکمال خوش نویس ہیں۔ آپ کی تصانیف اور تالیفات کے  
مخطوطات اور متعدد کتب کی نقلیں جو آپ کے کتب خانے کی زینت  
ہیں آپ کے فن خوش نویسی کے شاہد ہیں۔ ہزاروں کتابوں پر مشتمل آپ



کا کتب خانہ، ذاتی کتب خانہ کی حیثیت سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی فہرست بھی شاعری صاحب کی خطاطی کا بہترین نمونہ ہے۔

شاعری صاحب کے ذوقِ علم و ادب اور نوشت و خواند کا یہ عالم ہے کہ فرائضِ دینی اور ضروریاتِ زندگی کے علاوہ بلا مبالغہ تمام وقت مطالعہ، تدریس اور دوسری علمی و ادبی خدمات میں گزرتا ہے۔ اس عمر میں بھی ۵۰-۶۰ صفحات لکھے بغیر آپ کو چین نہیں آتا۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جب بھی شاعری صاحب سے ملا ان کو عبادت یا علمی و ادبی مشاغل میں مصروف پایا۔ ملازمت سے بیکار و شش ہونے کے بعد سے آپ مختلف علمی و ادبی اداروں کے ممبر بھی رہے اور عہدے دار بھی۔ مثلاً انجمن تعلیم المسلمین کے سیکرٹری بھی رہے اور نائب صدر بھی۔ ۱۹۵۲ء سے انہیں ترقی اردو راجستھان کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ اسی طرح تقریباً دس بارہ سال سے جامعہ اردو علمی گروہ کی مجلسِ منتظمہ کے رکن بھی۔ قیام راجستھان سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی جے پور کے بیشتر ادبی جلسے جن میں کل سند اور کئی راجستھان مشاعرے، سمپوزیم اور کنونشن وغیرہ شامل ہیں آپ ہی کے مہولہ منت ہیں۔ یہ جوان ہمت بزرگ ایک کامیاب اور قابلِ قدر سرکاری افسر بھی رہے اور آج علم و ادب کی دنیا میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ نہ صرف ذمیوی بلکہ دینی اعتبار سے بھی آپ قابلِ صد قدر و ہزار تلاش ہیں۔ آپ فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔

حضرت شاعری نے پہلی نازل جے پور کے ایک طرحی مشاعرہ منعقدہ ۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء میں پڑھی تھی جس کا

مصرعہ طرح تھا۔ ع "دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں"

آپ نے اول اپنے برادر معظم حضرت مولانا اسد الدین تسنیم سے اصلاح  
سخن لی اور پھر ان کے ایسا پر مرزا محمد تقی بیگ مائل دہلوی سے شرف تلمذ  
حاصل کیا اور فنی تکمیل اپنے عم نامہ دار حضرت بہن سے کی۔

**کلام پر تبصرہ** | حضرت شاعری کا کلام ناظرین کے سامنے ہے۔ اس  
پر تبصرہ کرنے کی ضرورت اس لئے محسوس نہیں کی جاتی

کہ ”مشک آئست کہ خود بودید نہ کہ عطار گوید“ عیاں را چہ بیان۔ علاوہ ازیں  
ع ”پسند اپنی اپنی مذاق اپنا اپنا“ کیونکہ

ع ”ہر گھڑ را رنگ بویے دیگر است“

ساتھ ہی ہمارا مقصد شاعری کا تعارف پیش کرنا ہے نہ کہ کلام  
پر تبصرہ۔ تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آپ کے کلام میں جدید و قدیم  
دونوں رنگوں کا ایک خوشگوار امتزاج نظر آتا ہے۔ فنی رکھ رکھاؤ کا  
التزام بھی ہے اور زبان و بیان کا اہتمام بھی۔ موقع و محل کے اعتبار سے  
آپ کے کلام میں چند مقامی الفاظ بھی نظر آتے ہیں مگر ان کا استعمال خصوصاً  
نظموں میں کیا گیا ہے جن میں آپ کی شوخی طبع کی جھلک نظر آتی ہے۔  
مجموعی حیثیت سے آپ کا کلام پڑھنے کے بعد بے ساختہ زبان پر بھی  
آتا ہے کہ:

از دل خیزدہ بردل ریزد

**شاگرد کرنے سے اجتناب** | شاعری کا صاحب نے اصرار و ابرام  
کے باوجود کسی کو شاگرد نہیں بنایا

ان کا خیال ہے کہ موجودہ فوج ان طبقہ عموماً علم و فن سے بے بہرہ رہ کر  
صرف مہتر تم شاعر بزم بنانا چاہتا ہے جو ان کے نزدیک فن کی توہین اور



خود فریبی ہے۔ البتہ جس میں جو ہر قابل پاتے ہیں اس کو صحیح مشورہ دیکر ہمت افزائی بھی کرتے ہیں نیز اس پر یہ بھی واضح کر دیتے ہیں کہ یہ محض مشورہ ہے اصلاح نہیں۔

**تصنیف و تالیف** | تصنیف و تالیف کا شوق تو شاغل صاحب کو زمانہ طالب علمی سے ہی ہے مگر ۱۹۳۳ء میں جب

وہ پولس ٹریننگ اسکول کے ڈائریکٹر تھے اور پولس گاہڑجے پور کے ترجمہ کی خدمت ان کے سپرد ہوئی (جو انہوں نے شیخ وحید الدین صاحب کی اعانت سے باحسن الوجہ مکمل کر کے انعام حاصل کیا) اسی زمانے سے تصنیف و تالیف کا ایسا سلسلہ قائم ہوا کہ اب تک آپ کی مختلف موضوعات کی ۳۸ تصنیفات و تالیفات طبع ہو چکی ہیں اور ۸ غیر مطبوعہ موجود ہیں۔ ان کے علاوہ کلیات مائل دیوان نمونہ اور دیوان و رباعیات مبین بھی آپ ہی نے ترتیب دی ہیں اور آج کل تین تصانیف زیر ترتیب ہیں آپ کی تصانیف کی فہرست اس دیوان کے آخر میں شامل ہے۔

**علمی و ادبی خدمات** | شاغل صاحب کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

راجستھان میں آپ کی علمی و ادبی خدمات کی مثال نظر نہیں آتی اس صوبے کی ادبی دنیا میں شاغل کی انفرادی شخصیت کو ایسا مقام حاصل ہے کہ ان کو یہاں کا ”بابائے اردو“ کہا جائے تو بالکل بجا و درست ہے جو آپ کے شایان شان اور اہل راجستھان کے لئے باعث فخر ہے۔ آپ کی ان خدمات کا اعتراف بارہاد تھیں اور تقریظ و تعریف کے علاوہ نقد انعام و اکرام اور وظیفہ وغیرہ کی شکل میں کیا جا چکا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک خدمت اردو کے لئے آپ کو زندہ و سلامت اور باصحت قوت رکھے۔ آمین۔

# زرافشان شاعری

۱۹۷۰ء

تاریخ طبع دیوان زیب ادب ، نکرخی مولوی عالم احترام الدین صاحب  
۱۳۸۹ھ ۱۳۸۹ھ

## وصف گو عبد البصیر بصر ٹونکی

۱۳۸۹ھ

بہ آب و تاب دل افزا چھپا دیوان شاعری ہے  
۱۹۷۰ء  
۱۳۸۹ھ  
جسک شاعری کے احساس حین و نیک عنوان کی  
۱۹۷۰ء  
۱۳۸۹ھ  
بہار فیض مندا سکی ہمیشہ رہنے والی ہے  
۱۹۷۰ء  
۱۳۸۹ھ  
حسین شاداب رنگ بوز ہے بے غار گلشن ہے  
۱۹۷۰ء  
۱۳۸۹ھ



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حد و مناجات

<p>وہ ہے ملک کے نہ کیوں درد لب بیاں میرا  زمین میری زباں میرا آسماں میرا  رہا ہوا ہے وہاں شکرِ ناتواں میرا  اگر چہ ہونے کو خاصہ ہے دوزباں میرا  کہاں مقامِ ترا اور کہاں مکاں میرا  جو تو نہیں تو نہیں کوئی مہرباں میرا  ترا کرم رہے ہر آن پاسیاں میرا  ترے کرم نے بنایا ترا مکاں میرا  جو ہے گناہ کا دریا ہے بیکراں میرا  اجرمِ برق میں قائم ہے آشیاں میرا  کرے قبول ترا فضل ارغواں میرا</p>	<p>خدا کی حمد میں خامہ ہے تر زباں میرا  میں تیرا عہد ہوں بیشک بحسبِ جہاں میرا  جہاں گذر نہیں جبریل سے فرشتے کا  بیاں ہو ایک صفت بھی تری نہیں مکن  تو لامرکاں کا مکیں میں کا خاک نشین  جو مہربان رہے تو تو مہربان لاکھوں  نہ بزمِ جم کی تمنا نہ تختِ کسریٰ کی  عطا کیا مجھے دل جو مکاں ہے تیرا  تو غضب کی حرارت کے خشک ہو جائے  ترے سحابِ کرم نے جو کی ٹھیسانی  میں چنداں شک امت کے لیے آیا ہوں</p>
--	--

نہ مور و مارہ کی یارب کہیں یوں خوراک	ترا ہائے کرم کھائے استخواں میرا
نہ خوفِ روز جزا ہو نہ خطرہ دوزخ	جو تیرے عفو کا بادل ہو سائبان میرا
تیرے حضور میں کیا عرض کی ضرورت ہے	نہیں ہو تجھ سے کوئی راز دل نہاں میرا
کرم وہ حالتِ مشاغل پہ کر رحیم کریم پہنچ سکے نہ جہاں دہم اور گماں میرا	

کتابچی  
 ہمارے میں موجود ہے جلوہ میرا  
 ہمارے میں ہے یہ سب کچھ  
 اک سن سے دو عالم کو بنانے والا  
 ہے نہ کہ ہم دیکھ سکتے ہیں تیرا



# غزلیات

(۱)

<p>کسی نادار سے جیسے کوئی سائل نہیں ملتا          کہ دم بھر بھی زمانے میں سکونِ دل نہیں ملتا          شرابِ معرفت کا جب کوئی شافل نہیں ملتا          مگر صدق و صفا کا واقعت منزل نہیں ملتا          کبھی واپس کسی عاشق کو اُس کا دل نہیں ملتا          ہجومِ حشر میں گم ہو گیا قاتل نہیں ملتا          ہمیں تو آج اردو کے سوا سہل نہیں ملتا          کوئی غارت گرا یا نہ دینِ دل نہیں ملتا          وہاں کشتی تو ملتی ہے مگر ساحل نہیں ملتا          اگر اک آدمی کا دوسرے سے دل نہیں ملتا          مری کشتی ہی ساحل ہو اگر ساحل نہیں ملتا          مگر اب قبر میں قارون کو سائل نہیں ملتا</p>	<p>اسی صورت کسی مغرور سے شافل نہیں ملتا          نہیں ملتا متاعِ عمر کا حاصل نہیں ملتا          یہ شکوہ ہی عبت ہو عارفِ کامل نہیں ملتا          ہزاروں راہزن ہر ہر قدم پر پتے بہتے ہیں          تہیں سے کچھ نہیں شکوہ یہ دستورِ محبت ہے          سماعت بھی ہوئی روزِ جزا تو کیا نتیجہ ہے          کبھی ہوں گے تو ہوں گے آدمی بسمل زمانے میں          بجا ہوا دعائے پارسائی شیخ کا جب تک          جہانِ عشق کا دستور بکرو برنالا ہے          ریا کاری ہو دھوکہ ہو اسے ملنا نہیں کہتے          کسی صورت تو دریاے محبت پار کرنا ہو          کبھی سائل کو مالِ دولتِ قارون ملتی تھی</p>
---	---

فلک کی چشمِ نابینا کو بینائی عطا کر دوں  
یہ کیا انقلاب آیا کہ باقی کو شکایت ہے  
مگر اس دور میں دودھ چمکے دل نہیں ملتا  
دورِ مینا نہ اخلاص پہ سائل نہیں ملتا

جو اپنی وضع پر قائم رہا ہوا اس نے مانے ہیں  
مگر تم کے سوا جے پور میں مشاغل نہیں ملتا

(۲)

<p>بہیں ہوتا عبور بھر غم آساں نہیں ہوتا جیسے فکرِ مالِ گردشِ دوراں نہیں ہوتا نہیں ہوتا دلِ ناشاد کا دریاں نہیں ہوتا منور جس کے دل میں عارضِ جاناں نہیں ہوتا پہاں دل ہی نہیں کھتے کہ ارمافوں کا جھگڑا ہو طریقت کی خبر کیا اُس کو وہ کیا معرفت جانے یہ پچھلی شب کے آنسو بھی عجب تاثیر کھتے ہیں نمایاں ہوں گنہگاروں میں لیکن پھر بھی دم ہوں بھی کچھ ہی غم و اندوہ و یاسِ حسرتِ ازل کا نری رحمت کے موتی بچے برے جب کبھی برے ہمیشہ عافیت ہی باعثِ آفات ہوتی ہے گدائے میکہ ہوں وہاں ہیں ہیر دامن میں</p>	<p>کبھی کشتی نہیں ہوتی کبھی سااں نہیں ہوتا ایسے اناں نہیں کہتے ہیں ہ اناں نہیں ہوتا کسی صورت نہیں ہوتا کسی عنوان نہیں ہوتا مری دانست میں وہ حافظِ قرآن نہیں ہوتا خدا جانے کہ کیا ہوتا ہی کیا اراں نہیں ہوتا کبھی واعظ شریکِ محفلِ رنداں نہیں ہوتا کبھی محرومِ رحمت دیدہ گریاں نہیں ہوتا نری شانِ کریمی کے کوئی شایاں نہیں ہوتا ترا عاشقِ گدائے بے سوساں نہیں ہوتا سرِ شکستہ لودِ عصیاں کا رکاد اناں نہیں ہوتا جہاں ساحل نہیں ہوتا وہاں طوفاں نہیں ہوتا مجھے تو شکوہ کو تا ہی داماں نہیں ہوتا</p>
--	--

۱۵ فواب محمد مکرم علی خاں مکرم میر شاعر ۱۲

۱۶ جی مشاعرہ - بتاریخ ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء بمقام جے پور۔



۲۰ $\frac{9}{5}$	ہیں ملتا جسے فیض جناب ساقی کوثر میسر اس کو مشاغل بادۂ عرفاں نہیں ہوتا
------------------	--

(۳)

لیکن نہیں کج خلقی اجاب کا یا را ہونے کا نہیں گردش تقدیر کا چار را اب قصہ دل یاد دلاؤ نہ حصار را ہوں میں بھی کوئی قسمت و آفات کا مارا سچ کہئے کیا چرخ کو یہ کس نے اشار را ہاں ہاں دل بیتاب کو بتو تاب نظر را کیوں روز جزا ان کو فرشتوں نے پکارا رحمت کی گھٹاؤں کا اٹھی لیکے سہارا اے سنگ و لو سنگ میں ہوتا ہی شرار را ہو جائے گا اپنا بھی کسی طرح گذار را	غیروں کی تو بیدار بھی ہو دل کو گوارا گردش میں نہیں ہو کہ فلک فائدہ معلوم جو کچھ بھی کیا آپ نے اچھا کیا۔ لیکن کیا پوچھتے ہو کون ہوں کیوں در پہ پڑا ہوں یوں اہل ہنر خاک بسر تھو کیس گھائیں جب چاہو نقاب رخ روشن کو آلت دو میں نے تو کوئی خون کا دعویٰ نہ کیا تھا وہ جانب قبلہ سے قلع خواروں کی امید نازک نہ سہی کو تحل ہی سہی دل یہ سبزہ و تہتاب حریفوں کو مبارک
---	---

۱۴ $\frac{1}{43}$	پائید نہیں ہوں حرم و دیر کا مشاغل لیجائے خدا جانے کہاں ذوق نظر را
-------------------	--

(۴)

کہ عرض کرتے ہیں یوں عاشقان آوارا کہ سر بلکہ و بیا باں تیر دادہ مارا کیا ہے کام تمنا کو تلخ و نا کارا	صبا بہ لطف بگو آں غزالِ رعنا را جو تیرے کچے ہیں آئیں تو کس طرح آئیں شکر فروش کہ عکس دراز باد۔ پیرا
--	--

۱۴ فی البدیہہ مشاعرہ قصیدہ سوائی مادہ میر پور میں یہ غزل ۱۰ منٹ میں کہی جا کر پڑھی گئی۔ ۱۲۰

یہ شور کاش غلط ہو کہ وہ لب شیریں غرو و حسن اجازت مگر نہ داداے گل یہ تیرے خلق سے ہو دور جان نگہ بہار بحسن خلق تو اں کر دصید اہل نظر کنند زلف سے کر شاہباز عقل کو صید چو با حبیب نشینی و بادہ پیمالی تو اپنے عیش و سرور میں یوں صافہ کر ند انم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست جہاں میں کون ہی ایسا جو دل ندے اپنا جڑیں قدر نتواں گفت در جمال تو عیب خیال عارض جانان سے باز آئی دل در آسماں چہ عجب گر زگفتہ حافظ	تفقدے نہ کند طوطی شکر خارا نصیب بلیل ہجو ر کو ہو نطارا کہ پرستے نہ کنی عند لبیب شیدا را کہ اس سے بچ نہیں سکتا کوئی خرد آرا بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را اور اس طرح کہ ہو خلوت طرب کا گہوارا بیاد آر حریفان بادہ پیمارا مناخت پہ مصر کیوں ہے نفس امارا سہمی قدان یہ چشم ماہ سیمارا کہ خالی رخ نہیں عاشق کی آنکھ کا تارا کہ خالی ہر و وفا نیست رفے زیارا سرود و کیف سے معمور ہو ہر اک تارا
---	--

یہ حال اور ہو سن کر کلام شافل کا سیماع نہ ہرہ برقص آور و سیمارا	۲۶ ۲/۴
--	--------

(۵)

بلمان زمان سلطاں کہ رساند این دعا را بہ یوں جہاں پناہی کرے عرض سبب الی چہ قیامت است جانان کہ بعاشقان نمود یہ عجیب بات پانی بت عشوہ گریں ہم نے زرقیب دیو سیرت بخدا ہی پناہم اُسے مہر سے غرض کیا کیوں اور تو طلب کیا	اسی کر کے ہیں بھکاری جم و کیفیاد و دارا کہ بشکر بادشاہی ز نظر مراں گدارا کبھی لطف ہائے پنہاں کبھی فہر آشکارا رخ ہجو ماہ تاباں دل ہجو سنگ خارا کہ خجانتوں کا اُس کی نظر آئے کوئی چارا مگر آں شہاب ثاقب مدے کند سہارا
---	--



دل عالمے بسوزی چو غدار بر فردزی تری دید پراٹھے ہیں تھے در پہ پہ پڑے ہیں مڑو سیاہمت ار کردہ بخون ما اشارت تری چشم فتنہ زانے تجھے دیدیا ہو دھوکہ ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیم صبر کا ہی یہ بڑا کرم ہو اس کا جو صبا اٹھائے رحمت بھڑا کہ چرے وہ تو بھلا فطرت سو خیر	مری زندگی کا لیکن تری دید ہے سہارا تو ازیں چہ سود داری کہ نئی کئی مدارا تری چشم کا تھا ایما تری بھوک کا تھا اشارا نہ فریب او بیندیش و غلط کن بگا را تری بوسے پیر سن سے کہے در دل کا چارا یہ پیام آشنائے میوازو آشنائے را ہو شراب یا کبازاں ترا عارض دل آرا
--	--

۳۰ - ۴۶	خبرے دوستان یکدل ہی یہ آرزوئے شاعر کہ دعائے صبر کا ہی اثر سے کند شمارا
---------	---

(۴)

نہ گلچیں کو خصیت نہ دشمن باغبان میرا مٹے ہستی تو ظاہر ہو مکان ہو لامکان میرا در میخانہ تک آتے ہیں میری پیشانی کو تجلی حسن کی خود مانع دیرا رہے ورنہ اشراب آنیں سکتا۔ دعا اب جا نہیں سکتی بہا کر عجب بخشش لیکنی دریائے رحمت میں بہار آتے ہی پھر آثار میں صحرانوردی کے وہی دن بچے کچھ اچھے اور وہی اچھا زمانہ تھا جرم میں تکرارے میں میر میں گلشن میں صحرایا وہاں کیا ساقی کو تر نقب دیتے ہیں یکھیں گے ذرا شوخی تو ان کی دیکھئے مجھے یہ کہتے ہیں	بہان نا امیدی میں نفس ہی آئیاں میرا خودی نکلے تو ہو معلوم ہی عرش آستان میرا ادب کرتے ہیں اتنا حضرت پیرغاں میرا نہ دشمن پاسیاں میرا نہ حاسد آسمان میرا ہو زیر آسمان اک آسمان دو دفناں میرا ہولے شرم عتیاں سے جو ٹوٹا بادباں میرا جنوں کے ہاتھ سے دامن ہوا پھر دھجیاں میرا قدم تھی گلتاں میرا عدم تھا آئیاں میرا نہیں ہی ذکر الفت اب کہاں تیر کہاں میرا یہاں تو میکدے میں نام ہی پیرغاں میرا ترے سجدوں سے گس جائے نہ سنگ آستان میرا
--	---

رہے تو وہ ہے کیونکر نہ ہو بنیاد ہی جس کی	معلق تھا ہوئے شاخ گل میں آشاں میرا
فانے عشق کے اکثر ٹاکنے ہیں وہ شاعری	عجب کیا ہی اگر جھائے رنگب استاں میرا

(۷)

کام دشمن نے کیا ہی خانماں پر باد کا	نام زندہ ضرب تیشہ سے ہوا فراد کا
کیا بتاؤں حال دل شرمندہ بیدار کا	اشک تھمتا ہی نہیں دود و پیر صیاد کا
کیا ارادہ ہے قفس جس بلیبل ناشاد کا	کیوں بنا ہو ایک زینہ عرش ملک فریاد کا
یہ ہوا آخر اثر بلیبل تری و سر یاد کا	خاک کا تو وہ نظر آتا ہے گھر صیاد کا
توڑ دے اے شوق آزاد دی عناصر کا قفس	نام رہ جائے امیروں میں کسی آزاد کا
حسن ہماں کا اثر ہو زنا بدوں پر کس طرح	آنکھ پتھر کی ٹی ہے دل ملا فولا د کا
آتش گل کے تصور نے لگا دی آگ ہی	پھونک ڈالا بلیلوں نے گھر کا گھر صیاد کا
تو بھی ہوتا ہے اگر دشمن تو ہو جا آسماں	بچہ سے جو کچھ ہو سکے کرے دل ناشاد کا
کاش بیہوشی میں زبرد ام آ جانی اہل	عمر بھر احساں رہے گا دامن صیاد کا
کیا بتاؤں عشق کی سرکار سے کیا کیا ملا	حسب محنوں کی ملی دامن ملا فراد کا

ابر رحمت میکلے پر چپا چکا ہے چارو	منتظر شاعری ہے اب پیر مغاں ارشاد کا
-----------------------------------	-------------------------------------

(۸)

بت خانہ شگ راہ ہی جس کوئے یار کا	کعبہ بھی اک نشاں ہے اسی رنگدار کا
ادنی سا عکس ہے رخ رنگین یار کا	عالم بنا ہوا ہے مرقع بہار کا
میکو تو شوقی سجدہ میں یہ بھی نہیں خبر	سنگ دو رقیب ہے یا فقیر یار کا
رحمت بھی تیرے ساتھ ہی بخشش بھی تیرے ساتھ	پھر خوف کیا ہے پریش رونی شمار کا



<p>ہو جائیں ایک کافر دیندار کس طرح زادہ تمام تقویٰ و طاعات چھوڑ دے تصویر بھی نہ اُس کی تصویر میں پہنچ سکی فقرے غضب کے لکھے ہیں خط کے جواب میں کردوں نہ غرقِ جامِ دل بہتیر کو شانِ کرم کو اُس کی گوارا نہیں بھی</p>	<p>جلوہ الگ الگ ہو رخ و زلفِ یار کا قائل اگر ہے رحمتِ پروردگار کا ادنیٰ سایہ کمال ہے شوخیِ یار کا گر یا قلم سے کام لیا ذوالفقتار کا جھگڑا چکا ہی دوں نہ دل بیقرار کا مایوس ہو کے لوٹنا امیدوار کا</p>
--	---

پیرمغاں سا پیر ہو شاعِل کا معتقد  
پھر نہ کرو شغل دیکھئے خوشگوار کا

(۹) (قافیہ بند)

<p>کیا پوچھتے ہو حالِ دلِ بیقرار کا مشکل ہے توڑنا قفسِ استوار کا یوں منتظر ہوں جلوہ رخِ یار کا عالمِ نظر میں ہے گلِ رخسارِ یار کا آنکھوں میں نور چاہئے رخسارِ یار کا ای جذبِ شوقِ لطفِ توجہ کے پیچھے انجامِ عمر ہی تو ہے آئینہ زنگی وہ شیخ و برہن نے بربائیں کردتیں اے وقتِ سخنِ گلشن و گلزارِ ہونہار دونوں ہی اذیتِ سخت ہیں پیچھا رکھئے</p>	<p>شرہ ستاؤ آمدِ فصلِ بہار کا کیونکر اٹھاؤں لطفِ چین میں بہار کا بلبل کو انتظار ہو جیسے بہار کا قائل نہ میں خزاں کا نہ فصلِ بہار کا آئے نظر شرار میں جلوہ بہار کا دیوارِ قیہ خانہ پہ نقشہ بہار کا شامِ خزاں ہی نام ہی صبحِ بہار کا آلودہ غبار ہے دامنِ بہار کا دامنِ بندھا ہوا ہی خزاں سے بہار کا آنا بہار کا ہو کہ جانا بہار کا</p>
--	--

شاعِل ہی اور شغل نے خوشگوار ہے  
اللہ رے فیضِ ساقیِ فصلِ بہار کا

(۱۰)

یہ ہے کمال قدرت پروردگار کا دونا ہے حوصلہ دل عصیاں شعار کا کیا اعتبار زندگی مستعار کا آنسو ذرا ٹپک تو پڑے شرمسار کا جاد و بہار کا ہے کہ نالہ ہزار کا جلوہ ہے دور دور جمال نگار کا سب نے پتہ دیا ہے ترے رگزار کا اس میں گزر نہیں ہو غم روزگار کا گوشتہ ہو ایک خلد ہمارے فرار کا ما تم ہے سخن باغ میں فصل بہار کا سر کا ذرا نقاب جو حصار یار کا اک وہ کہ جلوہ آٹھ پہر دے یار کا	دل جمعی تنگ چیزیں جلوہ ہے یار کا سُن سُن کے شور رحمت پروردگار کا کس سے حد ہو کس عداوت ہو کس سرخ پھر دیکھئے کہ آتش دوزخ پہ کیا بنے گل دم بخود ہے باد صبا بقرار ہے فرش زمیں ہو عرش بریں ہو کہ لامکار کعبہ نے تنگدے نے کلیسا نے دیر نے میخانہ کی تو شان ہی دنیا میں ہے جدار داغ فراق یار کی دل میں جو ہی ہمار پامال باد تنہ نہیں برگہ ہائے خشک دونوں جہان مطلع افوار بن گئے اک آپ ہیں کلیم کہ ہوش و حواس گم
--	---

شاعری سا بادہ خوار ہو کعبہ میں معتزلت

اعجاز ہے یہ گردش لیل و نہار کا

(۱۱)

ادنی سا کام ہے نگہ ناز یار کا اب دیکھیں حشر کیا ہوشیار کا مدفن ہیں کہیں ہے کسی بادہ خوار کا	کر دینا پاش پاش دل بقرار کا دل اختیار کا نہ جگر اختیار کا یہ جوش بے سبب نہیں یار کا
---	---

۱۲ مہ طری مشاعرہ تاریخی ۲۰ ماہ ۱۳۷۶ بمقام قردلی ۱۲



<p>دل ہے کہ آئینہ ہے تجارے پار کا  شہرہ سنا ہے منفرت کردگار کا  فتنہ اٹھا جو شوخی رفتا و پار کا  ہے آج خاتمہ ستم روزگار کا  احساں اٹھائے کون گریباں کے تار کا  کوسوں پتہ نہیں ہے دل بیقرار کا  کعبہ نہیں ہے شیخ یہ کوچہ ہے پار کا  اتنا تو حوصلہ ہے دل بیقرار کا  لاٹے کا داغ عکس دلِ داغدار کا  باقی نہیں نشانِ تاج اُن کے فرار کا  رحمت جواب تھا نگہ شمار کا</p>	<p>ہم رنگ نور عرش ہے ہمشکل برق طود  لطفِ گناہ و لذتِ عصیان کیوں بڑھے  اک اور حشر حشر میں ہو جائیگا پیا  چٹکا ریاں ہیں آہ ہیں نالے میں ہیں شرو  چاکِ جگر کو تارِ نفس سے کیا رفو  کچھ تو بتا کہاں ہو وہ لے میر کارواں  آتا یہاں خیالِ ریا کا بھی کفر ہے  راہِ طالب میں تیری مٹے اور پھر مٹے  بلبل مجسمہ مرے بختِ سیاہ کا  ایوانِ جن کے باہر فناک سے بلند تھے  لب تاج بھی روزِ حشر نہ آئی تھی التجا</p>
--	--

بے شک  
نہیں ہے  
نہیں ہے  
نہیں ہے

رحمت کے میکے کی بوساتی ہے خیال  
شغل کو جامِ دے چو شکستِ خمار کا

(۱۲)

<p>ہو عرش ہی تو فرشتہ تری بزمِ ناز کا  شیشہ نہیں ہے دل ہو کسی پاکباز کا  اتنی پیو کہ وقت نہ گزرے نماز کا  ٹھوکر کا ہونِ شانِ بھرے پائے ناز کا  ناقوس کا ہے ذکر نہ تسمہ ہنساز کا  رکتا ہو دل میں نقشِ تیرے پائے ناز کا  جلوہ ہے دور دور چہرا رخِ جہاز کا</p>	<p>کیونکر گذر نہ ہو کسی اہلِ نیاز کا  بالکل بجا خیال ہے آئینہ ساز کا  مفتیِ میکہ کا ہے فتویٰ جواز کا  ایسا کہاں نصیبِ جبینِ نیاز کا  سیح ہو شراب خانہ ہو گھرِ نیاز کا  کیونکر حرمِ دل میں نہ پائے جگہ گنگ  خورشید و آہ کیا ہر عرشِ عظیم کیا</p>
---	---

ان کو جنون ناز مجھے نشہ نیاز محمود وخلق ہونے کے پھر خواب دیکھئے جب تک شراب ناب کے دل کا وضو نہ ہو ہر قطرہ شراب کو دریا بنا دیا آکھوں پہر عروج پہ ہی جہر حسن یا ر اُس کو خود اپنے حسن کا عاشق بنا دیا	دیکھیں تو اب کمال کسی چارہ ساز کا پہلے طریق سیکھئے رنگب ایاز کا میخوار کو حرام ہے پڑھنا نماز کا اللہ رے فیض ساقی میکش نواز کا جب سے دیکھتا ہوں وقت نہیں ہی نماز کا احسان حسن پر ہے یہ آئینہ ساز کا
پہلیا ہے روز بادہ کو تر تو کیا عجب شاعِل بھی تو غلام ہے شاہِ حجاز کا	بہارِ حجاز کا بہارِ حجاز کا

(۱۳)

کیوں ڈریں اس کے بعد کیا ہوگا ہم دکھا دیں گے رنگِ محفل کا جب ستم بھی نہ ہو سکے پورے کیوں نہ ہوگا وہ شاو دنیا میں	اب ہی کیا کم ہے جو سوا ہوگا نالہ دل اگر رسا ہوگا وعدہ و نعل کیا وفا ہوگا جس کا غمخوار آپ سا ہوگا
پوچھتے کیا ہو حالِ شاعِل کا میکدے میں کہیں پڑا ہوگا	$\frac{4}{13}$ ۱۲

(۱۴)

غمِ فرقت کو آسان کیوں لے شوریدہ رہ جانا اگر جاتے ہو اسے نالو تو بنکر با اثر جانا شکایت ہو فلک کی آہ کو نالے سے کہتی ہو ہمیشہ اک نیا غم پیٹے آنا کوئے جان سے نہیں مگر ہری آہوں کا اور تیری نگاہوں کا	مجھے لازم تھا ہنگامِ وداع بارِ مرجانا شردرت ہو تو حدِ لامکاں سے بھی گزر جانا مجھے بھی بے اثر سمجھا مجھے بھی بے اثر جانا نہ جانے کی قسم ہر بار کہا لینا مگر جانا ترے دل میں نہ ہونا مے دل سے اثر جانا
---	--



<p>سمجھ رکھا ہی کیا فرما دے کو ان عقل والوں نے یہ تم نے بزم میں اپنی بذا کر کیا قیامت کی حیات و موت کیا ہی جلد اور ارق پریشاں کی فرشتے کیوں لئے جاتے ہیں آخر اس کو دوزخ میں عدم سے جانب ہستی رواں ہو گا ورنہ تیرا رہی جو بے خبر دیر حرم والوں کے جھگڑوں سے اصل کا ہاتھ ہو اس میں کہ فطرت کا تقاضہ ہو</p>	<p>پر ہیں اس عقل پر پتھر سے شوریدہ سر جانا مجھے لازم ہوا جلنے پہ پروانے کے مرجانا پھر ان اور ارق کا شیرازہ ہستی بکھر جانا بدائے شیخ کو بھی کیا مراد امان تر جانا پڑے جب راہ میں دنیا تو دم بھر کو بھر جانا انہیں کو ہم تو سمجھے باخبر، اور معتبر جانا بہر صورت یہاں رکنا نہیں المختصر جانا</p>
--	--

<p>علاء الفت سے خالی دل کا ساغ چاہئے شاعرانہ علامت ہو تہی ہونے کی پیمانہ کا بھر جانا</p>	<p>۱۱ ۱۲ ۵۰</p>
--	---------------------

(۱۵)

<p>تجھے اک بازیرے پاس ہی دشتوار ہو جانا دریخانہ پر اس کا اگر اک بار ہو جانا امید غفوی عسیاں یا اپنی کیوں رکھیں ہم نہاروں نازہوں قربان جسکی بے نیازی ہم جو سچ پوچھو تو سیکھا ہی ہمیں چشم زنگس نے ہم اور دل اک اک نہ جان دیدیکے نہ خنجر</p>	<p>تجھے آساں ہی کو چے میں تھے سو بار ہو جانا تو زاہد کو بھی کچھ مشکل نہیں دیندار ہو جانا خبر بخشش کی دیتا ہے تر اغفار ہو جانا بہت مشکل ہے اس کا محرم اسرار ہو جانا کسی کی نرگس بیار کا بیسار ہو جانا نہیں کچھ سہل عشق ابروئے خمدار ہو جانا</p>
---	--

<p>تصور میں بھی آنے سے جسے ہوا راوی شاعرانہ تو پھر کس طرح ممکن اس کا ہی دیدار ہو جانا</p>	<p>نہیں کچھ سہل عشق ابروئے خمدار ہو جانا نہیں کچھ سہل عشق ابروئے خمدار ہو جانا</p>
---	--

(۱۶)

<p>بتاؤں تجھ کو جنہوں عشق میں لازم ہو گیا کرنا شب و وقت میں ممکن ہو گیا اسکے سوا کرنا</p>	<p>اذیت پاکے خوش رہنا ستم سہک و فاکرنا نرگس نملانا لوٹنا آہ و بکا کرنا</p>
---	--

نہ وہ آئے نہ موت آئی نہ صبر آیا نہ دل فقیر	شب فرقت نہ کام آیا مرے آہ و بکا کرنا
ہلال عید قرباں دیکھ کر واجب سمجھتے ہیں	کسی کی تیغ ابرو پر ہم اپنی جان کا کرنا
جوانی تو گزرنے دے بتوں کے عشق میں شاعِل	مناسب کچھ بڑھاپے ہی میں ہو یاد خدا کرنا

(۱۷)

آپ خود چارہ گھر عاشق شیدا ہونا	کام جب آئے نہ عیبی کا مسیحا ہونا
طالب دید ذرا سیج کے موسیٰ ہونا	غیر تباہ کو آتا ہے شرار ہونا
سب تینوں کی ہو طینت میں خود آرا ہونا	تم سکون دل عاشق حشر آرا ہونا
کس قیامت کے ترے ہو شرابا ہیں جلوے	چشم موسیٰ کو بلبر نہیں بینا ہونا
ملنے والی ہے غم ورنج زمانہ سے نجات	کیا ضروری نہیں اس وقت تمہارا ہونا
بے خطا ہم نہ کہے ہیں نہ رہیں گے ہرگز	آدمی کے لئے مشکل ہے فرشتہ ہونا
چپکے بیٹھے ہیں لئے دردمختل میں	نہ تماشا ہمیں بنتا نہ تماشا ہونا
رکابِ دوست تو پہنے ساجے حیدرِ جہاں	لیکن آیا نہ کسی کو بھی زلیخا ہونا

چشم بینا ہی نہیں دید کو کافی شاعِل	چشم بینا ہی نہیں دید کو کافی شاعِل
لور ایمان کا بھی لازم ہے ادبِ الہی ہونا	لور ایمان کا بھی لازم ہے ادبِ الہی ہونا

(۱۸)

دل راحت طلب کو خیر گزار کر لینا	ہیں آتا ہیوں آسان کو دشوار کر لینا
رقیبوں کی خوشامد نسبت اغیار کر لینا	کسی صورت سے یار و یار کو ہموار کر لینا
نہیں دشوار کا نفس کو دیندار کر لینا	جنہیں آتا ہے ہر تارِ نفس زنا کر لینا
کھیم اللہ وہ کیوں طور پر بجائے جسے آئے	فرورغ دیرہ بلیش جمالِ یار کر لینا
یہ دینِ دل بھی آخر یہ بیانِ تن بھی حاضر ہے	مجھے جو کچھ بھی کرنا ہے نگاہِ یار کر لینا



<p>تئون سائلون ہو مزاج یار ہیں یارو          قدم رکھنا تو راہ عشق میں آسان ہو لیکن          تری غمور آنکھوں سے شرابِ حسن لے کر          جو ہم سے ہو سکے گا آہ کر کے ہم بھی کر لیں گے          تمہارے عارضِ کلرنگ سے رنگینیاں لیکر          مریدِ نیکی یہاں تو ہاں ہیں یاں ملتی ہیں ہمتی          ریا کا لفظ بیشک صفوہ ہستی سے مٹ جاتا          وعاے شیخ میں کیونکر نہ ہوتا تاثیر آتا ہے          چھ روزے ہیں تو جامِ معرفت کے پینے والوں کے</p>	<p>ابھی انکار کر دینا ابھی اقرار کر لینا          بہت مشکل ہو خود کو خاک کھائے یار کر لینا          ہمیں آتا ہے دل کو خانہ خمار کر لینا          جو کچھ سے ہو سکے تو بھی لگا دے یار کر لینا          بہت آسان ہو دل کو غیرت گلزار کر لینا          وہاں بھی شیخ اپنے ہمنوا دوچار کر لینا          اگر آتا ہمیں گفتار کو کدہ دار کر لینا          وظیفہ میں اسے شامل مرے اشعار کر لینا          جہاں مل جائے میخانہ وہیں فطار کر لینا</p>
---	--

<p>ہزاروں قسم کی ملتی ہو شاعری مثل دشمن کے          کہیں خود کو نہ مست بادہ بندار کر لینا</p>	<p>شیخ عفت          شیخ عفت          شیخ عفت</p>
---	--

(۱۴)

<p>سچ تو یہ ہے کہ اپنی سمجھ کا تصور رکھنا          کرتا نہ میں گناہ تو میرا تصور رکھنا          عشاق کے دماغ میں گویا فتور رکھنا          جن میکشوں کے ہاتھ میں جامِ طہور رکھنا          دل میں جو اس کے عارضِ رنگیں کا نور رکھنا          تاکا تھا جس کو ہم نے نشانہ وہ دور رکھنا          اس کی حریم ناز میں جانا ضرور رکھنا          تھے رات گوشِ چشمِ حینوں سے فیضیاب          کل محتسب بھی دیکھ کے حیران ہو گیا</p>	<p>اتنا ہی وہ قریب ہی جتنا کہ دور رکھنا          دیتا جو وہ سزا تو یہ رحمت سے دور رکھنا          جلیں ضرور رکھنا کبھی مرنا ضرور رکھنا          شاعری بھی تو شریک نہیں ہیں حضور رکھنا          صحرا بھی میرے واسطے داناں ہو کر رکھنا          ناک کی نخی خطا نہ کہاں کا تصور رکھنا          نامے کے ساتھ ساتھ دلِ نامہ صبور رکھنا          تھا کوئی برقی سن کوئی نخلِ طور رکھنا          ہر بادہ خوار مست شرابِ طہور رکھنا</p>
--	---

<p>وہ آج زیرِ خاک ہیں اور ہو چکے ہیں خاک          مرنا شبِ فراق میں آسان تھا۔ مگر          اُردو سے کیوں خفا ہوئے کچھ تو بتائے          سونا محال اہل زمانہ کو۔ ہو گیا          میں ہی وہ ہوں کہ سینہ دنیا پہ بار ہوں          کرتا نہ کیوں گناہ ازل میں پیا تھا وہ          نازک مزاج مجھ سا ملا تو ملا حباب          انجیل تیرے مژدہ آمد کا اشتہار          دونوں بلند مرتبہ لیکن یہ فرق ہے</p>	<p>کل جن کی خوابگاہ میں فرسِ سمور تھا          تیرے ستم کے واسطے جیتا غمور تھا          اس کشتی کا کون ایسا قصور تھا          نالہ شبِ فراق میں شورِ نشور تھا          میں ہی وہ تھا کہ صاحبِ حورِ قصور تھا          جس جام پر لکھا ہوا ربِ غفور تھا          موجِ ہوا سے شیشہ دل چور چور تھا          تیرا ہی نام زینتِ لوحِ زبور تھا          تیرا مقام عرش ہی موسیٰ کا طور تھا</p>
---	---

داغ گناه شنا غل عصیاں شعاع کا  
وہ خال تھا کہ زینتِ رحمتِ حور تھا

(۲۰)

شب بھراں میں جینا دل کے ہاتھوں سخت کھل تھا  
 تری تیغ نظر سے کون بچ سکتا تھا قاتل میں  
 عجیب اک قدرتی الفت تھی غم میں درمرد میں  
 یہی آسان تھا زاہر کہ شیعہ وقت بن جائے

شراب عشق پی کماں طرح سے ہوش میں رہنا  
نرا ہی وصل یہ احترام الدین شاعری تھا

طرحی شاعر  
تاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۲۷۱  
مقام جلیہ

۱۔ آل انڈیا طرحی مشاعرہ تاریخی ۱۵ دسمبر ۱۹۶۳ء بمقام جے پور ۱۲



(۲۱)

<p>بہم پر بھی کبھی ساقی کو نثر کا کرم تھا          دیکھا تو ترا مصحف رخ شکر ہے۔ لیکن          ڈھونڈا تو دریا رملہ عرش سے آگے          نیرنگی عالم کی فقط ایک جھلک تھی          لڑنے میں کسی عمر تو بھگکے ہیں کتنا وقت          اب کون ہو دیران ہو دنیا نے محبت          اس کی نگہ ناز کا اللہ رسے تصرف          آدم کو نہ سجدہ کیا ابلیس نے لیکن</p>	<p>اپنا بھی کبھی شیشہ دل سا غر جسم تھا          الحمد سے آگے جو پڑھا حکم الم تھا          بھگڑے کے لئے شیخ و برہن کے حرم تھا          رستم تھا نہ سہراب تھا دارا تھا نہ جم تھا          واللہ عجب شیخ و برہن کا بھی دم تھا          بدولت کی اک ذات تھی یا شمع کا دم تھا          پڑتے ہی مرا خانہ دل رشک حرم تھا          تو آتے ہی مسعود خاندان حرم تھا</p>
--	---

گواہ بھی صد سیکہ یردوش تھا شغل  
 پھر بھی نگہ پیر حشر ابات سے کم تھا

(۲۲)

<p>یہ وہ تفرقہ جب دیدہ باطل سے اٹھا          پاؤں مجنوں کا نہ جب بار سلاسل سے اٹھا          راحت فریخ کا، حساس بھی بل سے اٹھا          وہ نہیں اشک کہ جن میں نہو خوں رہا          میرے دل نے ہی مرا خانہ ہستی چھوڑا          دست پر وہ نے کیا گل جو تمنا کا چراغ          جلنے کیا پھونک رہا ہوتے بھراں کا خیال          عشق کی آگ عجب لگ رہی جس نے لگ کر          رات بھر بزم کو جس نے تو یار و دشمن اٹھا</p>	<p>شور ناتوس و اذان خانہ دل سے اٹھا          ایک طوفان الم غم کدہ دل سے اٹھا          کشتی عمر کا لنگر لب ساحل سے اٹھا          وہ نہیں دماغ غم یار کہ جو دل سے اٹھا          جو شرارہ بھی اٹھا بھر کی شبیل سے اٹھا          رشتہ طمع کی مانند دھواں دل سے اٹھا          سینکڑوں بار دھواں غمکدہ دل سے اٹھا          گھر کا گھر پھونکے یا اور نہ دھواں دل سے اٹھا          صبح دم سوختہ سماں وہی محفل سے اٹھا</p>
--	---

<p>رشتہ شمع و پروانہ پر موقوف نہیں تیرے کہنے کو تو میں ن لوں واعظ لیکن شور سولی سے انا الحق کا سنا جاتا ہے اس سے آگے کوئی رستہ ہی نہیں ہے شاید وہ گراں بار مسافر ہوں بہت کی بخشش صاف دل خوار نگاہوں سے ہیں یادہ بہرم اللہ اللہ یہ آداب محبت کا لحاظ</p>	<p>خاک ہو کر ہی اٹھا جو تری محفل سے اٹھا عمر بھر تو بھی تو دنیا کی نہ محفل سے اٹھا کون مست ہے تو حید یہ محفل سے اٹھا جو بھی بیٹھا ترے کوچے کی منہ منزل سے اٹھا یا عصیاں نہ مرا رہن منزل سے اٹھا رہنست راہ نہ خاک رو منزل سے اٹھا نالہ اٹھا بھی اگر دل سے تو مشکل سے اٹھا</p>
---	--

<p>بیاغ غم صد نہ بھراں تو اٹھا یا شاعری بارہاں کا کسی کے بڑی مشکل سے اٹھا</p>	<p>بیاغ غم صد نہ بھراں تو اٹھا یا شاعری بارہاں کا کسی کے بڑی مشکل سے اٹھا</p>
---	---

(۲۳)

<p>جب میں ہی اس کی نیرم کے قابل نہیں ہا جہنوں کو یہ ملال نہیں دل نہیں ہا منصور بھی نہ راہ حقیقت چھپا سکا کیوں پھونکے وہ آتش سوز فراق سے نالوں نے میرے چرخ کے ٹکرے اڑا دئے کب شوق دید پردہ محفل نہیں بنا آئینہ آب آب ہوا تا آب حسن سے اب تک زمیں وہی ہے وہی آسمان ہی میکو سلوک عشق نے آزاد کر دیا</p>	<p>بھڑکیا ملاں دل کا اگر دل نہیں رہا محفل نشیں کے واسطے محفل نہیں رہا اب کوئی اعلیٰ رکے قابل نہیں ہا کیا رہ گیا جہاں میں اگر دل نہیں رہا اب کوئی آسمان کا قائل نہیں رہا کب بے لفتاب محفل نہیں رہا اُس رخ کا کوئی بد مقابل نہیں رہا میں انقلاب دہر کا قائل نہیں رہا پابند رسم جادہ و منزل نہیں رہا</p>
--	---

۴۔ دن محفل۔ سلاسل۔ یا نکل۔ سلاسل۔ اور منزل! نہیں ہیں پوری غزل لکھنا لازمی تھا ۱۲



کیوں بواہوس کو عشق کا دعویٰ نہ ہو کہ اب بہل سے اضطراب میں کیا ہو گئی خطا صدق و صفا کے علم کی تسلیم پا گیا آئیں شبِ فراق تو حاضر ہیں نذر کو منزل نشین خانہ دل اُس کو کر لیا مہر کے ایک عمر میں پہنچا ہوں و لحد اتنا تو خوب ہوش ہے پھر کچھ نہیں خیر جس آستان پہ غیر کے سجدے کا ہوشاں اُس کو اسیرِ کعبہ و بت خانہ کر دیا	کچھ ایتنا زناقص و کامل نہیں رہا کیوں جو رقص و ہدایت تل نہیں رہا جو میکہ سے میں رہ گیا جاہل نہیں رہا ایمان و جان زار اگر دل نہیں رہا محفل کج تصویر محفل نہیں رہا میں تیرے اشتیاق سے غافل نہیں رہا بجلی گری نگاہ کی اور دل نہیں رہا میرے سہرے ساز کے قابل نہیں رہا جو اُس کی بزمِ ناز کے قابل نہیں رہا
---	--

شاعری کی منفردت میں کسی کو ہو کیوں کلام  
کب میکہ سے میں ڈاکر و شاعری نہیں رہا

(۲۴)

لطف دیکھا ترا اور سر سے فراوان دیکھا ظلم میں چرخ سے ہیں سینکڑوں منزل آگے بکھرے کانٹے کو بھی تنکا نہیں اُس گلشن کا نہر تو آپ کا تسلیم مگر حضرت شیخ کوئی نقطہ نہ ہوا حرص کو دنیا میں نصیب سخت جاں بھی وہ بلا ہیں کہ بلائیں کسی شکِ نوین نہیں استکھوں میں محبت کا رنگ دن قیامت کا تو ہو جائیگا یوں ہی پورا آکے ہر خار و بیاباں نے قدمِ تمام لئے	جب گنہگار کو مشر مندہ عصیاں دیکھا اپنا یہ اوج بھی اُسے حضرت توفیق دیکھا جس کی ہر شاخ پہ تھے مرغِ غرغراں دیکھا خواب میں بھی کوئی غار نگہایاں دیکھا ہر ہوس کار کو نادار و پریشاں دیکھا کاٹ لیتے ہیں تجھے بھی شبِ بھراں دیکھا مفت میں ہاتھ لگے لعلِ بدخشاں دیکھا دیکھ لینا بومرادِ فقرِ عصیاں دیکھا رخ جو وشت میں مرا سوا گلشنِ باد دیکھا
--	--

ایسا گھرا لیا رحمت کی فراوانی نے	جیب دیکھی کبھی پس نے کبھی داماں دیکھا
ہاتھ میں جام مسود و شش پہ آنکھیں مخمور	کوئی شغل سازمانے میں سماں دیکھا

(۲۵)

ذکر و وفا پہ کہتے ہیں پیری وفا ہے کیا	معلوم ہے کہ عشق میں اس کی سزا ہے کیا
ملتا ہو بے طلب تو طلب اور دعا ہے کیا	سنئے ہر طریق شکر کا اس کے سوا ہے کیا
مردہ دلوں سے کوئی توقع فضول ہے	مرکہ بھلی آج تک کوئی زندہ ہو ہے کیا
تم تو تمہیں ہو۔ آئینہ جو چاہے وہ کہے	اہل نظر کے سامنے بہرہ دینا ہے کیا
بنتا ہو قلب نغز تو ہوتا ہے نقد قلب	وہ سیمیا ہے اس کی نظر کیمیا ہے کیا
ہر شے میں حیا گر ہر تو ہر شے سے بے نیاز	کیونکر تپتہ چھلے کہ سوا۔ ماسوا ہے کیا
آنکھوں میں اشک رنگ پرہیز جو اس گم	اسے نامہ برتتا تو سہی ماہوا ہے کیا
دو چار جام دے تو دے محسب تجھے	تو بہ کا اور اس کے سوا خوں کیا ہے کیا
ہر ہر نفس نفس نہیں بانگ رحیل ہے	اہل خرد کے واسطے بانگ دراہے کیا
قائم ہو اس کی سمت نہ لغزش نظر آئے	میرہی جہیز کے سامنے قبلہ منا ہے کیا
کشتی خدا پر چھوڑ دے اسے میر کارواں	طوفان کس کو لکتے ہیں اور نا خدا ہے کیا

شغل قمر کے حسن محبت کا ہے اثر	درد نہ شراب شرع میں باقی نشا ہے کیا
-------------------------------	-------------------------------------

(۲۶)

محب کا اس طرح سب بد و تقویٰ بل گیا	باد کا کوثر جو پتے مجھ کو دیکھا جل گیا
------------------------------------	--

۱۔ حافظ مراد لوی محمد ایوب قمار قمر داہری بانی شاعر ۱۳



اس کی ذات پاک کے غم میں مئی تکھیل کے شکار شعلہ ربیوں کا تصور لانا ان والحقفظ ہیں بتان مشرقی رشک بتان مغربی جلنے والی نے سستی ہو کر دکھا دی شان سوز آتش داغ جگہ کی اک لپٹ سے دیکھئے	سوئے دامن جو گیا وہ بن کے گونگا جل گیا حرف جو نکلا زبان سے بکے تنکا جل گیا حسن کی دنیا سے اب ہندی گئی کا جل گیا کیا ہوا جو شمع روشن پر تپکا جل گیا آفتاب سوروز محشر نکل گیا
--	---

پوچھ لے غالب سے شاعر اب کہاں ہیں اب آگ اس گھر کو لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا	$10 \frac{2}{48}$
---	-------------------

(۲۷)

چشم حق ہیں مل گئی ذوقی نظار مل گیا جب سکون دل نہیں حاصل تو پھر کس کام کا اور تو اس دور میں بہر چھا ملتا ہے کون اب اماں ملنا بہت دشوار ہوا ہل میں کیوں نہ سمجھیں یا ر و ہمدوم کیوں نہیں مل گیا چشم ایاں کیوں منور ہو نہ ہر اک حرف سے دال کو خط شکستہ میں ملا دو لام سے ذکر آتہ بن گئیں یاد بتاں کی بیکیاں ہوش پراں ہیں ہوس کے آزمائش نظر ہی اب تو ڈوبے اور ڈوبے کشتی بارگنہ	اور پھر دیرار کو عارض تمہارا مل گیا بخت اس قدر ملا یا تختہ دارا مل گیا ایک میں تقدیر سے قسمت کا مارا مل گیا آسمان ظلم سے وہ ماہ پارا مل گیا بیکسی میں جب بھی اُس کو پکا ر امل گیا مصحف رخ جب تلاوت گو تمہارا مل گیا تاکہ ثابت ہو کہ ہم سے دل تمہارا مل گیا ماسوا کے قطع کر دینے کو آرا مل گیا یہ جو اب یار دشمن کو کہہ ارا مل گیا قلزم رحمت سے چشم تر کا دھارا مل گیا
---	--

کیوں اے شاعر غل میخوار کی قسمت پر شک مل گیا جام دوبارہ اور دوبارہ مل گیا	$25 \frac{4}{9}$
---	------------------

(۲۸)

ذوقِ نظر جو طالسب دیدار ہو گیا میں پیشوائے کافرو دیندار ہو گیا مذکورِ حسنِ یوسف کفناں پہ کہتے ہیں ہر باخبر کا حال یہ ہوا اُس کی بزم میں جو زینتِ بہار تھا قسمت تو دیکھئے لوحِ جبیں پہ پھر بھی رہا داغِ انفعال	ہر ذرہ ایک عالمِ انوار ہو گیا تارِ نفس جو رشتہ زنا رہا ہو گیا ہنکا مہ تھا کہ اک سروِ بازار ہو گیا رکھا قدم کہ نقشِ پریوار ہو گیا گلچیں کی آنکھ میں وہی گلِ خار ہو گیا بجڑم میں عسرق بھی سو بار ہو گیا
--	--

ساقی کی اک نگاہ کا شاعِل یہ فیض ہے  
ہر بادہ خوار محرم اسرار ہو گیا

(۲۹)

دوش بہار تکیہ گل بن کے رہ گیا ہمراہ چل کے منزلِ مقصود جا ہی لی بنیابِ دید تا سبِ نظارہ نہ لاسکا وحشت کی یادگار کو دامنِ جیب کا خرقہ اتارنا ہی پڑا شیخِ وقت کو پایا نہ پھر بھی ساحلِ دریائے آرزو مدحِ بیانِ واعظ و بیندار کیا کروں کس درمہ بد مذاق ہیں اہلِ تہن کہ اب	جوشِ ہزار نشہ گل بن کے رہ گیا ہر خار زارِ خضرِ سبل بن کے رہ گیا روسے نکا ریلوہ گل بن کے رہ گیا ہر تار تارِ دامنِ گل بن کے رہ گیا جب بار بارِ دورِ جُل بن کے رہ گیا دل بار بارِ شوقِ کاپل بن کے رہ گیا بالا ختمِ سوراخِ قتل بن کے رہ گیا نالہ ہزار کا بھی تو غسل بن کے رہ گیا
---	---

شاعِل جہاں میں بادہ گلگوں کے فیض سے  
ہر بادہ خوارِ خار سے گل بن کے رہ گیا

• مدح میں چار قافیے ہیں و دوش بہار تکیہ اور گل اور خضر میں ہم قافیہ الفاظِ سادہ بہار وغیرہ  
یہ سب اس پانچویں کے ساتھ ایک خاص فرمائش پر ہی لکھی گئی ۱۲



(۳۰)

صبح محشر ہو تو ہو چاک گریباں کا جواب	روزِ محشر تو نہیں ہی روزِ ہجراں کا جواب
ہو نہیں سکتا۔ کبھی رخسارِ جاناں کا جواب	جس طرح ممکن نہیں دنیا میں قراں کا جواب
اور تو کیا ہو سکے گا کوئی ارماں کا جواب	زلفِ برہم بھی نہیں قلبِ پریشان کا جواب
خاکِ حسرتِ آبِ گریہ انارِ افغانِ یاد آہ	عشق نے پیدا کیا اجڑے انسان کا جواب
ہم فقیروں کی قناعت کی بدولت بن گئی	جاننا زورِ یہ تختِ سلیمان کا جواب
وحد کا عالم ہو طاری جوئے یا جو پڑھے	فردِ عصیاں کو بنا لوں اپنے دیواں کا جواب
دفن اس میں حسرتِ ارماں ہو پیلِ مقدر	میرا سینہ بن گیا گورِ غریباں کا جواب
آپ بکوں برہم ہوئے ہیں کہاں دعویٰ کیا	دود آہِ نیم شب ہر زلفِ بیچاں کا جواب
اس بڑھ کر اور کیا آرام ہو گا عشق میں	اپنا ہر داغِ جگر ہو باغِ رضواں کا جواب
عامیاءِ منفعیل کا پاس خاطر دیکھئے	جوشِ بحرِ عفو ہے طومارِ عصیاں کا جواب

فیضِ خامس ساتی کو شر کے باعث بن گیا  
ہامِ شاعلیٰ ساغرِ صہبائے عرفاں کا جواب

(۳۱) (مطلع بند)

ہونے کو ختم منزلِ عمرِ رواں ہوا ب	ہلکا سا اک غبارِ پسِ کارِ رواں ہوا ب
گلشنِ یہی مقام تھا سحرِ جہاں ہوا ب	اے عندلیبِ تیرا کہاں آتیاں ہوا ب
برگشتہ تیرے ظلم سے سارا جہاں ہوا ب	ہمدرد ہی کوئی نہ کوئی رازِ رواں ہوا ب
کہتا ہو شمعِ آپ کی اردو کہاں ہوا ب	وہ آپ کی زباں ہو نہ میری زباں ہوا ب
شاعلیٰ وہ ہر بان جو تاہر باں ہوا ب	میرا قدم قدم پہ نیا استخاں ہوا ب

(۳۲)

نہ صرناہ جبینوں میں انتخاب ہیں آپ کرم تو دیکھئے اُن کا کبھی کیا جو سلام نقاب رخ سے نہ اٹھا کبھی نہانے میں متاع حسن بھی سرمایہ جمال بھی ہے	جفا و جور و ستم میں بھی لا جواب ہیں آپ لو مٹو بنا کے ہیں کہتے عجب غدا ہیں آپ یہ کیا غضب ہے کہ محشر میں نقاب میں آپ زکوٰۃ کچھ ادا صاحب نقاب ہیں آپ
--	--

رہی کی عرصہ محشر میں آبرو شائع  
خجل گناہ سے ہو کر جو آب آپ ہیں آپ

(۳۳)

یوں بادہ کشوں میں ہوا ایمان محبت صدقے تری صورت پہ دل جان محبت اسباب بجز حسرت دیدار نہ چھوڑا اے چارہ گرد اس کا مداوا نہیں ممکن	کافر ہے جو ساقی پہ ندے جان محبت قربان ترے حسن پہ ایمان محبت سب لوٹ لیا اچھڑنے سامان محبت بیٹھا ہے مرے قلب میں کائنات محبت
--	--

کعبہ ہو کلیسا ہو کہ بیت خانہ ہو شائع  
میں خانے سے بڑھ کر نہیں سامان محبت

(۳۴)

عقل و حکمت سیکھتے ہیں جن سے فرائے بہت دے چکے ہیں اہل کعبہ جن کو نذرانے بہت اُس کی نعمت کے ادا کرتا ہوں شکرانے بہت شمعِ عارض جب فروزاں تو کیوں اعلان ہو پردہ وحدت میں پنہاں رنگ کثرت کی جیاں توڑتا ہے محتجب تے توڑ دے سب کے سب	اب بھی دنیا میں ہیں باقی ایسے بوائے بہت میری نظروں میں ہیں ایسے بھی صنم خانے بہت جس جگہ جاتا ہوں ملجاتے ہیں بچانے بہت خود بخود آجائیں گے جلے کو پروانے بہت کوئی دھوٹے تو کہاں جب کے کاشانے بہت انکھ کے پتیرے ساغرِ دل کے پیمانے بہت
--	--



<p>راہِ غربت میں رہا ہر شجر سایہ فگار توڑ کر توبہ کو ٹکڑوں سے بنائے میکہ لے جو اٹھائیں بارِ غم ایسے تو ابنا یا ب ہیں کیوں نہاں رکھوں دل میں از بے عشق کو جام و مینا سا غر و خم شیشہ و قلع و سب رنگِ بزمِ ناز کیا ہوتا ہو دیکھیں صبح تک داغِ دل داغِ جگر درِ جدائی سبزِ غم طعس و اندوہ الم ہو یا مسرور دنیا ط</p>	<p>ہیکسی میں کام آئے اپنے بریکہ نے بہت اب فرشتے بھی جگہائیں تو مینا نے بہت بار دنیا کو اٹھانے کیلئے ٹٹا نے بہت دل نہاں سینے میں اور دل میں نہاں بہت ظرفِ لہاں ناسپہ کو ایسے پیانے بہت ایک شمعِ انجمن ہے اور پردائے بہت عشق کی سرکار کے ناز ہیں پروانے بہت کوئی عنوان چاہئے کہنے کو افسانے بہت</p>
--	---

<p>پنی نہ لینا حضرت منصور کی سی دیکھت راہِ عرفاں میں ہیں ششائے غل ایسے مینا نے بہت</p>	<p>صحیح ہے نہایت</p>
--	--------------------------

(۳۵)

<p>تمام عمر بچے اور نظر نہ آیا گھاٹ خرد میں نقصِ تخیل غلط داغِ پاٹ تکڑوں کاخوں پر اب رگِ سبز زرد ہوئے جو گھر میں دیکھے جا کر تو مہوئی جھانک لیا ٹے تو شکرا دا کر نہ ہو تو فکر نہ کر جو ہو سکے تو محبت کی لہر پیدا کر ریائے شیخ جو تولی گئی قیامت میں زمینِ عجز کا قطب مدار بن کر جم پس از ادا دئے تہجہ مفرد سا تا ہے</p>	<p>خیر نہ تھی کہ ہے دریا کے علم کا انا باٹ ملیں گے بیسیوں دھک فش کتابیں چاٹ کیا ہے تیغِ خزاں نے جہن کو ہندی گھاٹ مگر چو دیکھے باہر تو ہیں منہ بچی ٹھاٹ مگر نہ کما سہ سحرِ لئیم ہر گز چاٹ نہ ہو تو خیر و درایت کی ندیاں ہی باٹ بنائے جائیں گے توبہ کے میری ٹکڑے باٹ چو چاہتا ہی پھرے تھے گردِ چرخ کا باٹ خرا بے تاب کی ایسی پڑی ہو شیخ کو چاٹ</p>
--	--

۱۰ صریح طرح -

نصیب بادہ منصور کی تو پوچھی نہیں رکھی ہے پر مغاں نے کہاں لگا کر ڈاٹ

خدا کی دین میں انسان کا دخل کیا شاعری  
کسی کے واسطے رشیم کسی کے واسطے ٹاٹ

(۳۶)

سمجھتے نہیں ہم جہاں کو عبث  
محبت میں جو کچھ بھی ہو سب بجا  
جو ہوتا ہے ہوتا ہے تقدیر سے  
بنالوں کا صد ہا شہین نے

یہاں تک کہ وہم و گماں کو عبث  
ندیم دخل سود و زیاں کو عبث  
نہ کہنے برا آسماں کو عبث  
علا یا مرے اشیاء کو عبث

حقیقت میں شاعری وہ نادان ہیں  
جو کہتے ہیں عشق بتاں کو عبث

(۳۷)

دلوں پر سائے زمانے نے ان کا علاج ہو آج  
اب ایسے حال میں کیا عرض بدعا کیجے  
یعنی عشق و محبت ترا حشر امان کا  
بدل گئی ہے کچھ اس درجہ حالت دنیا

یہیں تو منکبت حسن کا خراج ہے آج  
غلاط خیال ہی برہم سا کچھ مزاج ہے آج  
کہ اس دروغ کی دوا ہی نہ کچھ علاج ہے آج  
جسے بھی دیکھئے وہ دشمن رواج ہے آج

یہ کم ہی بات کہ شاعری ہو شاہ میخانہ  
اگر جہ تخت ہو باقی کوئی نہ تاج ہو آج

(۳۸)

یہ جہاں کا نظام یکسر پیچ  
قیس و فریاد کی نہ کچھ پوچھو  
سود و غم کے سوا نہیں اس میں

اور یہ صبح و شام یکسر پیچ  
خام کاروں کے کام یکسر پیچ  
پھر جہاں میں قیام یکسر پیچ



جو مکمل ہو اس کو کچے کام	اور جو ہونا تمام بیکسر شیخ
۲۵ $\frac{۳}{۴}$	بے عمل زندگی ہے جب شاعلی آپ کا احترام بیکسر شیخ
(۳۵)	
کسی کو ہر نہیں سکتی ہے اب شکایت روح نماز و روزہ و تسبیح اور خدمت خلق اسی طرح سے معیت ہے آپ کی درکار مقام حسن لقاء و فائزہ جائے	کہ میرا حسن خیل بنا ہے راحت روح وہ ہیں بدن کی عبارت تو یہ عبادت روح کہ جس طرح سے بدن کیلئے رفاقت روح مری زبان سے جو کئے کوئی حکایت روح
۱۶ $\frac{۱}{۴}$	سخن کی جان ہی میرا کلام لے شاعلی کہا ہے دیدہ وروں نے اسے لطافت روح
(۳۶)	
نفسیہ ہوتے ہیں فہم سے ایسے کامل شیخ تمام مرحلے طے کردئے اشاروں میں سلوک نیک جو خلق خدا سے کرتا ہی نہیں ہے جذبہ و ریشہ عبادت کیا	بنے ہیں یادہ کشوں کے جناب شاعلی شیخ جناب پیر مغاں کے ہوا اب تو قائل شیخ اُسی کو کہتے ہیں اہل حلو و صل کامل شیخ تمام عمر بھی پڑھے اگر نور و فل شیخ
۶ $\frac{۹}{۴۸}$	کریم سے آپ شاعلی بھی کر ہی لگا طے سلوک کے سہی دو چار سو مرحل شیخ
(۳۷)	
کر کے تو یہ تو میں بنا زاہد نور اچھا بہت ہی اچھا ہے آپ کو زاہد کا خدا کا ہیں	زہد قائم رکھے خدا راہ کاشش ہو کوئی بے ریا راہ اپنا اپنا ہے آسرا راہ

خانہ دل سے میرکہ ہے مراد	آپ نے کیا سمجھ لیا زاہد
۹ $\frac{1}{48}$	۷ عرفاں مراد ہے نے سے جا کے شاغل سے پوچھ آزاد
(۴۲)	
مقصود ہی تلاش تو دل کی فضا میں مہو نہ اُس کی رضا کو عبرت میں مہو نہ اور بلا میں مہو نہ اپنی نجات عفو گناہ و خطا میں مہو نہ جو کچھ بھی دھونڈتا سر وہ خلتی خدایں مہو نہ	دیر و حرم پر مہو نہ ارض و سما میں مہو نہ آرام و عیش میں مہو نہ ملک و مال سے گر بندگی پہ ناز نہ صوم و سہوۃ پر جو پائے حق کے واسطے ہر شے رہنما
۶۱۴ $\frac{1}{48}$	شاغل اسی کا باغ و عجب میں رنگ ہو خون شہید ناز کو رنگ حنا میں دھو نہ
(۴۳)	
ہو گیا فرط حسرت سے ردِ بال کا غد بن گیا نط کا مرے غیرتِ لالہ کا غد نازد انداز سے کرتے ہیں کا لاکا غد غمِ قلم آہ ہو مضمون تو نالاکا غد	اُس کو خط لکھنے کو میں جو نہ لاکا غد لالہ رخ کا جو مکھا و صف تو رنگینی سے ان حسنین کا عجب رنگ ہو لکھتے ہیں جو خط خونِ دلی سے جو لکھوں نطِ شریفِ وقت میں نہیں
۱۶ $\frac{3}{48}$	آسمانوں سے وہ آتے ہیں فضا میں شاغل جن کے لکھنے کے لئے چاہئے اعلیٰ کا غد
(۴۴)	
کیا خبر ہے کہ وہ ہے یا نہ ہے ہوش بہار جو مجھے دیکھ لے ہو جائے وہ مد ہوش بہار دیکھیں پھر کس کو گلستاں میں ہے ہوش بہار	کیف اعزاء پر غصہ نغمہ خاموش بہار وہ پلا پیرِ مغان بادِ سر جو ش بہار سامنا ہو نظیرِ مغان کا ساقی



<p>دیکھنا وسعتِ دامنِ خطا پوش بہار آج آزاد ہے ہر قید سے مدہوش بہار آج خود پیر مغاں کو کبھی نہیں ہوش بہار اب کسے فکرے و جام کے ہوش بہار سچ تو کہتے ہیں تجھے رندِ یلا نوش بہار ہونہ جائیں تھے نالوں سے گراں گوش بہار مجھ سے کچھ عہد تھا وعدہ فراموش بہار</p>	<p>اس کے سائے میں پیار کرتے ہیں چلے والے خوفِ صیاد کے فکرِ نشیمن کیسا! کیا خبر لے وہ کسی مست کی میخانے میں میں ہوں اور تیرا تصور تراغم تیری تلاش میرے دل میں ہیں دو عالم کی بہاریں ساقی ضبط کر ضبط ادب سیکھ ذرا اہل بل تو ہی کہہ سبر کہاں تک ہو خزاں بھی آئی</p>
--	--

<p>میں کہاں اور کہاں ساغرو بیٹا شاعری کینچ لایا ہے گلستاں میں مجھے جوش بہار</p>	<p>کینچ لایا ہے گلستاں میں مجھے جوش بہار</p>
---	--

(۴۵)

<p>میرج پیانہ پہنچتی رہی تار و دوش بہار دونوں عالم نظر آئیں گے ہم آغوش بہار قمریاں کہتی ہیں بلبل کو سیہ پوش بہار ہوش میں آنے بھی دے بادہ سر جوش بہار جھوم کر آ ہی گیا ابر سیہ پوش بہار پھول برسائے قفس پر نہ ستم گوش بہار بن ہی جائیگا کبھی گل ہمہ تن گوش بہار مجھ سے بند نہ کرتا ذکرہ جوش بہار پھر کبھی شکوہ ہو کہ ہوں یاد فراموش بہار چار دن کا ہو گلستان میں نقش جوش بہار ہر نواخ و سخن فہم ہے مدہوش بہار</p>	<p>کم سے کم اتنا تو ہو بادہ سر جوش بہار کچھ دنوں یوں ہی رہا اور اگر جوش بہار چھیڑنے والے کہیں چھیڑے سے باز آتے ہیں تو یہ سوار ترے کہنے سے کر لوں واعظ بہر تعظیم اٹھا شیشہ و ساغر ساقی طاثر روح کو تڑپائے نہ ظالم صیاد وہ سنے یا نہ سنے نالے کئے جا بلبل ہم صغیرانِ چین کو ہو مبارک صیاد وہجیاں جیب گریباں کی اڑائیں ہیں نغمہ سنجانِ چین چاہئے کچھ فکر مال کس کو دردِ داز قفس جا کے ساؤں شاعری</p>
--	---

اعلٰیٰ حسب مشعر بال ۱۲

(۴۶)

<p>قطرے قطرے کا ہو روضاں حساب کوثر          رخ جنت سے اٹھا دوں جو نقاب کوثر          ہو کسی پر بھی ذرا سا جو عتاب کوثر          کیوں نہ میخوار پیئیں بادۂ ناب کوثر          اس میں کیا شک ہے کہ وہ عطا ہی نہ تھا          مائل و انور و تسلیم و مبین و اعجاز          دل کا شیشہ ہی بہت نازک و پاکیزہ و صاف          تشنگی طلب دولت دنیا کیوں ہو          تراہد خشک وہ ہو نخل کہ سر سبز نہ ہو          ہمت پیر مغاں سے یہ نہیں دور کہ ہے          شرم عصیاں سے جو برہم ہو گنہگار کی نگہ</p>	<p>میکشوں پر جو نہ ہو وقف شراب کوثر          خاک میخانہ نظر آئے سراپ کوثر          پارے تاک کو میر نہ ہو آب کوثر          درمیان نہ کا جب نام ہی باب کوثر          کیا عجب ہے نہ پئے بادۂ ناب کوثر          سب ہیں زندہ جو سلاست ہیں جناب کوثر          ہے بجا اس کو اگر کہیے جناب کوثر          جن کو بخشا ہو قناعت نے نصیب کوثر          بارغ جنت کی ہوا پائے کہ آب کوثر          بادۂ ناب کے قطرے کو خطاب کوثر          رشک سے دیکھتی ہو چشمیہ آب کوثر</p>
---	---

۲۰

ہو گیا خاک رو ساقی کوثر شاعری  
 ایسا دیکھا نہ سنا مست و خراب کوثر

- ۱۰ مولوی منظور احمد کوثر سرمدی، خواجہ بلاش مصنف ۱۲۵۲ھ عبدالرحمن پارسا جے پوری تلیف کوثر  
 ۱۱ میرزا محمد تقی بیگ مائل دہلوی ثم جے پوری استاد کوثر و مصنف ۱۲  
 ۱۲ سید شجاع الدین انور عرف امراؤ مرزا دہلوی استاد مائل ۱۲  
 ۱۳ مولانا ابوالبلیان حافظ محمد سلیم الدین تسلیم نازکی ثم جے پوری استاد مائل و عم بزرگوار مصنف  
 ۱۴ مولانا ابوالبرہان سلطان الدین احمد حسین جالی نازکی ثم جے پوری استاد کوثر و عم نادر مصنف  
 ۱۵ مولوی شیخ کرامت علی و حجاز نازکی ثم جے پوری تلیف تسلیم مصنف کے نانا ۱۲



(۳۷)

<p>وہ میخانے سے جب نکلے تو غصے دیدہ در ہو کر  مگر آپس حری لڑیں تو لوٹیں شعر تر ہو کر  ہر اک شے کھینچ لیتی ہے مجھے تاں نظر ہو کر  رہے جس میں نرا در و طلب غیر خضر ہو کر  پہنچ جا یاں پہنچ جا تو ہی مرغ نامہ بر ہو کر  بہمی گزری ہی برق جلوہ جاناں دھو کر  کسی کا سر پہ کیوں احساں لوں اہل نظر ہو کر  یہ وہ قصہ ہی جو اک دن رہے کا فخر ہو کر</p>	<p>حرم اور تنگدلی میں رہے جو بے خبر ہو کر  دعائیں تو پلٹ آئیں، الٹی بے اثر ہو کر  کہاں جاؤں تھے کوچے سے اور جاؤں گے ہر ہو کر  جلا دے پتھر تنگدلی ہر باد کر دے۔ دل مگر وہ دے  کہاں تنگ انتظار نامہ و قاصد دل مضطر  پتہ خاکستردنیائے ارماں سے چلتا ہی  نہ رہی کی ضرورت ہی نہ میں کم کردہ منزل ہو  اگر غیر خضر بھی مجھ کو مل جائے تو کیا حاصل</p>
--	--

مثالیں تو ہزاروں ہیں مگر یہی شال  
نہ کر دشمن خدا را اک جہاں کو یا ہنر او کر

(۳۸)

<p>نہ گد این کے بچا کوئی نہ سسٹھاں ہو کر  بن کے حسرت کوئی نکلا کوئی ارماں ہو کر  رہ گئی صبح و طرب شام غریباں ہو کر  آئینہ سانسے کیوں آئے نہ چہراں ہو کر  راہ سے لوٹ گئی موت پریشاں ہو کر  میری وحشت ہے اب ہفتی زنداں ہو کر  مے کا ہر قطرہ کھینچے بادۂ عرفاں ہو کر</p>	<p>اک نہ اک روز رہا خاک میں پنہاں ہو کر  تیرے نکلے نہ مرے دل سے پریشاں ہو کر  انقلابات زمانہ سے پریشاں ہو کر  عکس بھی غیرت یکتائی کو منظر نہیں  کتنی تاریک شب غم ہے الہی تو بہ  ساتھ اپنے لئے جاتی ہی مجھے فصل بہار  اس کی رحمت سے تو کچھ دور نہیں ہی وعظ</p>
---	---

۱۲ طربی مشاعرہ تاریخی ۵ رابع ۱۲۶۲ بمقام جے پور ۱۲

لذت دشت نوردی سے نیا گل پیکل	خارندوں سے نکلتے ہیں پریشاں ہو کر
خدمت پیرمغاں کا یہ صلہ ہر شاعِل آپ پہنچنے جو لگے قبیلہ زنداں ہو کر	بے عیب و عیوب میرنجی احمد علی
(۴۹)	
آ رہا ہوں ای فرشتو بزم امکان دیکھ کر میری تو باؤں کے ٹکڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں خود پہ خورشید قیامت کو بڑا ہی ناز تھا شیخ بھی آخر شریک بزم زنداں ہو گیا	خاک دیکھوں باغِ رضواں کوے جاناں دیکھ کر کس قدر حیراں ہوا ہوں طاقِ نیاں دیکھ کر منفعل کیا ہوا ہے داغِ ہجر اں دیکھ کر اُن کے ساغر میں جھلکتا نورِ عرفاں دیکھ کر
صحبت زاہد کہاں در حضرت شاعِل کہاں آگے جنت میں شاہِ چور و غلماں دیکھ کر	۶۷
(۵۰)	
نہ منے جب کوئی فریاد تو منہ پر یاد نہ کر مشکوہ جو رونا غافل دلِ ناشاد نہ کر دم نکلتا ہے گلِ جمائے بار سے باہل کھینچ کر منہ سے زباں توڑ کے دونوں بازو ہم وفا کیشِ وفادار رہیں گے۔ لیکن باغیاں کاش کیے فصلِ خزاں سے اتنا	عزت نفس بڑی چیز ہے برباد نہ کر وہ مجھے بھول گیا تو بھی اُسے یاد نہ کر آشیانے کے لئے منتِ صیاد نہ کر یوں تو صیاد گرفتار کو آزاد نہ کر اے جفا کو شش جفا کر مگر ایجا نہ کر دولت حسنِ خداداد کو برباد نہ کر
آپ بے خوف ہیں کیونکہ ہیں جب بندہ نواز پھر یہ کیوں کہتے ہیں شاعِل کہ فریاد نہ کر	۱۶۶
(۵۱)	
دُنيا و دیں سے دور سوا ہے خطا سے دور	اُس کے قریب ہو کے ہوئے ماسوا سے دور



وہ ہی عطا سے دور نہ میں ہوں خطا سے دور دنیا میں میکہ کے سوا اور کیا ہے شیخ کیجے نہ منکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل بجا کہ شیخ کو دنیا سے واسطہ دنیا کا کوئی ظلم زمانے کا کوئی صبر جس کو شرابِ عشق کا اک جام مل گیا دنیا کی ان کو فکر نہ روزِ جزا کا غم	دستی کریم رہ نہیں سکتا گدا سے دور رحمت سے جو قریب ہو قہر خدا سے دور اس کا مریضِ عشق نہیں ہے شفا سے دور یہ اور بات ہی کہ نہیں ہے دیا سے دور اُس کی جفا سے دور نہ میری وفا سے دور وہ ہو گیا جہان کے کذب دریا سے دور جو لوگ ایک دم نہیں اُس کی رضا سے دور
---	--

شامل شراب خانہ میں جس کی کٹی ہو عمر  
ممكن نہیں کہ وہ رہے صدقِ صفا سے دور

(۵۲)

خستہ حال اور غم کے ماروں کو نہ چھیڑ پھونک ڈالیں گے تری سب کائنات کیا خبر کس کس کا ہی کیا کیا مقام پائے نازک میں نہ چھب جائیں کہیں	اے فلک ہم خاکساروں کو نہ چھیڑ آہ سوناں کے شراروں کو نہ چھیڑ مختصیب تو بادہِ خفاہِ دل کو نہ چھیڑ اے نسیم صبح خاروں کو نہ چھیڑ
اُس کی رحمت کا غضب کو ہے یہ حکم مثلاً شامل شراروں کو نہ چھیڑ	$2\frac{9}{48}$

(۵۳)

سمجھ میں آئیں تو کیا حقِ عشق کے انداز حرم میں دیر میں یکساں ہی تیرا سوز و گناہ درائے دیر ہونا توں ہو کہ بانگِ نماز کوئی نفس نہ رہا یا د سے تری خالی	سیرِ نیا نہ ہو اور سنگِ آستانہ نماز عجب ہی مذہب و دیں تیرا شمعِ بزمِ نواز تری طلب میں ہی سارا زمانہ ہم آواز ہزار وقت کی گنج پر ہوئی ہے فرضِ نماز
--	---

<p>اسی الم میں یہ پوش ہو حرم اب تک          تمہیں نیاز کی پروا نہیں تو جانے دو          شراب عشق ہو نشہ جنوں ہو۔ دل شیشہ          گر لائے میکہ کل تک تھے آج واعظ ہو          تمہارا دونوں جہاں کے دلوں پہ قبضہ ہے          کتاب عقل و شرود پہلے ختم ہوتی ہے          ادھر ہو شمع اُدھر عشق کیا کرے محمود          ہماری حوصلہ مندی کو کوئی کیا جانے          اسی طرح دل عاشق دست یار میں ہے          تو آگے دیکھ ذرا رنگ میری محفل کا</p>	<p>کہ بن سکا نہ جلو حنائی رسولِ حجاز نہ          نہیں بھی ناز سے مطلب نہیں ہی بندہ نواز          مگر شراب سے زائد ہی نشہ شیشہ گداز          مری نگاہ میں حضرت کا ہے پڑا اعزاز          یہ دلبری ہے یہ تسخیر ہے یہ ہے اعجاز          جنوں کے باب کا ہوتا ہی بعد میں آغاز          ہو سخت معرکہ درمیش قطع زلف ایاز          لگا کے پہنچے حقیقت میں نردبانِ مجاز          کہ جیسے ساز ہو مومن دست ساز نواز          نفس نے چھڑ رکھا ہو ترے خیال کا سار</p>
---	---

<p>دیرِ نفس جو کھلا بھی تو کب کھلا شاغل          جواب دے چکی ببل کی طاقت پرواز</p>	<p>۲۵/۹</p>
--	-------------

(۵۴)

<p>گو ترے آس پاس نہ جنت کے آس پاس          واعظ گو لطفِ قید کی کیا خاک ہو خبر          ہم سے جنوں نواز کہاں ہیں جہان میں          یہ کیا کیا کہ دشتِ نوردی شعار کی          کیا خاک سیرِ باغ کو رضواں تے چلوں          مرنا مجھے قبول ہے اس شرط پر ابھی          خونِ شہیدِ ناز کی نیرنگیاں نہ پوچھ          پیرزے اُٹے تو فردِ عمل کے کہاں گرے</p>	<p>میخانہ چاہیے درِ رحمت کے آس پاس          آیا کبھی نہ دامِ محبت کے آس پاس          صحرا تلاش کرتے ہیں جنت کے آس پاس          رہنا تھا قیس لیلیٰ ہمت کے آس پاس          ہو کوئی میکہ تری جنت کے آس پاس          گو تر اوّل پڑے مری تربت کے آس پاس          پہنچا ہوا ہی رنگِ شہادت کے آس پاس          رحمت کے آس پاس شفاعت کے آس پاس</p>
---	---



یہ تو جناب شیخ کے ارکان میں نہیں فردِ عمل کی میری حقیقت ہی اس قدر چسکا پڑا ہے کہ رندانِ بادہ کش رحمت نہیں ہی خانہٴ واعظیہ بے سبب	آئے ریا نہ ان کی عبادت کے آس پاس رحمت کا حاشیہ ہی عبارت کے آس پاس منڈلا رہے ہیں بادہ رحمت کے آس پاس رہتا ہی بادہ کش کوئی حضرت کے آس پاس
شافل میں او شیخ میں اتنا ہی فرق ہے وہ مغفرت سے دور یہ رحمت کے آس پاس	۱۶

(۵۵)

ملا ہی چرخ سے آگے مکانِ بادہ فروش الگ ہی دونوں جہاں جہاں بادہ فروش مرے بیاں میں ہی لطفِ بیانِ بادہ فروش جنابِ پیرِ مغان سے نہ سیکھ لے جب تک کسی سے پوچھ تو لو اس پہ خلد لکھا ہے پے فرارِ مقدر سے مل گئی کیسی ! چمن ہی دستِ حنائی تو انگلیاں شاخیں مرے مکان کا سیدھا پتہ ہے بادہ کش نہ خوفِ برق نہ صیاد و باغباں کا خطر صدائے قفلِ مینا یہ جمع ہیں میکش	اور اُس سے اور بھی آگے دوکانِ بادہ فروش نئی زمیں ہے نیا آسمانِ بادہ فروش حری زباں سے سُندوستانِ بادہ فروش سمجھ میں آ نہیں سکتی زبانِ بادہ فروش یہی مکان تو نہیں ہے مکانِ بادہ فروش وہی زمیں کہ ہماں تھا مکانِ بادہ فروش خطوطِ تنکے قلعہ اس شیانِ بادہ فروش ادھر ادھر ہی مکانِ دوکانِ بادہ فروش کہ اس شیان ہی مرا آستانِ بادہ فروش دوکانہ دور ہے اور یہ اذانِ بادہ فروش
---	---

سوائے حضرت پیرِ مغان و شافل کے جہاں میں کوئی نہیں رازدانِ بادہ فروش	۹۵۶
--	-----

(۵۶)

اُسی کے سبب ہیں عبادت گزار و صہبانوش سمجھ سے کام لے ای و اعظیہ دستِ کوش	
--	--

رکھے گی خانماں برباد زلف خانہ بدوش	رہے گی عقل و خرد گھو کے چیم بادہ فروش
دعاے وقت سحر کام کر گئی اپنا	تزی ردائے کرم بن گئی معاصی پوش
خدا ہی جانے کہ کیا ہو مال عاشق کا	اودھری دست جنوں و اودھری دہن ہوش

تمام عمر کی خدمت کا ہے مسئلہ شاغل	$1 \frac{5}{21}$
کلاؤ پیرمناں و قبائے بادہ فروش	

(۵۷)

اپنے لئے ہے رحمت پروردگار خاص	رکھتے ہیں اپنے سر پہ گناہوں کا بار خاص
کھل جائے اپنے دل کی کلی بھی تو کیا عجب	گلشن میں اب کے آئی ہو فصل بہار خاص
نامہ لکھا ہے مجھ کو جو خطِ عبا میں	دل میں بکھرا ہوا ہے تمہارے غبار خاص
تو بمری بہار کے ہاتھوں ہوئی شہید	میخانے میں بنا ئیے اس کا فرار خاص

دینی عداوتوں سے نہیں اپنا واسطہ	$1 \frac{2}{48}$
شاغل ہو اس خصوص میں اپنا شعار خاص	

(۵۸)

خدا کے حکم سے کرتے ہیں رند کب امراض	سمجھ کے خیر ملانے میں ہیں بہت قیاض
انہیں حسین کہا حسن آفریں نہ کہا	بس اتنی بات تھی جس پر پہنچ نکاراض
بتا دیا کہ ہو واعظ کو وعظ کا آزار	جناب پیر خرابا بات ہیں بڑے نہاض
شراب و ناب ہو سبزہ ہو اور شب و تناب	یہ وقت پھر نہیں آنے کا کرنے شیخ انعام

وہی تو حضرت شاغل ہیں پیر معینانہ	$4 \frac{4}{46}$
جو خانقاہ نشینوں میں ہیں بہت قریاض	

(۵۹)

غم کو دل سے ہو دل کو غم سے ربط	جس طرح ہے وفا کو ہم سے ربط
--------------------------------	----------------------------



<p>اس کو حاصل ہو جامِ جم سے ربط ہے کرم کا ہمارے دم سے ربط آپ کا کچھ نہیں ستم سے ربط</p>	<p>قابلِ قدر کیوں نہ ہو ساغر بھول سکتے نہیں کبھی، اُن کے یوں ہی، مشہور ہو گیا ورنہ</p>
<p>۷۸</p>	<p>فکرِ عقیقی کھی کیجئے شاغل گو گستاہوں کو ہے کرم سے ربط</p>
(۶۰)	
<p>سارے بندوں کا ہے خدا حافظ اُس کے عارض کا بن گیا حافظ دلِ ناداں کا اب خدا حافظ میرا خالق رہا خدا حافظ</p>	<p>رند و صوفی ہو کوئی یا حافظ خالی مشکیں کی دیکھئے قسمت پھنس گیا ہی جہاں کے پھندے میں ایک بھی چل سکی نہ اعدا کی</p>
<p>۱۶۲</p>	<p>آپ کا حسنِ ظن ہے اہلِ نظر ورنہ شاغل سسگیا - کجا حافظ</p>
(۶۱)	
<p>جلوہ فرما آپ ہوں جس جاوہاں بیکار شمع بے سبب رکھتی نہیں ہر رشتہ زنا رشمع یوں کھڑی ہے ایک پاؤں پر پے دیدار شمع آزمائش ہو چکی ہے تیری لاکھوں بار شمع</p>	<p>آپ کے جیسے کوئی رکھتی نہیں انوار شمع کافرِ عشق و محبت کو مسلمانی سے کام التماس عاجزانہ اپنی حالت سے کرے روئے انور کے مقابل ہو نہیں سکتی کبھی</p>
<p>۹۲</p>	<p>ظلمتیں کھوتی رہی اور رات بھر روتی رہی خفی شب ہجراں میں شاغل ایک ہی بخوار شمع</p>
(۶۲)	
<p>ہیرتا ہاں بن گیا ہے دل کا داغ</p>	<p>خود بخود سینہ میں روشن ہو چہ داغ</p>

<p>کچھ نہ کچھ چلتا ہے وحشت کا سراغ دونوں عالم سے ہوا حاصل فراغ یہی اپنے لئے جنت کا باغ</p>	<p>بے سبب کب دامن گل چاک ہے عشق کی دنیا میں رکھتے ہی قدم کوچہ جاناں میں رہتے دو ہمیں</p>
<p>۶ <math>\frac{4}{48}</math></p>	<p>بادہ عرفاں سے شاغل بن گیا دل کا ساغر نورایاں کا ایاغ</p>
(۶۳)	
<p>کہتے ہیں زاہد کو بے شے لطیف ہو نہیں سکتا کوئی میرا حریف آپ کے آگے ہوا آکر خفیہ ہے ہمارا دین تو دین حنیف</p>	<p>میکدے والے غضب کے ہیں ظریف حرف بیجا نہ سے نکلا ہی نہیں چہرہ گل پر نہ آئے کیوں عرق نر سب آذر سے ہم کو واسطہ</p>
<p>۲ <math>\frac{4}{48}</math></p>	<p>نام شاغل ببول جاتے ہیں سدا جب بلو فرائیں گے اسم شریف</p>
(۶۴)	
<p>بڑھ گئی میکدے کی اب رونق ایسے دنیا میں ہیں بہت احمق کیسے ہوتی جہان کی رونق ذکر جلوہ سے ہو گیا منہ فق یا ہے مدفون خاک میں ابرق عارض گل پر کیوں نہ آئے عرق اُس کی ساعد کا عکس رنگ شفق دست رنگیں و ساعد و مرق</p>	<p>بادہ خواروں کی ہے بیا ہو حق دل میں بت ہیں زبان پر حق حق بُت نہ ہوتے اگر زمانے میں روئے دلدار دیکھنے والو نورایاں ہر دل کے پردوں میں غیرت حسن یا رہے ہر صبح اک جہلک پیرہن کی قوس قزح قاشش بلورہ پنجہ درجاں</p>



<p>مجھ سے بھل گئی جو پڑھ کے سبق فلکِ حسن پر ہے رنگِ شفق آگ پر برقرار ہے زمین کج روی کو رہا ہے اب بیدق آگئے ہیں پہنکے "الحائق" آسمان وزمین کے سائے طبق اُس نے عاشق کو جب کہا عاشق پُر ہیں رخص و سما کے دونوں ورق</p>	<p>جا کے گلزار ہیں کیا ازبر ایک جامِ شراب سے ظاہر رخِ لالہ پہ قطرہِ شبِ نیم چل کے بیدھاتو بن گیا فریں خدمتِ خلق کے لئے لیڈر ایک جلوئے سے اُس کے ہیں دشمن بہتر ہی عشق کی ہوئی ثابت حسن کی اک جھلک کے معنی سے</p>
---	---

<p>شاعِلِ بادۂ محبت ہوں مختب کا خطر نہیں مطلق</p>	<p>۶۴</p>
---	-----------

(۶۵)

<p>معمور ہے انوار سے خود ذوقِ نظر تک ہاں دیدہ بیتابی دل اور ادھر تک محفل میں تری قدر ہو اے شمعِ سحر تک سرِ چشمہٴ اخلاص ہی کیا دیدہ تر تک جب عشق کا رشتہ ہو بند پاپوں سے سحر تک کو تاہ نظر آئے گا دامنِ نظم تک میخانے میں کم نحت ادھر تک ادھر تک الفاظ کی صحت کی نہیں جن کو خبر تک تاریک نظر آئے نہ کیوں نو سحر تک ممنوع گستاں میں ہو دونوں کا گذر تک</p>	<p>جاوے ترے محدود نہیں جنِ بشر تک ادنیٰ سی جھلک سے نہ رہی اپنی خبر تک پھر کوئی نہ پوچھے گا تجھے چار پہر تک یہ رنگِ زمانہ ہو کہ اب خشک پڑا ہے پروانہ جلا شمع نہ کیوں اس بہستی ہو اے اہلِ نظر حسن کے جب پھول کھلیں گے جتنی سی تقدیر میں ہے مل جائیگی واعظ وہ زیب دہ بزمِ سخن کہتے ہیں خود کو ہم پر تو مسلط ہے شبِ غم کی سیاہی اب فکرِ نشیمن نہ کریں بلب و قمری</p>
--	--

شہرت جو سنی ہو ترے الطاف کرم کی	بیتاب زیارت ہے مراد امن تر تک
باران طریقت سے جدائی کا اثر ہے	اب بیٹھ سپر راہگزر راہگزر تک

اک طرح سحر کی ہو تو اک شام کی شامل	پڑھتے رہو اب شام سے اشعار سحر تا سحر
------------------------------------	--------------------------------------

(۶۶)

رہ گئے سائے سب کو کش بادہ خیام تک مفتیوں میں ہیں جو شامل بندہ ہمنام تک پاک باطن صاف طینت بے ریا ہیں سب کے سب وہ ادب دان محبت ہوں کہونگا ماز کیا قصہ دار و رسن کو اب جہاں سے واسطہ آہ کا کیونکر گزر ہو اس کی بزم ناز میں ہمت مرداں کا بیشک نام ہو آبِ حیات دیکھ کر اس کا کرم آتی نہیں لب پر دعا وہ مبارک ہے قلندر عرصہٴ نفثہ پر کا ذکر ہوا گلے زمانے کی کتابوں میں تو ہو	سلسلہ پہنچا ہے شاعراں اپنا پیر جام تک ہماشوقوں پر لگ رہے ہیں کفر کے الزام تک میکشان بادہ صافی سے درویش نام تک لب پہ آسکتا نہیں اس کا ادب سے نام تک اب تو کوئی عشق میں ہوتا نہیں بدنام تک بجلیاں ہی بجلیاں ہیں آتاں سے بام تک کار نامہ کیا۔ سکند کا ہی زندہ نام تک حد تو یہ ہو بھول جانا ہوں خدا کا نام تک تابع فرماں ہو جس کے گردش ایام تک اب تو الفت کا نہیں ملتا الفت میں نام تک
--	---

۱۔ جنوری سنہ ۱۲۰۰ میں بمقام جے پور پے در پے مشاعرے ہوئے جن میں سے ایک کی طرح تھی۔  
کس کس کو بہار روئے گی تو شمع سحر تک۔ اور دوسرے کی۔ منتظر بیٹھے رہے ہم زمی کی شام  
تک۔ یہ اشارہ اسی جانب ہے۔ ۱۲۔

۲۔ مبارز الدین حضرت بوعلی شاہ قلندر کے خادم۔ جن کے سبب سے۔

”قہر درویش بجان درویش“ کا اظہار ہوا۔ ۱۲۔



و اسطے میری شفا کے نرگس بادام تک خیر ہو جانے لگا اب آپ کو الہام تک ہو تو ہو دشمن بلا سے گردش ایام تک سینکڑوں ہیں منزلیں آغاز سے انجام تک	وہ مریض چشم ہوں لکھتے ہیں ننھے طبیب میں نے کب کی برگ دشمن کی دعا وقت سحر حضرت پیرمغاں کا ہے وسیلہ غم نہیں گوہ دھوا کر بلیا و دار - راہ عشق میں
---	---

میں وہ شاعری ہوں کہ ہیں اہل صفا میر مرید صوفیان بے ریا سے زندے آشام تک	میری سچے دوست میری سچے دوست
---	--------------------------------

(۶۷)

جلووں کی ترے لئے کوئی تاب کہاں تک ملنے کو تو مل جائیں ابھی دنوں جہاں تک ہم خاک نشینوں کی رسائی ہو وہاں تک پہنچا دیا ساقی نے دیر پیرمغاں تک کعبہ میں کلیسا میں اُسے ڈھونڈ کے آخر النت بھی ہو کیا چیز شکایت کی کوئی بات ہونے کو سحر آئی ہو خاموش ہوا و شمع زاہد کے لئے قصر بھی حوریں بھی جہاں بھی وعدہ تو وفا ہو کہ نہ ہو یہ ہے شکایت کیا کیا نہ ہنسی ابرو و مژگاں نے اڑائی نور سحر و رنگ سحر پر نہیں موقوف جادو ہر اداؤں میں لگا ہوں میں کرشمے	ہر شے میں نمایاں ہیں نظر جائے جہاں تک کم بخت دعا آ بھی چکے دل سے زباں تک پہنچے نہ فرشتوں کا جہاں وہم و گماں تک اور پیر خرابات نے کیا جانے کہاں تک حد یہ ہو کہ آ پہنچے ہیں اب کوئے تباں تک اکھی بھی اگر دل سے تو آئی نہ زباں تک تو سوزش پروانہ پر روئے گی کہاں تک لیکن نہیں زندوں کیلئے ایک دکان تک لب سے کبھی نکلی نہیں تسکین کوہاں تک پہنچی جو کبھی بات ذرا تیغ و سناں تک دشمن ہو شب و سہل میں آواز اذان تک ایسوں سے بچائے کوئی ایمان کہاں تک
--	---

۹/۱۲

ساقی کا کرم دیکھ کہ اک آن میں شاعری  
پہنچا ہی دیا بارگہ پیرمغاں تک



جو تڑپو دلِ مخمور میں شراب کی آگ  
جو ڈال دوں ولی کا فور میں شراب کی آگ  
شرر نشاں جو نہ فقی نور میں شراب کی آگ  
لگی جو سینہ انگور میں شراب کی آگ  
دبی تھی جو دلِ انگور میں شراب کی آگ  
ملا کے مرہم کا فور میں شراب کی آگ  
لگائے دامنِ مغرور میں شراب کی آگ  
لگائی کرو فری و زور میں شراب کی آگ

کہاں ہو قالبِ انگور میں شراب کی آگ  
بے وہ احسگرِ ناریہیم سے بڑھ کر  
کلم کیوں ہوئے بیہوش اور جلا کیوں طور  
نخل کے باغ سے نی راہِ خانہ خسار  
بھڑک کے پھونک دیا اُس نے خرمنِ ہستی  
علاجِ زخمِ جگر چارہ گر نے خوب کیا  
وہ آتشیں ہر صدائے گدائے میخانہ  
اثر تو دیکھ یہ اے شیخ ایک جو عدنے

بجھائی چشمہٴ نسیم و حوض کوثر سے  
لگی جو شاغلِ مغرور میں شراب کی آگ

۶۸

کر عندلیبِ عمر گریزاں کی دیکھ بھال  
کرتے ہیں اب تو شیخ مسلمان کی دیکھ بھال  
کافر نہ کر سکے گا مسلمان کی دیکھ بھال  
جمہ سے نہ ہوگی خانہ ویراں کی دیکھ بھال  
اچھی نہیں ہو آپ کے درباں کی دیکھ بھال  
جو کر سکے نہ گلشنِ ایماں کی دیکھ بھال  
اب وہ ہیں در سر و چراغاں کی دیکھ بھال  
کیا کیا ہوئی نہ دفترِ عصیاں کی دیکھ بھال  
کرنا ہی خود جنوں مے داماں کی دیکھ بھال

کبت تک کرے گی گلشنِ ارباب کی دیکھ بھال  
ایماں کی دیکھ بھال نہ قرائ کی دیکھ بھال  
کیوں خال ہے حفاظتِ عارض کا مدعی  
میرے نہ کر سپردِ جہانِ خراب کو  
اتاہے کیوں خیالِ عدو بزمِ ناز میں  
وہ مدعیِ خلد بنے ہیں خدا کی شان  
راغوں نے دل کو دید کے قابل بنا دیا  
نہے کرم سے حرفِ غلط تک نہ مل سکا  
وہ مستِ عشق ہوں مجھے دیوانہ جان کر



کیوں لوں قدم بختوں کے نہ فسل بہا میں	ہے فرض یمنیان پہ بہاں کی دیکھ بھال
اے بے نیاز عشق کو بے آبرو نہ کہ	بازارِ مسراور میں کفنان کی دیکھ بھال
جنت کے باغبان کی تقدیر کھل گئی	کرتا ہر روز کو یہ جنان کی دیکھ بھال

شاعِل ہے اور میسکہ دُشتِ مسطفا	سید
جب سے سہرہ ہے سے عرفاں کی دیکھ بھال	

(۷۰)

غایت و نور پر ہے نشاطِ ہوائے دل	پھر بھی تصور پر ہے نشاطِ ہوائے دل
کب حسنِ طور پر ہے نشاطِ ہوائے دل	تیرے ظہور پر ہے نشاطِ ہوائے دل
عیش و سرور پر ہے نشاطِ ہوائے دل	خرد و سرور پر ہے نشاطِ ہوائے دل
روزِ نشور ہو تو اُٹھیں بہرِ دیدار	آوازِ صومر پر ہے نشاطِ ہوائے دل
پہنچا کہاں ہے طائرِ لاہوت دیکھنا	اُس کا ضرور پر ہے نشاطِ ہوائے دل
اُس کے غمِ فراق میں جو لوگ مر گئے	اُن کی قبور پر ہے نشاطِ ہوائے دل
افطار پر ہے فرحتِ صائم کا انحصار	لیکن سحر پر ہے نشاطِ ہوائے دل
معلوم ہے حقیقتِ پیرانِ پار سا	نفت و نذر پر ہے نشاطِ ہوائے دل

شاعِل بھری ہر دل میں محوِ شگوارِ عشق	سید
اس جامِ نور پر ہے نشاطِ ہوائے دل	

(۷۱)

وہ بیکلی کے درد کا طوفاں ہے آج کل	کل تک جو آدمی تھا وہ حیوانِ آج کل
شیرازہ بہار پریشاں ہے آج کل	جس گل کو دیکھو رختِ بدامانِ آج کل
بالکل غلط کہ اک وہی وعدہ خلافت ہے	بدعہدیوں کا خلق میں طوفاںِ آج کل
آتا ہے روزِ وقتِ ہجرتِ ناز کو	واعظ کا میسکہ سحرِ بداحسانِ آج کل

دست جنوں کو راحت کئی نصیب ہے	دامن ہو آجکل نہ گریباں ہو آج کل
اب آشیاں کی فکر غمت ہو کہ عند لیب	ایک ایک شاخ گل پہ نگہیاں ہو آج کل
کس کس کو دیکھے کس کو ندیکھے کہ جس	ایماں کا دل کا جان کا خواہاں ہو آج کل
ہر ہر قدم پہ زیست کی لاکھوں ہفتی	آساں ہو تو موت ہی آساں ہو آج کل

اللہ تیری شان کہ شافل سا بادہ کش	صوفی دقت و صاحب عرفاں ہو آج کل
----------------------------------	--------------------------------

(۷۲)

## در صنعت ہملہ

عالم آرا ہو وہ اگر ہمد	ہر عالم کا اور ہو عالم
اس کا حاصل ہو اکمال کرم	درد دل کا ہو امرا ہمد
حاصل عمر آہ و درد و الم	گور آرام گاہ ملک عدم
دہر ہمدرد ہو اکمال محال	دل لگا اور عدد ہو عالم
کاسہ درد درد ہم کو ملا	اور عدد کو سرور کا سرگم
لالہ و لعل عکس رو اس کا	دام کا کل کا راہ ملک عدم
ہم کمل ہو او حرص و ہوس	وہ سہ اسر عطا و داد کرم
وہ دل آرام اور سرور و رح	اُس کا ہر کام کام اہل کرم
نیلک ملک علم ہو عالم	ہو اس سس عمل اگر محکم
ہر گد اگو دیر کرم در کار	ہر کرم کو کمال اہل کرم

ہم کو احساس ہو اگر عالم	کار اردو ہو سہل اور محکم
-------------------------	--------------------------

سہ بہ مجبوری صنعت تخلص تبدیل کیا گیا۔



<p>لینے لگے جو کام قدم کا جیسے سے ہم          پھر کیوں نہ ساز باز رکھیں آیتیں سے ہم          سمجھے کہ بس گذر گئے عرش بریں سے ہم          کہتے ہیں روزِ شتر اٹھیں گے یہیں سے ہم          احوالِ دل کا پڑھتے ہیں لوحِ جبین سے ہم          اور اُس پناہِ ناز یہی کہ ہیں اہلِ حیں سے ہم</p>	<p>شاید رہِ حجاز سے گذرے یہیں سے ہم          گریہ جو رازِ عشق کو کھولے تو یہ چھپائے          پایا جہاں عروجِ ذرا سا جہان میں          فتنوں کو خوب عشق ہی کو بچے سے یار کے          ہم سے نہ چھپ سکے گا ترے رازِ دالِ حال          کافر تو دوا غطوں نے جہاں کو بنا دیا</p>
---	--

پیدا کہاں ہیں حضرت شاعر سے بادِ گشت  
 لاتے ہیں اُن کے واسطے ظہیریں سے ہم

۱۶/۱۲

<p>چن ہی نہیں آشیانہ کہاں          یہاں کے سوا آج دانہ کہاں          ڈبوتا ہے دیکھیں زمانہ کہاں          خدائی میں دل سا خزانہ کہاں          ملے گا خداوندِ حسانہ کہاں          ادا کیجئے جا کر دو گانہ کہاں          وہ رنگِ بے سربدانہ کہاں          سخنِ سنجیِ نافقدانہ کہاں</p>	<p>وہ اگلا سا ہمدِ زمانہ کہاں          جو نکلے قفس سے ٹھکانہ کہاں          نیا نا خدا ہے پُرانا جہانہ          ہزاروں ہیں ارمان لاکھوں امید          دل و کعبہ و دیہ سب ہیں مکاں          حرم ہی نہیں جس کو کہتے ہیں دل          بنادے جو کندنِ مسِ خام کو          ترنم پہ ہے داد کا انحصار</p>
---	--

حسینوں کے کوچہ ہی شاعر نہیں  
 رہ و رسم اب عاشقانہ کہاں

۱۶/۱۲

(۷۵)

میں چلوں کب تک بنا کر اپنے سر کی ایڑیاں ایڑیوں سے روکتا ہوں خون زخم دل مرا کاسے سر میں ہوں کیوں اُن کے خونت کی شراب خود گیا ہوں میں جو اسب نامہ لانے کے لئے خاک ساری کی بدولت یہ ہو رہا خاک کا ہاتھ اٹھاتا ہوں تو کہتی ہو دنیا کچھ رحم کر کوئی لا سکتا نہیں تاب نخلی اے کلیم قتل کر کے بھی کیسے جو ایڑیوں سے پائمال	کاش راو عشق میں باتیں خضر کی ایڑیاں یا الہی تیرا گھر اور چارہ گر کی ایڑیاں کفش میں جن کے لگیں نقلی گوہر کی ایڑیاں گھس گئیں جب پھرتے پھرتے نامہ بر کی ایڑیاں جا لگیں عرشِ معلیٰ سے بشر کی ایڑیاں گھس گئیں ہیں آئے آئے اب شر کی ایڑیاں جم سکیں کیونکر کسی شوریدہ سر کی ایڑیاں پھر خنائی کیوں نہیں اُس فتنہ گر کی ایڑیاں
--	--

۵/۵

لامرکاں سے بھی پرے شاعِلِ مرکاں یار ہے  
چور ہو جائیں نہ کیوں تارِ نظر کی ایڑیاں

(۷۶)

یہ عشق کا گناہ کئے جا رہا ہوں کون جلووں کو بے پناہ کئے جا رہا ہوں کون دنیا کو یوں تباہ کئے جا رہا ہوں کون بربادِ خانقاہ کئے جا رہا ہوں کون تیرے لئے گناہ کئے جا رہا ہوں کون جلووں کو سزاہ کئے جا رہا ہوں کون	رہ رہ کے آہ آہ کئے جا رہا ہوں کون محشر کو بزمِ گاہ کئے جا رہا ہوں کون میں بے نیازیاں کبھی دشمنِ نوازیں تصویرِ حورِ دل میں لگا کر جنابِ شیخ تو ہی بتا کہ میرے سوا شانِ مغفرت آنے سے روکتے نہیں کس طرح ان لوں
---	--

۵/۵

تو بھی نہیں عرو بھی نہیں تیرے بھی نہیں  
شاعِل کو پھر تباہ کئے جا رہا ہوں کون



(۷۷)

نہ ماننے کی ادائیں دیکھتا ہوں	وفاؤں پر جھٹائیں دیکھتا ہوں
ہزاروں دل میں ہیں ارمانِ حسرت	کہاں تک خوں بہائیں دیکھتا ہوں
چلے دیکھیں گدھِ شمشیرِ ابرو	لٹکا ہیں داییں بائیں دیکھتا ہوں
نہ کیوں ہوں غرقِ دریائے ندامت	خطاؤں پر عطا ہیں دیکھتا ہوں
معاذ اللہ خیالِ زلفِ شاعر!	
بلاؤں پر بلائیں دیکھتا ہوں	

(۷۸)

آہیں اتر کر ہیں نہ دعائیں اتر کر ہیں	یارِ بے جہانِ عشق میں کیوں نہ لبر کر ہیں
کیوں تختِ دل سے دعوتِ شرکانِ ترکر ہیں	اہلِ ہنس کی قدر جو اہلِ ہنر کر ہیں
دل میں اتر کر ہیں نہ جگر میں اتر کر ہیں	اُس کی حریمِ ناز میں نالے گزر کر ہیں
حکمِ سزائے دارِ ہر زندوں کے اسطے	کیفیتیں شراب کی ظاہر اگر کر ہیں
کیا پوچھتے ہو حالِ اسیرانِ بے زباں	برہم ہوں ہم صغیر بھی نالہ اگر کر ہیں
پاسِ سرو کے ساتھ میں غفلتِ شعرا یا	نالے اگر کر ہیں تو کہاں تک اتر کر ہیں
وارفتگانِ عشق کو سب کچھ ہیفتیا	چاہیں تو کائنات کو زیر و زبر کر ہیں
کب تک رکھیں تصورِ زنا و زلفِ یا	کب تک امیدِ وصل میں شامِ دھڑ کر ہیں
کعبہ تو کیا ہی عرشِ بریں سے نہ کم رہے	وہ اک نگاہِ خانہ دل پر اگر کر ہیں
جب ہونے اُن کو اپنے ہی جلوں پہنچنا	پھر کیوں نہ کا بہت دلِ شوریدہ سر کر ہیں
ہم نے تو کوئی خدمتِ پیرِ غاش کی	کس منہ سے سوئے ساقی کو تر نظر کر ہیں
کچھ دن تو ہو سکونِ جہانِ خراب کو	ملکِ عدم کو شیخ و برہمن سفر کر ہیں
شیخِ حرم سنے نہ سنے پیرِ خائفہ	پھر کس سے شکوہ بہت بیداد اگر کر ہیں

پھر اٹینا ز کعبہ و بتخانہ کیا رہے	جب تو ہی تو ہوساٹے سجدہ ہر کریں
رستے میں کوئے یار کے شاعر ہزار ہا	جس نے سچے سچے عشق سے
چاہیں جدھر سے اہل محبت سفر کریں	پس عشق سے سچے سچے

(۷۹)

جگر میں درد دل میں سوز آنکھیں چل چکیں کریں	وہ کیا صورت ہی جس سے ہم کسی کو ہر باں کریں
عقیدت کیشیاں میری اگر گل چنیاں کریں	تو باغ حسن کو اپنا ریاض بے خزاں کریں
دل گبر و مسماں ہو کہ قلب بے پرستاں ہو	توے جلوے جہاں چاہیں ہیں اپنا مکاں کریں
فلک کو چاک کر ڈالیں میں کو خاک کر ڈالیں	بتوں اسکو نہیں کہتے کہ دامن دھبیاں کریں
تمہاری ہی ادا میں ہیں تمہارے ہی کرتے ہیں	پریشاں دور نہ کریں اور ہم کو آسماں کریں
کیس یہ بھی نہ گملا جائیں سمجھا دو عناد دل کو	تخیل کے گل وریجاں تو زیب آشاں کریں
انرا پناہ کھائیں گے ہمیں بھی کھینچ لائیں گے	ذرا نالے تمہاری زلف سرگوشیاں کریں
نیا ز عشق و ناز حسن کا عالم یہ کہتا ہے	کہ ہم دونوں جہاں سے ہی جدا ایشامکاں کریں
طریقہ خانہ بربادوں کا دنیا سے نرالا ہے	یہی ہی جرم میں داخل خیال آشاں کریں

وہ شاعر کیوں پڑیکا کا فروغ کی جھگڑی میں	جس نے سچے سچے عشق سے
مگر جس کو حسن یار کی نیرنگیاں کریں	پس عشق سے سچے سچے

(۸۰)

دل جس کا گرفتار ہوا زلف دو تائیں	بیشک وہ پھنسا پنچہ فولاد بلا میں
بیٹھے ہیں تصور میں تری زلف و تا کے	ہم خود ہی گرفتار ہوئے دام بلا میں
خاک ویر دلدار - دعاؤں کو بنالوں	سنتا ہوں کہ ہوتا ہی اثر خاک شفا میں
شاید نہ رہے یاد تمہیں وعدہ فردا	اک اور دکا لیجے گرہ بنو قبائیں



سو سوتکن ہیں تابِ نظر سے نقاب ہیں  
آئے مرہ شراب کا جامِ گلاب ہیں  
کب عکسِ رفے یا رہی جامِ شراب ہیں  
جب سنئے وہ ہی بات عذابِ ثواب کی  
دیکھیں کہاں سے لوٹ کے آنا ہونا نہ ہر  
دم بھر کی زندگی میں سمجھتا ہی خود کو چرخ  
واعظ تمام پند و نصیحت بجا۔ مگر  
پیما نہ طاق پر بھی نہ اُٹا رکھا کبھی  
پیرِ مغاں بتائے گا پھر رازِ کائنات  
سبزہ ہی شرابِ سہی چنگ نے ہی  
آزادہ رو کو قید میں رکھنا محال ہی  
اب تو تمام رند ہیں پیرانِ پارسا  
کیا لا جوابِ خط میں لکھا ہی جوابِ خط  
آہی گیا ہے شیخِ تو رندانِ پارسا  
ہم شکوہ جفا بھی نہ لائیں زبان پر  
دیکھیں تو انتظامِ تری بزمِ ناز کا

مشارعتہ تالیفی و تحقیقی  
۱۹۵۷ء  
جلد اول

تم اختیار ہیں ہونہ دل اختیار میں اللہ بے بسی یہ شیب انتظار میں ارماں کہاں ہیں اب دل امیدار میں اتنی تھیں سرتیں دل امیدوار میں مرکہ بھی خاک چیں ہے کنج مزار میں سرمایہ شکایت دل بھی تو مٹ گیا روزِ فراق کاٹ کے کاٹے شبِ فراق کلیوں کے سامنے بند قبا چاک کر دے وہ جلوے بن کے غرض کا کل ہو گیاں آہٹ پہ کان در پہ نظر اور دل پہ ہاتھ	پھر کیا رہا ہے زندگی مستعار میں اگن کا خیال بھی تو نہیں اختیار میں سب کام آگئے شبِ غم انتظار میں جو ہو سکیں شمار نہ روزِ شمار میں جانا ہے اٹھ کے عرصہ روزِ شمار میں سب جذب ہو گیا نگہِ شرمسار میں اتنی کہاں سکت دل امیدوار میں ہیں شوخیاں غضب کی نسیم بہار میں جو چھپ سکے نہ پردہ لیل و نہار میں کیا کیا اٹھائے لطفِ شیب انتظار میں
---	--

رندوں میں شور ہے کہ یہ شاعر نے کیا کیا  
تو بہ شرابِ ناب سے فصلِ بہار میں

پہنچی حریم لم یزل و لایزال میں ڈوبوں نہ کس طرح عرقِ انفعال میں راحت میں انبساط میں غم میں ہلال میں رہتا نہیں بھان میں کوئی ایک حال پر دیکھا جو غور سے تو ہنر ایک بھی نہیں اس میں سوا ہی ایک الفاتصال کا دریادلی سے پیر صفا کی نہیں بے	اک مشربِ خاک اور یہ نعت کمال میں عصیاں بھرے ہوئے ہیں مے بال بال میں ہم جو ہر گھڑی ہیں کسی کے خیال میں خوشید و ماہ بھی ہیں کمال و زوال میں اور عیب بے شمار ہیں دستِ سوال میں وہ بات وصل میں نہیں جو ہر وصال میں جامِ شرابِ عیش ہو دستِ سوال میں
---	--



اللہ رے بکلی حسن و جمال یار	کیا بجلیاں سی کو ندر ہی ہیں خیال میں
”زاں پیشتر کہ عالم فانی شود و خراب“	اک پسیر کمال ہو شاغل خیال میں

(۸۴)

یہ کیسا انقلاب آیا جہاں میں وفا ملتی نہیں دونوں جہاں میں محبت اٹھ گئی پیر و جواں سے نشاں ملتا نہیں انسانیت کا انہیں بھی پڑے ای برقی بقیاب ہمیں بھولو تو آتا یا در کھشا ہمارے زہد و تقویٰ کی نہ پوچھو قفس ہی کو غنیمت جان بلبل	کراں ہو خواب چشم پاسبان ہیں جو ممکن ہو تو ڈھونڈو لامکاں ہیں محبت اب کہاں پیر و جواں ہیں بہت ڈھونڈا زمین و آسماں ہیں جو تنکے رہ گئے ہیں آشیان میں نشان سجدہ ہیں کچھ آستان ہیں لے گئے فروشوں کی دوکان میں اماں دشوار ہو اسب آشیان ہیں
--	--

ملیں گے پھر تو کوثر پر ہی شاغل	ابھی ہیں کچھ دنوں ہندوستان میں
--------------------------------	--------------------------------

(۸۵)

گردوں کی کائنات ہی بھری نگاہ میں بتیا بیاں ہماری تو سب نار و اسہی آتا ہوں تیری بندم میں اس شرط پر کہ جب معیت محراب رحمت ہو واعظو	اس کا توفیق صلہ ہے فقط ایک آہ میں ہیں شوخیماں بھری بھری گس کی نگاہ میں آنکھیں عدد کی فرش تری جلوہ گاہ میں تم کیوں گنہگار ہو منع گناہ میں
---	---

شاغل اگر ہو جلوہ باناں تو دل میں ہے	رنگ و شجر میں ہی نہ ہو رشید شاہ میں
-------------------------------------	-------------------------------------

<p>چمک میں برقی نہیں ضریریں آفتاب نہیں  سب و جام ہیں خالی اور اضطراب نہیں  جہان عشق میں اس سے بڑا عذاب نہیں  مقیہ تر سے سفر و خلد کیوں سمجھ نہ سکوں  غلط کہ شغل میں میخوار کم ہی صوفی سے  خدا کو سو نپ ندوں کیوں صحیفہ ارباں  رموز عشق سے واقف ہو کس طرح و غلط  ترے کرم کا بہرہ ہے داؤد و محشر  ہزار پردہ ارباں ہیں دل کے شیشے پر  نشاط خانہ عالم میں عمر یوں گزری  نیاز مند جو پہنچے تو کس طرح پہنچے</p>	<p>وہ آئینہ ترا جس میں خاک آپ نہیں  تیری نظر تو ہے ساقی اگر شراب نہیں  کہ لاکھ جلوے ہیں اور دیکھنے کی تاب نہیں  بنا شیخ میں مست مے ثواب نہیں  یہ شغل جام مگر شغل آفتاب نہیں  دعاے وقت سحر بھی تو کامیاب نہیں  یہ وہ کتاب ہے جو داخل نصیب نہیں  یہاں تو پرستش اعمال کا جواب نہیں  نہیں نہیں تری تصویر بے نقاب نہیں  کبھی شراب نہیں اور کبھی کیا اب نہیں  یہیم ناز میں نالہ بھی بار بار نہیں</p>
---	--

<p>حرم کو جائیں تو کیا جائیں حضرت شاعری  وہاں باب نہیں شاہد و شراب نہیں</p>	<p>محبوبی بدوئے  محبوبی بدوئے  محبوبی بدوئے</p>
---	---

<p>کو نسا دل ہو کہ جس دل میں تری یاد نہیں  فرصت نہا نہیں ہمت فریاد نہیں  سلسلہ ساقی کو تر سے ہے ملتا اپنا  درد اٹھ اٹھ کے یہ کہتا ہے کہ دریاں کیجے  دیکھنا قسمت محروم تمناء دم نزع  اسے رخ یا ترے ہو شراب جلووں کا</p>	<p>اے کہ دنیا میں تری یاد بھی آزاد نہیں  پھر بھی کچھ شکوہ پابندی صیاد نہیں  محبب بادہ کشتی آج کی ایجاد نہیں  ضبط کہتا ہے گوارا مجھے اراد نہیں  اشک جاری ہیں اگر طاقت فریاد نہیں  یہ اثر دیکھ کہ تو بھی تو مجھے یاد نہیں</p>
--	---



ہر شکایت پہ وہ کہتے ہیں نہیں یاد ہیں	یہ بھی اک طرزِ ستم ہے کہ ستم یاد نہیں
پھٹک چکا آتشِ ہجران سے جہانِ امید	تم بھی اب وہیرِ سکونِ دلِ ناشاد نہیں

بادہ نوشی کے طریقہ میں ہر شاعرِ کامل	میں بھی بد وقت
کون کہتا ہے کہ وہ صاحبِ ارشاد نہیں	میں غشی میں پھنس چکا ہوں

(۸۸)

لب پہ نالہ نہیں، شکوہ نہیں، فریاد نہیں	اُف بھی کرتا ہوں تو کہہ دیتا ہر صبا دہیں
کون کہتا ہے کہ میں حاجی بیدار نہیں	تو نے سمجھا ہی مجھے اے ستم ایجا دہیں
لاکھ فتنے سہی اور سینکڑوں فات سہی	پھر بھی دنیا وہ جگہ ہے کہ خدا یاد نہیں
تم تو سنتے ہو شکایت بھی گلہ بھی لیکن	یہ مصیبت ہے کہ میں خود فریاد نہیں
کچھ توجہ سے سنیں آپ تو روادِ ہزار	ورنہ بس یہ ہو کہ روادِ ستم یاد نہیں
اشیاں سمجھے قفس کو تو رہائی دیدی	آہ مجھ سا بھی کوئی خانماں بر باد نہیں
جو رو آزارِ زمانہ کا کہاں تک شکوہ	پھونک دے دل کو اگر خود گریبِ اراد نہیں
حسنِ تجل پہ موقوف ہو تحسینِ کلام	ہر عیبت پھر بھی جو تاثیرِ حرا دہیں
یہ تمنا ہے کہ اب کوئی تمنا نہ رہے	اور کچھ آرزوئے خاطرِ ناشاد نہیں
چشمِ عبرت سے ذرا شیخ و برہمن دیکھیں	میکدہ کوں ہے آج جو آباد نہیں

دیکھ پا بندی زندانِ زمانہ شاعرِ	ریاضا
سرو بھی گلشنِ ایجا دیں آزاد نہیں	

(۸۹)

اور کچھ اس کے سوا عشق کی رواداد نہیں	جی ٹھکانے نہیں اور بات کوئی یاد نہیں
نکلے جو نہیں شکوہ بیداد نہیں	وہ وفا کیش ہیں ہم خود فریاد نہیں
میں نے مانا کہ نہیں یاد ہی بیداد نہیں	کیا یہ بیداد نہیں ہے کہ وفا یاد نہیں

لیکن اتنے ہیں کہ محروم باعداد نہیں خانہ زلہٹ گرہ گیر بھی آباد نہیں کونسا طفل دبستان ہے کہ استاد نہیں مرغ بے جسم کو اندیشہ صیرا د نہیں نام لینے کو بھی اب تو کوئی آزاد نہیں ایک دو ہوں تو کہوں کون جلا د نہیں میں نے کب آپ کی بیداد کی دی د نہیں یار کا دل ہو کوئی پارہ فولاد نہیں حسن کی اہل نہیں عشق کی بنیاد نہیں	آپ بیٹھے تو ہیں لینے مرے شکووں کا حساب آہ برباد ہوا عالم الفت کیسا عہد حاضر نے بہت کی ہے ترقی سخن قفیس دہر سے آزاد ہو اے طائر روح آپ آزاد ہمیں کہتے ہیں کیسے آزاد غمزہ و ناز و اداعشوہ و انداز و رنگہ آپ نے داد و فادی کہ ندی جانے دو آپ سے کبھی یہ کبھی موسم نہ ہو گا داؤد زہر و نیشہ سے ملا شیریں و فرہاد کو درس
---	--

میرے ساغر میں کہورت نہیں اور کا د نہیں	میں ہوں وہ بادہ کش مصوفی صافی شافل
--	------------------------------------

(40)

میکدہ رزم کہ کا فرد میں دار نہیں تیر غم دل میں ہیں تلووں میں اگر خار نہیں ”ہم سخن فہم میں غالب کے طرفدار نہیں“ پھول بھی سخن گلستاں میں بلا خار نہیں نگہ ناز ہے آحشر کوئی تلوار نہیں ہو جو تاثیر تو اک حرف بھی بیکار نہیں اب شبہ ہجر بھی آئے تو شبہ تار نہیں اُس کی رحمت کے سوا کوئی خریدار نہیں	جس کے دل میں ہو کہورت وہ قلیح خوار نہیں منحصر دشت پہ کچھ لذت آزار نہیں حسن تاثیر نہو جن میں وہ اشعار نہیں کون ہو جس کو یہاں رحمت آزار نہیں سپر ضبط بچائے گی کہاں تار کو عرش سے آگے کے مضمون کی ضرورت کیا ہے خانہ دل میں ہو داغ غم ہجر اور روشن پسح تو یہ ہو کہ دو عالم میں گنہگاروں کا
--	---

لے مراد مولانا آزاد مرحوم ۱۲



حسن تو وہ ہو کہ روشن ہوں و عالم جس سے	حسن دوست تو کوئی حسن کا معیار نہیں
چمن ہر و محبت میں وہ آئی ہونہاں	پھول تو پھول ہیں کاٹا بھی نمودار نہیں
بخیہ دونوں جہاں سے تو ہیں میخوار مگر	اتنے ہشیار ہیں مست سے بندار نہیں
رہرہ راہ محبت ہوں مجھے کیا غم ہے	کوٹا خاں بیاباں ہے جو غمخوار نہیں

مجھ سے خوش شیخ و برہمن رہیں متاغل کیونکہ  
راست گفتار کبھی ہوں اور ریاکار نہیں

(۹۱)

کیا کہا آپ نے پھر نہ کہواک بار نہیں	ہم وفادار نہیں! تم تو جفا کار نہیں؟
صاف باطن کو کہدورت سے سروکار نہیں	دل کے آئینہ کو کچھ حاجت نہ لگا نہیں
سینکڑوں راز ہیں اور محرم اسرار نہیں	جلوہ طور تو ہے طالب دیدار نہیں
ہم خطا کر کے بھی مشر مندہ اقرار نہیں	وہ عطا کر کے بھی آمادہ اظہار نہیں
شان منصور جدا صورت فرعون جدا	ہر گنہگار سزاوار سزاوار نہیں
تیغ ابرو بھی ہے اور خنجر انداز بھی ہے	پھر بھی ظالم کی شکایت ہی کہلوار نہیں
حسن تو مضر کے بازار ہیں دیکھا لیکن	عشق کو دار سزاوار ہے بازار نہیں
اُس کی رحمت نے خدا جانچا کیا اُن کا	کوئی باقی ہی جہنم میں گنہگار نہیں
قدم دید ذرا سوچ سمجھ کر رکھنا	کوچہ یار ہی پر حسن کا بازار نہیں
بندگی کا کوئی معیار نہیں اس کے سوا	اُس کو بندہ نہیں کہتے جو گنہگار نہیں

رحمت حق سے ہے متاغل میخوار جدا  
کبھی ممکن نہیں۔ ہرگز نہیں۔ نہ ہار نہیں

(۹۲)

شاید کہ اب جہان میں لغت ہی نہیں	ہونے کو آدمی ہیں مگر آدمی نہیں
---------------------------------	--------------------------------

۱۵۵۰۲۲۶۲۲۷

خاموش ہو کے ڈال دیا کرتے ہیں ڈر کر جہاں سے عشق بتاتا ہوا جتنا زاہد کو ناز بہ مجھے شرم معصیت دیکھیں خلاف وصل کیسے کیا ہے جواب ناصح کی بات مان لیں کیونکر نہیں کہو دونوں جہان دیکے نہ بہلائیے مجھے حیرت ہوا ج پیر مغاں کی جناب میں	اقرار بھی نہیں ہوتا انکار بھی نہیں یہ ننگ عاشقی ہے رہ عاشقی نہیں وہ جنتی اگر ہے تو میں دوزخی نہیں اُن کی تو ہر زبان پہ ہر وقت ہی نہیں مفتی نہیں وہ شیخ نہیں مولوی نہیں اس سے تو شوق دیدیں ہوتی کمی نہیں حاضر ہیں سب مرید مگر پیر جی نہیں
--	--

کیونکر ہوں ختم آپ پر شیوہ بیا نیاں  
شغل یہ فرن شعر ہے پیغمبری نہیں

(۹۳)

دست جنوں کے واسطے سامان ہی نہیں میں جسم آپ جان ہیں جب جان ہی نہیں حق دلنشین نہیں ہوتا انسان ہی نہیں توبہ قبول ہونے کا امکان ہی نہیں کہتی ہے کافرانہ ادا زلفت یار کی سب سے بڑا عذاب سگ کوئے یار ہے انسان انس ہی کی تو مٹی سے ہی بنا جس میں جنون و عشق کی تعلیم ہو گئی کیسی رہ سلوک کہاں کا مجاہد اُن پر نوازشوں کی شکایت غلط شیخ جس پر نگاہیں نوع البشر پائے چلا	ہستی کے پیر میں گریبان ہی نہیں رہنے کا پھر جہان میں امکان ہی نہیں حق الیقین ہے یہ مرا ایمان ہی نہیں اپنے کئے پہ آپ لپشیمان ہی نہیں یعنی ابھی تو جان ہوا ایمان ہی نہیں اک پاس بان ہی نہیں دربان ہی نہیں جس میں نہیں ہوا فرقہ انسان ہی نہیں ایسا جہاں میں کوئی دستان ہی نہیں اوشان پوچھنے کے تو اوسان ہی نہیں کافر بھی ہیں اسی کے مسلمان ہی نہیں اخلاق کی جہان میں ہر سان ہی نہیں
---	---



کس طرح فیض پیرمغان کے ہوں سختی	ایمان کی تو یہ ہو کہ ایمان ہی نہیں
صدے اٹھائے جو رہے اور چپ ہے	پھر بھی ہمارا آپ پہ احسان ہی نہیں
رحمت کی بارشوں نے زمانہ بدل دیا	سارے جہاں میں کوئی بیابان ہی نہیں
شاغل یہ میکہ تو نہیں بزمِ شعر ہے	صبحی صبحی صبحی صبحی صبحی
چلے کر شغل کا کوئی امکان ہی نہیں	نہیں صبحی صبحی صبحی صبحی

(۹۴)

صبحی کو جو میخانے میں کر کے دیر جاتے ہیں	مقدّر کے بڑی مشکل سے ان کے پھیر جاتے ہیں
کسی ن خضر سے پوچھوں گا کیا مصلحت اس میں	جو رستے سے تھے کوچہ کے بھوکھیر جاتے ہیں
درندوں کو جو کہیں آدمی تو کیا تعجب ہے	لکھے تو ایک ہی صورت سے شیر شیر جاتے ہیں
بہار کے دل کے گلشن میں قدم نہ نہیں کرتے	دل آرامی کو دشمن کی مگر آئیں جاتے ہیں
کرشمہ ہر تری مذاقیت کا آشیانوں سے	نکلے ہیں پندے گر سنہ اد ر سیر جاتے ہیں
وہی جانیں کہ اس میں مصلحت کیا انکی مضمر ہے	مرے حل مقاصد میں لگائے دیر جاتے ہیں
قناعت کیش کیوں خاطر میں لائیں ہل دو کو	سگ دنیا کے آگے کب خدائے شیر جاتے ہیں
نہیں ٹکے تذبذب آشا ہرگز نہیں ٹکے	کبھی کاشی پہنچتے ہیں کبھی اجیر جاتے ہیں
تمہارا رنے روشن نور کی مشغل دکھاتا ہے	مگر گیسوئے مشکیں کے کہیں اندھیر جاتے ہیں
پہنچتے ہم تو سید ہیں تری درگاہ میں دل سے	حرم اور تنگدے کے لوگ کھا کر پھیر جاتے ہیں

۱۱/۶

نہ کی جب بنگہ والوں نے کوئی قدر شاغل کی  
تو اب کعبہ میں اپنی عمر کو نے ٹھیر جاتے ہیں

اے امیر میں ایک دلکش باغ دلا سام نامی ہے اور اے امیر جے پور کا ایک پرانا قصہ  
ہے۔ جہاں لوگ تفریح کو اور سیاح سیر کو جاتے ہیں ۱۲

دکھائے جاتے ہیں جلوے دکھائے جاتے ہیں جو ذمے ذمے سے خود کو چھپائے جاتے ہیں عدد کی بزم میں نیچی نگاہ سے دل پر ہمیں وہ عشق کے بندے ہیں خاک سے جن کی دکھا کے شمس و قمر کے جہاں کو نظارے جہاں میں صدق و صفا کیاں کہ ان سے تو ہمارے ہو کہ خزاں ہم تو جیبے داماں کے شراب خانہ ہو کعبہ ہو۔ بشکدہ ہو کہ دل اکھیں کی یادیں آنکھوں پہ پریشیاں ہیں خدا رکھے مری توبہ کی آبرو۔ وہ تو	بنائے جاتے ہیں موسیٰ بنائے جاتے ہیں وہی تو میرے تصور میں آئے جاتے ہیں گرائے جاتے ہیں بجلی گرائے جاتے ہیں تمام حسن کے گلشن سجائے جاتے ہیں تمہارے حسن کے پتے جمائے جاتے ہیں شراب خانے میں اناں بنائے جاتے ہیں اٹکائے جاتے ہیں پڑے اڑائے جاتے ہیں تلاش شرط ہی ہر جا وہ پائے جاتے ہیں ہماری یاد جو دل سے بہائے جاتے ہیں ہمارے بن کے دو عالم پہ چھائے جاتے ہیں
--	--

۱۶/۹

پلائے آج تو فردوس کی کھنچی ساتھی  
کبھی کبھار تو شاعری بلالے جاتے ہیں

وہ وفا کو جفا سمجھتے ہیں کیا بتائیں وہ کیا سمجھتے ہیں اے بنو تم کو کیا سمجھتے ہیں کیا کہیں تم کو کیا سمجھتے ہیں اپنی خلوت میں دھن میں کیونکر کیوں ہوں مومنوں حضرت عیسیٰ جن کو دنیا میں کچھ نہیں آتا	ہم جفا کو وفا سمجھتے ہیں خود کو شاید خدا سمجھتے ہیں جو خدا کو حرا سمجھتے ہیں بندہ پرورد خدا سمجھتے ہیں وہ مرا دعا سمجھتے ہیں درد کو جو دوا سمجھتے ہیں اب انہیں پیشوا سمجھتے ہیں
---	---







میری رفتار اگر حشر بپا کرتی ہے زہد پر اپنے ہیں مغرور اگر حضرت شیخ	میرے نالے بھی قیامت کا اثر رکھتے ہیں ہم بھی اللہ کی رحمت پہ نظر رکھتے ہیں
جن کو غیروں کی مدارات سے فرصت نہ ملے کب مے حال کی شاغل وہ خبر رکھتے ہیں	حجۃ الوداع حجۃ الوداع حجۃ الوداع

(94)

عجیب فرزانگی سے اہل وحشت کام لیتے ہیں جہاں مل جل کے حشر عشق باہم کام لیتے ہیں اگر ساقی سے ہم جام مے کلفام لیتے ہیں مجازِ نیستی کو ہر طرح ناکام سمجھا ہے ترے کوچے سے جائیں تو کہاں جائیں تر شیدا کلیدِ بابِ رحمت ہو جسے میخانہ کہتے ہیں یہ کافریت فقط اک دل کے طالب ہیں گردل ہو ادب دانی یہ ان کی قابلِ تحسین ہو قاتل کسی کی مست آنکھوں پر ہیں عاشقِ حضرت زہد یہ دل شیشہ ہو وہ ساغرِ یہ پیمانہ وہ آئینہ	کسی کو دیکھتے ہیں اور کسی کا نام لیتے ہیں ہم ان کو تھام لیتے ہیں وہ ہم کو تھام لیتے ہیں تو شیخ و برہن بھی اس کا دس تھام لیتے ہیں حقیقت آشنا ہستی سے اپنی کام لیتے ہیں جہاں آرام ملتا ہو وہاں آرام لیتے ہیں نزولِ رحمت حق کا اسی کام لیتے ہیں نہ یہ ایمان لیتے ہیں نہ یہ اسلام لیتے ہیں ترے کشتے قیامت میں فضل کا نام لیتے ہیں عوضِ تسبیح کے اور اد میں یادِ ام لیتے ہیں فطر سے پیر میخانہ غضب کا کام لیتے ہیں
---	--

اسی باعث تو نام جام کو شرمکھ لیا شاغل کہ اکثر پیر میخانہ اسی سے کام لیتے ہیں	حجۃ الوداع حجۃ الوداع حجۃ الوداع
---	--

(100)

تا عرشِ بریں حسنِ بشر دیکھ رہے ہیں جو ہر ترے ای دیدہ تر دیکھ رہے ہیں دل دیکھ رہے ہیں نہ جگہ دیکھ رہے ہیں	ہم وسعتِ دامنِ نظر دیکھ رہے ہیں ہر اشک کو ہم رنگ گہر دیکھ رہے ہیں ہم ان کی نگاہوں کا اثر دیکھ رہے ہیں
--	---



<p>جانا تھا جنہیں منزل مقصود پہ پہنچے          کیا اُن کا کہیں نقش قدم دیکھ لیا ہو          رودادِ قفسِ بلبلِ ناشاد کی یہ ہے          صیاد کا شکوہ ہو نہ گلچیں کی شکایت          کیا چیز ہے نذرِ نگہِ ناز کے قابل          کچھ درد کے افسانے ہیں کچھ غم کے مرقع          مخصوصِ حرم پر ہو نہ بتجانے یہ موقوف          رحمت کی طرفِ حشر میں سب کی ہیں نگاہیں          ہر طالبِ دیدار کو موسیٰ نہ سمجھنا</p>	<p>ہم پٹھے سرِ راہ گزر دیکھ رہے ہیں          جھک جھک کے شمسِ قدیم دیکھ رہے ہیں          کچھ خون میں لٹھڑے پٹے پر دیکھ رہے ہیں          خود گل ہی با نذرِ دگر دیکھ رہے ہیں          دل دیکھ رہے ہیں کہیں سر دیکھ رہے ہیں          یہ آپ جنہیں اہلِ ہند دیکھ رہے ہیں          ہر شے میں اُسے اہلِ نظر دیکھ رہے ہیں          ہم تیری طرف دیدہ تر دیکھ رہے ہیں          وہ دیکھ چکے اہلِ نظر دیکھ رہے ہیں</p>
--	---

کیا ایک قدح اور پے شاعِلِ میخوار  
 کیا پیرِ خرابات ادھر دیکھ رہے ہیں

(۱۰۱)

<p>آہوں میں یہاں تک تو اثر دیکھ رہے ہیں          جاں دیکھتے ہیں اور نہ سر دیکھ رہے ہیں          وہ جاتے ہیں تاریک ہوئی جاتی ہو دنیا          ہم مانگیں دعائیں تو خدا جانے کہ کیا ہو          دم لینے کی مہلت نہیں دنیا میں کسی کو          ہم ذوقِ سخن دیکھتے ہیں بزمِ سخن میں          اب جو ہر آئینہ کا اللہ نگہبان          گمراہ کئے دیتے ہیں خود اُن کے ہی جلوے          یہ ذوقِ تماشا و تمنا ہے کہ اُس کو</p>	<p>ہم رنگِ دعا ہائے سحر دیکھ رہے ہیں          پروانوں کا ہم ذوقِ نظر دیکھ رہے ہیں          شامِ شبِ غم و وقتِ سحر دیکھ رہے ہیں          آہوں میں دعاؤں کا اثر دیکھ رہے ہیں          خود سانس کو مصروفِ سفود دیکھ رہے ہیں          وہ اور ہیں جو عیب و ہند دیکھ رہے ہیں          وہ جو ہر شمشیرِ نظر دیکھ رہے ہیں          کیا کیا نہ سرِ راہ گزر دیکھ رہے ہیں          ہم دیکھ نہیں سکتے نگر دیکھ رہے ہیں</p>
---	---



کچھ جام بکف صحنِ گستاں میں ہیں بیٹھے	کچھ آہ بلب خستہ جگر دیکھ رہے ہیں
ہم اُن میں نہیں جن کو میسر نہ ہو جلوہ	ہم اُن میں ہیں جو آٹھ پہر دیکھ رہے ہیں
میخانہ کسی حال میں جنت سے نہیں کم	رحمت کی یہاں شام و سحر دیکھ رہے ہیں

فیض و کرم ساقی کو تر ہے کہ شاعِل	رہیے
میخانے پہ رحمت کی نظر دیکھ رہے ہیں	

(۱۰۲)

نہ سمجھا کیوں دم آخر نگاہِ یاسِ بیل کو	قیامت تک رہیگا یہ قلعہ یاروئے قائل کو
جب آتا ہے کوئی اہلِ حرمِ علِ مسائل کو	جنابِ پیرِ میخانہ بتا دیتے ہیں شاعِل کو
خدا شاہِ ہر کعبہ ہو کلیسا ہو کہ بخت نہ	بہنچ سکتا نہیں کوئی تہا رکِ حرمِ منزل کو
نہ کوہِ طور ہی جلتا نہ موسیٰ ہی کو غش آتا	ترا منظر سمجھ لیتے اگر انسانِ کامل کو
زمانے سے نرالا ہی طریقہ اسکی رحمت کا	کہ وہ آساں سمجھ لیتی ہی ہر انسان کی مشکل کو
مری نظروں میں کیا جلوے سمائیں بزمِ عالم کے	ہزاروں بار دیکھا ہی تجھے اور تیری محفل کو
ہجومِ یاس کے گھبر کے سینے سے نکل جاتا	مگر تسکین دی آکر خیالِ یار نے دل کو
اگر سچ پوچھے تو سب سمجھ لینے کی باتیں ہیں	دل لیتا ہی کوئی دلوں نہ دیتا ہے کوئی دل کو
وہ میرا حال دلِ شکر کہا کرتے ہیں شیخ سے	تفنا جس میں اتنی ہوں لگا دو آگ اُس دل کو
جنابِ شیخ شامل ہیں انہیں اللہ والوں میں	جو کا فر کہہ دیا کرتے ہیں میخانے کے سائل کو
نکل جاتا ہوں آگے عرش سے میرے تجھ سے	ہو اُشوق میں بھولا ہوا ہوں رسمِ منزل کو
اُسی شانِ کبریٰ کا بھروسہ ہی قیامت میں	کہ جو آساں بنا دیتی ہی انسانوں کی مشکل کو

تو پ کر پائے ساقی پر خدا جانے کہاں پہنچا	کد اہلِ میکہ تک ڈھونڈتے پھر ہیں شاعِل کو
	جی پ



(۱۰۳)

<p>دکھانا ہی پڑا یوسف کا جلوہ پیر کیناں کو میں تماموں اپنے دل کو یا سنبھالوں چشم گریاں کہ بھولا ہوں اسیری میں وہ رسم گلستاں کو گلستاں میں بیاباں کو بیاباں میں گلستاں کو نہ سوچھی مانگ لیجا تا ہمارے داغ ہجراں کو دبا سکتی ہو ظلمت کفر کی کب نور ایماں کو کیا رسوا دو عالم میں اسی عادت شیطان کو پریشاں کر کے جب میں گے وہ زلف لیشاں کو</p>	<p>نہ آخر کہ سکی مایوس رحمت چشم گریاں کو بتا تو ہی بتا دی دردِ فرقت بختے والے چمن و الو مجھے نالوں کے شکووں سے نہ شرفاؤ عجب دیوانگی ہو ڈھونڈتا پھرتا ہوں وحشت میں بنا کر ماہِ نخب ہو گیا بدنام عالم میں چھپانے پر بھی زلفوں سے نمایاں ہو رخِ انور سمجھ لیں اس حقیقت کو غرور و تکنت والے پریشاں دیکھنا ہو بیابان کا ہنکا مرہ محشر</p>
---	--

اسیری میں ستاتی ہو جو یادِ فصلِ گلِ شاعرِ گل  
نصرت سے قفس میں کینچ لیتا ہوں گلستاں کو

(۱۰۴)

<p>حسیناں دو عالم ہیں اسی مغرب کے پہلو دلوں سے ہو گئے خالی جوان و پیر کے پہلو کھڑے کیا سوچتے ہو حشر میں تقریر کے پہلو نظر آتے ہیں اب تاریک ہر تدبیر کے پہلو جو میں آغوشِ رحمت میں مری تقصیر کے پہلو کہ ہیں دل کی تسلی حلقہ زنجیر کے پہلو کہ رشکِ باغِ رضواں بن گئے تقدیر کے پہلو شرابِ عشق میں کیا کیا رکھے اکیر کے پہلو سبن کوئین کو دیتے ہیں یہ شبیر کے پہلو</p>	<p>تسے عارض ہیں بدیشاک نور کی تعمیر کے پہلو تری زلفوں سے کوئی یہ کھ لے تخیل کے پہلو کہیں خونِ شہیداں پر بھی کوئی رنگ جہتا ہو کسی کے کا کل مشکیں کا سایہ پڑ گیا شاید حقیقت میں جنابِ ساقی کو ترکا صدقہ ہو انہیں کو یاد کا فصلِ گلِ ہنہ دو غمخوارو تصور نے یہ کس گلِ رد کا دامنِ کرم پکڑا خدا رحمت کرے دردی کشاں پاک طینت پر کوئی عزم و تحمل میں ایشر سے بڑھ نہیں سکتا</p>
--	--



حرم سے افشاخ میکہہ کوشیخ آئے ہیں	رہیں صدق و صفا جو دکر تم تعمیر کے پہلو
کچھ اس پہلو سے کی اس کرم نے دل ہی شغل	دلوں کی آرزوئیں بن گئیں تاثیر کے پہلو

(۱۰۵)

منزل مقصود ہو یہ دل نشان کیونکر نہ ہو	لغش پائے یار خضر گمراہاں کیونکر نہ ہو
ساکن فرش زمین پہنچا ہو آگے عوش کے	پھر زمیں والوں کا دشمن آسماں کیونکر نہ ہو
بیچکیا ہو یہ نگاہ برق اور صیاد سے	خار گلیں کی نظر ہیں آشیاں کیونکر نہ ہو
بحر الفت میں مجھے ڈالا ہو میرے شوق نے	کشتی امید کا یہ بادیاں کیونکر نہ ہو

نام شغل رکھ لیا تو وصف موی بھی کر ضرور	محبوبہ ہائے تری پیر مغاں کیوں کر نہ ہو
--	--

(۱۰۶)

اس جہاں میں قیام ارے توبہ	اُس پہ یہ انتظام ارے توبہ
عاشق بیقرار و خستہ پر	کھینچتے ہو حرام ارے توبہ
حور و غلمان کا چاہنے والا	میکہہ کے کا غلام ارے توبہ
نالے رکتے ہیں عرش تک جاتے	آہ کا از دھام ارے توبہ
میکہہ چھوڑ کر کہ ہر و اعظا	سوئے سمیت الحرام ارے توبہ
بعد مرنے کے پھر بھی جینا ہے	موت بھی ناتمام ارے توبہ
آشیاں پر اُدھر گری بجلی	میں ادھر زبرد ام ارے توبہ
خلد میں جائے کس طرح زاہد	ہو وہاں بھی تو جام ارے توبہ

شغل اور عشی سے تائب ہو	اُس پہ یہ اتہام ارے توبہ
------------------------	--------------------------

۱۰۶



اک دل ہو گیا ہو غمزدار و ناز و ادا کیساتھ  
 شمشیر ناز بھی ہے خدنگ ادا کیساتھ  
 بننے ہیں بے گناہ وہ اور کس ادا کے ساتھ  
 غمزدے کے ساتھ تیغ ہو خنجر ادا کیساتھ  
 وہ آرہی ہیں ہنرمیں اور اس ادا کیساتھ  
 محکوم ملال ہو گا اگر وہ تجھس ہوا  
 کیا پوچھتے ہو شیوہ عشاق بے ریا  
 کہتے ہیں اس کو عشق کہ کرتا ہوں میں دعا  
 اور کار ساز ہوں مری گستاخیاں معاف  
 بیڑا ہے پار بحر معاصی سے ہو اگر  
 میں نے تو اُس کو سخت پریشان کر دیا  
 کیسا خجل ہوں نامہ اعمال دیکھ کر  
 وہ بے خطا رہے یہ توقع فضول ہے  
 محشر بھی اک ظور کرم کا مقام ہے

ہو ساری کائنات بت پر جفا کے ساتھ  
 سامانِ قتل سب ہو بت پر جفا کے ساتھ  
 میری دغا کو رکھتے ہیں پانی جفا کے ساتھ  
 اب کیا رہا رہے جو تمہاری جفا کے ساتھ  
 ہو پاسبانِ شرم بھی جو روجفا کے ساتھ  
 اُس کی جفا ملاؤ نہ میری دغا کے ساتھ  
 اہل خطا سے دور ہیں اہل وفا کے ساتھ  
 اس کی جفا شمار ہو میری دغا کے ساتھ  
 شکوے بھی آگئے ہیں زبان پر دغا کے ساتھ  
 موجِ مرشد کشتی و ستارے دغا کے ساتھ  
 نالے کے ساتھ آئے اثر یاد دغا کے ساتھ  
 سو سو عطا میں دج ہیں اک خطا کے ساتھ  
 ترکیب پا چکا ہو جو سہو خطا کے ساتھ  
 رحمت گنہ کے ساتھ ہو بخش خطا کے ساتھ

شاعری کی طرح آئے نہ شکوہ زبان پر  
 نسبت رکھے درست جو بندہ خدا کے ساتھ

لہجے پور میں ایک سلسلہ مشاعرہ قائم ہوا تھا جس میں دو قافیے مطلع کے لئے مخصوص ہوتے تھے  
 اور چار اشعار کیلئے یہ غزل ایسے ہی ایک مشاعرہ کی ہو فوافی ہر لئے مطلع تھے ادا اور جفا اور رہا  
 اشعار و قافیا خطا اور خدا ۱۲

اپنا تو کارواں ہو غم کارواں کے ساتھ تاثیر بھی تو چاہئے زورِ بیاں کے ساتھ یہ ایک اور غم ہے غمِ دو جہاں کے ساتھ نسبت نہ پاسکا جو ترے آستان کے ساتھ گلشن بھی پھنک جائے کہیں آشیان کے ساتھ ناقوس کا بھی شور ہے ابگاہِ ازاں کے ساتھ اپنی کبھی بنی ہی نہیں آسمان کے ساتھ رہتا ہو کس جہان میں اہل جہاں کے ساتھ گلشن بھی اب تو بادِ نہیں آشیان کے ساتھ ارماں تو جا ہی پہنچیں گے آہ و فغاں کے ساتھ	پیرِ میناں کے ساتھ نہ شیخِ زماں کے ساتھ اک آہِ سرِ دہی تو ہو شورِ فغاں کے ساتھ زندہ رہیں جہان میں جو رہتاں کے ساتھ وہ چرخِ بنگے غلق میں مشہور ہو گیا بھڑکانہ اتنی آتشِ گل باغیاں سمجھ ہیں ہم نوارِ قیاسِ قیامت تو دیکھئے کیونکر عروج پاتے جہانِ خراب ہیں اپنا جہان دونوں جہاں سے جدا بنا سرِ پھوڑ کر قفس میں نہ مرجاؤں کس طرح اُس کی حریم ناز کے ہوں لاکھ انتظام
--	---

شاعر ہے فردِ بادہ کشی میں تو کیا عجب  
کافی ہے عمرِ حضرتِ پیرِ میناں کے ساتھ

کہ ہو فلک سے بھی اونچی جنابِ سالگرہ کہ جوشِ پیر ہے ظہورِ شبابِ سالگرہ کہ آفتاب ہے بندِ نقابِ سالگرہ کہ شاعروں نے سنبھالا ربابِ سالگرہ کہاں سے لائیر گا گرد و جابِ سالگرہ اب اپنے آپ لگا لو حسابِ سالگرہ کتابِ شعر میں ایک ایک بابِ سالگرہ (نوٹ بر صغہ آئندہ)	یہ آج کس سے ہوا انتسابِ سالگرہ رہیگا دیکھیں کہاں تک حجابِ سالگرہ جہاں میں کون نہیں فیضِ بابِ سالگرہ نئی روش ہو نیا دور ہے نئی ترکیب نہراں محفلِ انجم سہی مگر پھر بھی نہیں ہیں گھر ہیں یہ نقطے ہیں ایک پر نہیں بڑھایا خوب یہ ہندول اور سانچہ نے
---	--



ہوا ہے صرف ہی اتنا کہ صفحہ گردوں وہ حسن رخ ہو عجب جاذب نظر اس کا یہ کہہ دیا کہ ہو آسب حیات کا سا فرہ بنی ہے سالگرہ کے لئے تری ہستی شراب و شاہد رنگیں و نعمہ شادی کہاں سے کھینچ کے لائی کہاں دیوں کو کھل رہے در تو یہ کی طرح نابہ ابد	ملے تو پوری ہو فرد حساب سالگرہ رنگا ہیں بن گئیں جسم کر نقاب سالگرہ جناب خضر نے پی کر شہاب سالگرہ ہوا ہے تیرے لئے انتخا سب سالگرہ یہ تین چیز ہیں لب لباب سالگرہ دراز تر ہے جہاں میں طنا سب سالگرہ الہی فیض دہ خلق یا سب سالگرہ
--	---

یہ دور وہ ہو کہ شاعری کا ذکر ہی کیا ہے جناب شیخ ہیں مست شراب سالگرہ	محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
--	---

(۱۱۰)

اے جواں سجت مبارک ہو جواں سالگرہ بادہ عیش سے مدہوش کئے دیتی ہو تیر سب پھینک دئے گردیاں تر کش خالی عدل بے مثل ترا حسن ہیں وہ لاثانی تو نے پو پو میں لیا خلق سے باج تھیں صوفی و شیخ بھی ہیں مجھ تماشائے جمال مجمع عیش و مسرت ہیں اب سب بند ادبی شغل ہے حسن و قدرت بھی ہے	تا ابد یوں ہی رہے نور شاں سالگرہ بن کے آئی ہے مگر پیر مفاں سالگرہ کھینچ بیٹھی جو مسرت کی کہاں سالگرہ نور جہاں نگہ ہے اور نور جہاں سالگرہ ہو مبارک تجھے اے شاہ جہاں سالگرہ بن کے آئی ہے مگر جو جہاں سالگرہ سال بھر کے لئے جاتی ہو کہاں سالگرہ یوں ہی ہوتی رہے ہر سال یہاں سالگرہ
---	--

(نوٹ گزشتہ صفحہ) سابقہ ریاست جے پور کے دو ضلعوں کے نام جہاں ہمارا  
سوائی مان سنگ فرما کر وائے جے پور کی بڑی دھوم سے سالگرہ ہوتی تھی۔ یہ اسی سلسلے  
کی غزل ہے ۱۲

بارگ عیش و مست ہوا شاعری کو حلال  
تو جو عالم میں ہوئی جلوہ فشاں سالگرہ

(۱۱۱)

مخدود کو نظر کی نہ تہہا بہار دیکھ  
ہمت نہ ہار گردش لیل و نہار دیکھ  
طوطی کی طرح دیکھ نہ مثل ہزار دیکھ  
اے ناشناس ہمت انسان ذرا سمجھ  
منصور کی نواباں سے نور از خودی سنا  
یو باد کر نہ زندگانی مستعار کو  
اے شہسوار عرصہ حق ایک اور دا  
اے ہم نشین کرد و رست جانان نہیں گئی  
وہ میکرہ کھلا وہ مرادعا ملا  
میں تو رہیں لذت آزار ہو چکا  
دل میں مرے جدائی گلشن کے داغ ہیں  
کیسی بہارِ خلد کہاں کا جمالِ حور  
میں جانتا ہوں کس کی ہیں جلوہ نمایاں  
آتشکدہ تمام گالتاں بنا دیا  
دامن میں بادِ خوار کے واعظ پناہ لے  
کیا ہم بھی ہیں کلیم کہ غش کھاکے گر پڑیں  
رحمت نثار ہوئی ہی سہی ہی مغفرت

گلشن کے ساتھ ساتھ دل داغدار دیکھ  
کچھ اور دن ابھی ستم روزگار دیکھ  
انسان بن کے نقش و نگار بہار دیکھ  
دل کی بساط دیکھ غم روزگار دیکھ  
میری جبین میں جلوہ حسن نگار دیکھ  
ملنی نہیں یہ چیز تجھے بار بار دیکھ  
ہیں اور بھی کلیم سر پر گزار دیکھ  
یہ ہے جواب نامہ خطِ غبار دیکھ  
وہ آ رہا ہے جہنم کے ابو بہار دیکھ  
اب کوئی اور اے ستم روزگار دیکھ  
لایا ہوں اپنے ساتھ قفس میں بہار دیکھ  
رنگ بیان و اعظیہ بہر گار دیکھ  
میری نظر سے شیخ جہاں بہار دیکھ  
فصل بہار رنگ نوا اے ہزار دیکھ  
مختبر میں سینکڑوں ہیں کہیں جا کے بار دیکھ  
ہاں دیکھ تو ہمیں نگو شعلہ بار دیکھ  
قسمت تو اپنی اے نگو شہرِ بار دیکھ

کوثر کا میکرہ ہے تو جنت کا کلکدہ  
حسن مذاق شاعری پر بہر گار دیکھ



(۱۱۲)

<p>مشہور ہوا تو کیا فرزانے کا فرزانہ  نامہ جو لکھیں اُن کو یہ طرزِ نگارش ہو  میخوار کرے بھی کیا اور ہوش رہی بھی کیا  کعبہ جسے کہتا تھا میرا تو یہ کعبہ ہے  اک کرکابِ احقر ہیں یہ سوزِ غمِ الفت  یہ دل کا صنم نہ رکھ آؤں نہ کعبے میں  لیلیٰ کو نہیں بھولا مطلب سے نہیں چوکا  پینے کو پلانے کو آجاتے ہیں واعظ بھی  ویران زمانے کو ہونا ہی تو ہو جائے  تو اور ترا واعظ بس اک حجرِ اسود  کیا چیز ہو ساتی کی ان مست نگاہوں میں  یہ دستِ تہی اپنا ادنیٰ سے تغیر سے</p>	<p>واعظ تو رہا پھر بھی دیوانے کا دیوانہ  مطلب کا تو مطلب ہوا فانی کا فانی  جب لائے گھٹا سر پر میخانے کا میخانہ  اب وہ ہی مراد دل ہی بتخانے کا بتخانہ  کیوں ہی نہ دل سوزاں پردانے کا پردانہ  تخفے کا تو تحفہ ہے نذرانے کا نذرانہ  اور پھر بھی رہا جنوں دیوانے کا دیوانہ  جرمانے کا جرمانہ یا رانے کا یارانہ  ہو گا بھی تو کیا ہو گا ویرانے کا ویرانہ  اور اہل صنم کا ہے بتخانے کا بتخانہ  بیخود ہوئے جاتا ہے میخانے کا میخانہ  کا سے کا تو کا سے ہے پیمانے کا پیمانہ</p>
--	---

۱۳۹

وہ دندِ خراباتی کہتے ہیں جسے شاعِل  
دیکھا اُسے جب دیکھا فرزانے کا فرزانہ

(۱۱۳)

<p>نہالی اداؤں کا آیا زمانہ  جسے چاہو مارو جسے چاہو چھوڑو  بہت جی نے چاہا بہت ہم نے کروکا  کسی کے ملائے ملیں گے نہ دونوں  نگاہوں میں جادو اداؤں نہیں گھایا</p>	<p>نہالی محبت انہی کھا زمانہ  تمہاری حسد انی تمہارا زمانہ  نہ مانا بزل کر ہی مانا زمانہ  نئی روشنی اور پُرانا زمانہ  غلامی کو حاضر بچا را زمانہ</p>
--	---

پریموں کی نگری بساؤ جو انو ہماری تو دنیا الگ ہی بسے گی نہ جانے کہاں جا کے منزل کریگا	کہاں کی سماج اور کہاں کا زمانہ زمانہ پکارے زمانا زمانہ بہت تیز رو ہے ہمارا زمانہ
نہ بدلا نہ بدلے کا شاعری تو مشرب بلا سے بدل جائے سارا زمانہ	۳۰ ۵۰

(۱۱۴)

وہ کہتے ہیں کرے گا ہمیری کیا آسمان میری کوئی سمجھے تو کیا سمجھے زبان بے زباں میری خدا جانے کہ میں ہی خار بن کر کیوں ٹھکتا ہوں قیامت بھی اگر اٹھے نہ اکٹھوں کوئے جاناں سے نکالا اس خطا پر دشمن اردو نے محفل سے فلک صیاد کلچیں باغیاں فصل خزان کھلی ارادہ ہی تو ہاں ای ہمت عالی دکھا دیں گے	کہاں وہ طرز پیرا نہ کہاں طرز جواں میری ہوئی ہو داستان بے زبانی داستان میری کہ تدبیرا میری کر رہا ہے باغیاں میری اگر دیکھیں تو دیکھیں راہ اہل کارواں میری کہ میں نے کہہ دیا یہ کیوں کہ ہوا دروڑیاں میری چمن والوں سے کوئی پوچھ لے بر بادیاں میری برا بر شاخ طوبی کے ہی شاخ آتیاں میری
کہا کرتے ہیں پیر سیکرہ کیا فکر ہے شاعری سہرا زار محشر کھل گئی ہوا اک دوکاں میری	۳۰ ۵۰

(۱۱۵)

سیر مقتل جو ظالم تیری شمشیر و دم چکی کھڑے ہیں وہ عجب انداز سے میدان محشر میں خدا لے پاک ہی حاجت دوائے مستمندان ہی شراب ناب کا صفہ ہی اک جرہ کے پیتے ہی	یقین مجاہد ہوا پوری ہوئی مدت شہر و غم کی نگاہیں پڑ رہی ہیں زلف رخ پر ایک عالم کی اسی کی ذات سے رہتے امیدیں ہیں عالم کی ہوئی پیشی نظر میرے حقیقت و نون عالم کی
---	--



ہوئے مشغول شغلِ میکشی میں حضرت شاعری ملی یاد تباں سے جب کبھی فرصتِ راہم کی	عشقِ ناز و ناز وہی ہے جو نہاں ہے
---	--

(۱۱۶)

قدر ہوتی نہیں ہے ناموں کی عاشقی ہو کہ شعر گوئی ہو قوم کا کام کر نہ ہیں سکتے سر جو کھاتے ہے جو ساری عمر	بلکہ ہوتی ہے نیک کاموں کی کس کو فرصت ہو ایسے کاموں کی فکر جن کو ہے اپنے ناموں کی اُن کو خواہش ہو اب سلاموں کی
---	--

اب تو ساقی بھی کہ اٹھا شاعری فکر کیجئے حضورِ داموں کی	۲۰
--	----

(۱۱۷)

نوبہری شب بھر اگر ہو کے رہے گی ہریت کی یہ خواہش ہی تھکے سامنے اُس کے دشمن کی دعاؤں کا اثر ہو کے رہیگا مہینا نہ تو مہینا نہ ہو اک جام ہی رکھ دیکھ	ظلمت تری انوارِ سحر ہو کے رہے گی کیا جانے کیا حالتِ سر ہو کے رہے گی عمرِ شبِ غم عمرِ خضر ہو کے رہے گی اللہ کی رحمت کی نظر ہو کے رہے گی
---	---

شاعری سے قریح خوار سے مہینا نہ چھینکا ہشیاروں سے تکرار ہو کے رہے گی	عشقِ ناز و ناز وہی ہے جو نہاں ہے
--	--

(۱۱۸)

سرخِ گل سے نہ کیوں خون کی کھیلے ہو لی ہم صغیروں نے کیا خوب چہن کو تقسیم اس صنم خانہ دنیا میں نہیں فکرِ مال کون سنتا ہے تری زاغ و زغن کے آگے	باغ میں جب کوئی بلبل کی نہ سمجھے ہو لی ایک ہے جھنڈا دھڑا یک ادھر ہے ٹولی آپ کی قدر یہاں حضرتِ واعظ ہو لی تو نے کیوں اپنی زباں بلبلِ نالاں کھولی
--	--

آپ اب آئے ہیں سننے کو مری تربت پر	عمر گزری کہ محبت کی کہہ سائی ہوئی
نہ گریبانِ محبت نہ قبائے الفت	اب نہ اخلاص کا دامن نہ وفا کی چوئی

دل کے داغوں سے بنا سرو چرخاں شاغل	۱۲۵
کرد وانی کی خوشی رنج کی ہوئی، ہولی	

(۱۱۹)

اللہ رے تیری بدگمانی	عاشق کو جو اسب لہن نرانی
کہتی ہے یہ اُس کی فوجوانی	دنیا میں نہیں ہے میرا ثانی
جس غم پہ ہوتی سری ہربانی	عاشق کو وہ غم ہے شادمانی
ملنے جو لگی ہے بادِ نایاب	پتیا ہی نہیں ہے شیخ پانی
تصویر تری بنا سکے کیا	ہزاراد ہو خواہ، خواہ مانی
قبلہ سے اُٹھی گھٹا وہ ساقی	برسے گا کرم بجائے پانی
دیکھ آئے مکاں سے لا مکاں تک	لیکن نہ ملا تمہارا ثانی
کس نانہ سے مجھے کہہ رہے ہیں	”ہے آپ کو مجھ سے بدگمانی“

بدست رہوں نہ کیوں میں شاغل	۱۲۶
ساقی کی ہے مجھ پہ ہربانی	

(۱۲۰)

نہ سنئے نہ سنئے کسی کی زبانی	بہت دکھ بھری ہے ہماری کہانی
جہاں جا کے سنئے اسی کے ہیں چرچے	ہماری محبت تمہاری جوانی
ہو اسی ذلیل اُن کے گھر جا کے آخر	نہ مانی مری بات دل نے نہ مانی
جو پلکوں پہ آنسو تو ہونٹوں پہ آہیں	یہی ہے محبت کی باقی نشانی
بہت ہی وہ نازک طبیعت ہر قاصد	بہت مختصر حال کہنا زبانی



کہاں ہے وہ رائیں کہاں ہے وہ رائیں	بڑھاپے میں کیوں یاد آئے جوانی
کیا یاد شاعری کو محفل میں اپنی	عنایت، نواز شمس، کرم، ہربانی

۷۵

(۱۲۱)

کس قدر دلکش بنایا تیرا منظر چاندنی	وہ جو آئے اور چٹکی چاندنی پر چاندنی
چاندنی پر چاندنی کے پھول ہیں کچھ ہوئے	چاندنی میں چاندنی ہی چاندنی پر چاندنی
کیسی نعت کیسی وسعت کیسی نگاہت کیا نور	اک نئی دنیا بنی ہے چار مل کر چاندنی
علم کے گلشن میں دربار امیر الدین ہے	لیکے آئے نذر کو چاندنی کے پتر چاندنی
آپ جیواں کے پنجس میں کھانا ٹھو کریں	ساتھ لیجاتا اگر اپنے سکندر چاندنی
وہ مکیں دل میں دنیا جگمگا اٹھے نہ کیوں	دل کے اندر چاندنی اور دل کے باہر چاندنی
بہ نچائے ناخدا کے عشق دل کا کارواں	موجزن ہے حسن کا بنکر سمت در چاندنی
آسماں والے بلا لیتے ہیں ہماں اپنے گھر	کچھ نون آتی نہیں، یوں نہیں پر چاندنی
میں نے مانا رحمت حق کی ہی لیکن یاد رکھ	فرش عہیاں پر کھلیں گے تیرے جوہر چاندنی
نفرقہ اندازی چرخ مستمرد دیکھئے	آسماں پر چاندنی ہو وہی زمین پر چاندنی

جی جی جی  
جی جی جی  
جی جی جی  
جی جی جی

بان لنگا کی وہ رائیں باد ہیں شاعری ہمیں  
ٹھنڈی ٹھنڈی ریت تکیہ اور بستر چاندنی

یہ مولوی امیر الدین خاں رام پوری ٹم جے پوری۔ بانی مسلم ہائی اسکول جے پور جو اس شاعر کے بھی بانی تھے اور اس اسکول کے سکریٹری بھی، طرح تھی، چاندنی پر دگار اور جے سمیر چاندنی "یہ شاعر سرد پونو کے موقع پر ہوا تھا۔ اس شب کو ریاست جے پور میں "جشن باقتباس" منایا جاتا تھا اور عہد مغلیہ میں شاہ جہاں کے زمانے میں۔



(۱۲۲)

ہیں سرفروش ہم بھی اور جان نیکار وہ بھی وعدہ وفا بولن کا کہا کہہ رہا ہے قاصد مومن ہیں محتسب معان کا فرعون دکھ کٹر ہوں تیر لڑا تمہارا ابرو کا اک اشارہ نشکوہ ہو کیا زمیں کا یہ رنگ آسمان ہی ساقی بھی غنیمت بھی مثل میں نہیں گئے ہیں یکساں ہی عہد مان کا اور زندگی ہماری غماور باعمل ہوں یا بے عمل جواں ہوں	ہو شاہکار یہ بھی ہو شاہکار وہ بھی بے اعتبار تو بھی بے اعتبار وہ بھی غم نوار اپنے یہ بھی اور بار بار وہ بھی سینے کے پار یہ بھی اور دل کے پار وہ بھی رکھتا ہوں دل میں اپنے ہم سے غبار وہ بھی دیکر اودھار یہ بھی لے کر اودھار وہ بھی ناپائیدار یہ بھی ناپائیدار وہ بھی دنیا پہ بار یہ بھی دنیا پہ بار وہ بھی
---	--

اے بلبلو نہ بھولو شاعری سے ہم نوا کو  
اچوٹے ہوئے چین کی ہے یادگار وہ بھی

(۱۲۳)

جب کہا طاقت رکا نہ رہی پھر بھی واقع نہ ہو سکے اس سے عشق کی ابتدا ہوئی جب سے شیخ مشکل ہے پھر علاج خودی اک نفس بھی نہ چین سے گذرا حسن کی تاب اپنے جلوں کی ہو کے آزاد بھی رہے پابند میکدے میں بھی شیخ صاحب کی دل رہا اپنا جلوہ حسانہ یار	بولے جھلا کے جی بجا، نہ رہی مدتوں صحبت زمانہ نہ رہی رنج کی کوئی انتہا نہ رہی میکدے میں اگر دوا نہ رہی عمر بھر نیکو آب و دوا نہ رہی میں نے دیکھا ہے یار مانہ نہ رہی باغ میں فکر آشیانہ نہ رہی وہی تقریر مرشدانہ نہ رہی آنکھ اپنی زکار حسانہ نہ رہی
---	---



۱۶/۵	مجھ سے میکش کہاں ہیں اور شاعری بے پئے طرز میکش نہ رہی
------	--

(۱۲۴)

خوف سے ہاڑ خزاں کے شاخ کل ہلتی رہی طاثران لپست ہمت آج بھی آزاد ہیں یہ تو کیا معلوم کب کب کو آیا اور کیوں میکرے میں بارہ کش کرتے ہیں یہ سرگوشیاں ساقی و واعظ کے ہاتھوں چادر تو بھری حوصلے کیا کیا نہ گرد و لپست تر کرتا رہا بڑھتی جائے گی یہاں ہی قسمت عشاق کی یوں ترے جور و ستم اور آسماں بہتے رہے کیسی بگڑی ہو زبان جب ایک ملانے کہا کس قدر آگے بڑھے ہیں ہم زبان نیز گام	بے خبر انجام سے لیکن کلی کھلتی رہی چشم شاہیں سوزن صیاد سے سلتی رہی رات بھر زنجیر میچا نہ مگر ہلتی رہی شتر کیا ہو کجاویں ہی مفت کی ملتی رہی چاک بھی ہوتی رہی اور ساتھ ہی سلتی رہی ہمت مرداں مگر ہر کام پر ہلتی رہی چشم کافر سے جو میل تو تیب ملتی رہی کھردی تیری ادا اے یار سے ملتی رہی فاتحہ اردو کی کل تو رات بھر دلتی رہی چرخ سے آگے بھی گرد کارواں ملتی رہی
--	---

۱۵/۵	کیا مزے کی بات ہو شاعری وہاں کی فکر ہو جب یہاں تسنیم کی شکر کی تجھے ملتی رہی
------	---

(۱۲۵)

جب ہی ہم نے نصیبت ہی ہے ”عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی ہے“ کچھ نہ کچھ ہے درا پھر بھی حصہ چشم سر سے نہیں ممکن دیدار ہم تو چھوڑیں گے نہ خود داری کو	اور سب تیری بدولت ہی ہے اور یہ بھی بضورت ہی ہے میری وحشت تری شہرت ہی ہے حسن کی عام اجازت ہی ہے نہ ہر عشق میں بدعت ہی ہے
---	---



<p>دل زائد نہیں ہوگا تسخیر یہ بھی کم بات نہیں ہے ہرگز دل تو ہو کج فضاغت سے غنی نذر ساقی کے لئے ہے لازم لاکھ ظالم سہی لیکن ہے حیں آئیے شیخ حرم سے ملیں کچھ نہیں جب نہیں سکا احساس اب تو حشت سے بھی حشت ہو رہی</p>	<p>حسن والوں میں کرامت ہی ہے ظلم پر اس کو ندامت ہی ہے خیر ظاہر میں فلاکت ہی ہے کچھ تو ہو حسن عقیدت ہی ہے حسن سیرت نہیں صورت ہی ہے نہ سہی فیض زیارت ہی ہے یہ جہاں منظر عبرت ہی ہے حضرت قیس کی سنت ہی ہے</p>
--	--

<p>درمیان نہ چھوڑو شاہیں باغ فردوس میں راحت ہی ہے</p>	<p>شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ شاہین شاہ</p>
---	--

(۱۲۶)

<p>عاشقوں کی زندگی بھی چیتاں ہوتی گئی جو دعا پیچی و دیر بولار کاں ہوتی گئی روح بلیل تو بزمیر آشیان ہوتی گئی ہو بھی آئی فصل گل فصل خزاں ہوتی گئی</p>	<p>باز جو نکلیاں راستاں ہوتی گئی بے نیازی کی کوئی جگہ بھی ہو لے بندہ نو لے چاہیاد تو کیا یاں و پرہی لیچلا بلیبیں ماتم کریں تقدیر کا تو کیا کریں</p>
---	---

<p>جب وقار پرستی ہم نے شاعری طو دیا دخت رزی پار سا بھی بدگیاں ہوتی گئی</p>	<p>بچہ ۲۵</p>
--	---------------

(۱۲۷)

<p>وہ مینا نے سے حاصل نہیں عرفاں کر سکتے کہ وحشی امتیاز چہیے داناں کر نہیں سکتے نری خاطر جہاں ظلم ویراں کر نہیں سکتے</p>	<p>جو میکش نذر ساقی تقدیراں کر نہیں سکتے وہ الفت میں فرق کفر و ایمان کر نہیں سکتے وہ تہ میں فاکا ہمد و پیاں کر نہیں سکتے</p>
--	--



کہ یہ فرزانگی طفلِ دبستان کر نہیں سکتے اسیرانِ بلا اب آؤ سوزاں کر نہیں سکتے پیشیاں ہو نہیں سکتے پیشیاں کر نہیں سکتے کہ وہ خود بھی مری مشکل کو آساں نہیں سکتے درِ توبہ کھلا ہے اور عصیاں کر نہیں سکتے	کر میں ضبطِ محبت قیس لیلیٰ ہو نہیں سکتا فقس صیاد نے زیرِ شیمن کھریا لاکر وہ اپنے جو پرہیم سے ہم اپنی جان شاری سے کسی کا کیا نگہ جو ریاں ہی ایسی حائل ہیں فرشتوں کے مقدر پر مجھے افسوس ہوتا ہے
۶۵۶	تصور میں ہو جب تک کہ فی فردوسِ شاہِ شاکل نہیں شعر کو رشکِ گلستاں کر نہیں سکتے

(۱۲۸)

چشمِ غیرت سے اگر گور سکندر دیکھتے اُس کی ٹھوکر سے اگر بچتے تو محشر دیکھتے میکرے کی بھی کسی ناپ پی کر دیکھتے آپ زنداں کی ہر اک دیوار کو در دیکھتے ورنہ عصیاں کے ممے دفتر کے دفتر دیکھتے پہلا پنہا دستِ نازک بند پرورد دیکھتے ورنہ تیغِ نازِ جاناں تیرے جو ہر دیکھتے ہم اگر ہوتے تو اسے بوہی مکر دیکھتے	اہلِ عالم اور ہی عالم کا منظر دیکھتے مٹتے مٹتے فتنہ ہائے دہر آخر کہہ گئے عظمت کو شرِ مسلم حضرتِ واعظ مگر کیسے مانوں آگئی ہوتی اگر فصلِ بہار لکھتے لکھتے بھول جاتے ہیں فرشتے کیا کروں بسملوں سے سخت جانی کی شہادتِ قبول سرفروشی کی تمنا ہی جہاں سے مٹ گئی آپ تو بس ایک ہی ادنیٰ جھڈک کے ہولے
۷۶۶	ساتی کو شر کی پڑ جاتی اگر شاہِ شاکل نظر خانہ دلِ عرشِ اعظم کے برابر دیکھتے

(۱۲۹)

دنیا میں یہ دولت کیا کم ہے عزت کوئی نہ جی منظور اگر ہو پناہ ہی تو غیر کے ہاتھوں میں بھی	اُس لقمہ تر پر لعنت ہے حاصلِ چو خوشامد سی کچھ ساتی کے کرم پر کیوں رہا احسان کی کچھ
--	---



یہ چاک جگر کے افسانے بیکار بھی ہیں اور چھوٹے بھی	سینا ہر توفان کے دھاکے سے امن غزل کو سی لیجے
قسمت سے زیادہ ملنے کی امید رکھتے ہیں حق ہی	مقسوم کا لکھا ملتا ہی سو بار نہ لیجے یا لیجے
احسان نہ کیجے شاعری پر محتاج نہیں بخشش کا	یہ کاغذی سکے کاغذ کے گل ساز ہٹنا گر کو دیکھے

چند ہر

(۱۳۰)

کعبہ کا جو کعبہ ہو وہ کا شانہ بنا دے	ورنہ دل نا شاد کو ویرانہ بنا دے
دل کعبہ بنا دے نہ صنم خانہ بنا دے	کچھ اور ہی اے جلوہ جانا نہ بنا دے
ہشیار کو دیوانہ تو دیوانے کو ہشیار	چاہے تو ابھی ساتی مستانہ بنا دے
ٹوٹی ہوئی تو بہ مری بیکار نہ جائے	ساتی اسے ٹوٹا ہوا پیانہ بنا دے
کچھ دور نہیں ساتی کوثر کے کمر سے	رندوں کے لئے خلد کو مینا نہ بنا دے
وہ ہوش ہیں آئے بھی تو کیا ہوش ہیں آئے	مدہوش جسے جلوہ جانا نہ بنا دے
اپنی نگہ شوق میں اتنی تو ہے قدرت	جس سنگ کو چاہے اسے تنجانہ بنا دے
پیمانہ نہ ہونے کا تو کمر عذر نہ ساتی	تو بہ کو مری توڑ کے پیمانہ بنا دے
تقدیر بدل دے مری اک قطرہ حیر سے	قسمت میں جو گردش ہو تو پیمانہ بنا دے
ہشیار کہ تاثیر محبت ہے یہ لیلیٰ!	دیوانگی قیس نہ دیوانہ بنا دے

کہنا رنی سوچ کے اے حضرت شاعری	موسیٰ نہ کہیں جبارہ جانا نہ بنا دے
-------------------------------	------------------------------------

(۱۳۱)

دیوانہ محبت کا تقاضا نہ بنا دے	لیلیٰ کو غم قیس تماشا نہ بنا دے
میں ذوق نظارہ کا تو قائل نہیں ہوتا	جب تک تری تصویر کو گویا نہ بنا دے
نفرت ہو اچھ سے لگنے دشمن ایماں	تاثیر محبت تجھے مجھ سا نہ بنا دے



مخشر میں بکھروسہ ہو فقط تیرے کرم کا	یہ دامن ترجمہ کو تماشا نہ بنادے
مخشر میں یہ ترکیب تماشا نہ بنادے	ختم دوش پہ بیانیہ بکھن جاتے ہیں شاعرا ایضاً

(۱۳۲)

لکھا ہو میکلے پر دور ہو میری کرامت سے ہمیں نکار کب ہو محتسب تیری اطاعت سے صدا دیتا ہو ہر ذرہ بیابانِ محبت کا وہ آنے کو تو آئے ہیں دعا کا جب تیرا دل نہ رکھ پائے دشتِ فصلِ گل میں جذبِ حشمت نہ چھڑو الے فرستو غمزدہ ہوں صبر کرنے دو	کوئی محروم رہ جائے بہارِ باغِ جنت سے در پیرِ مغان پر دیکھتے ہیں ایک سات سے یہاں کی آدمیت ہو گزرا آدمیت سے تری قدرت سے بڑھ جائے یہ شبِ وقیامت سے نکل جاتیں کو لیکر کہیں صحرا کے وحشت سے جدا ہو کر ابھی آیا ہوں یارانِ طریقت سے
---	--

غلامِ ساقی کو تر ہوں شاعرا میری تربت پر شرابِ مغفرت برسا کرے گی ابرِ رحمت سے	حقیقت ہے کہ میرا دل ہے تیرا دل ہے
---	---

(۱۳۳)

سنوارا چاہتے ہیں جب کبھی حدت کو کثرت سے کبھی زائے نار ہوتا نہ وہ دل کی حقیقت سے نہیں نکلے گا زائد کام طاعت اور عبادت سے گزرنا ہو شرافت سے گزرا آدمیت سے کچھ اس انداز سے رحمت نے پریش کی کہ سر کیا تری دریا دلی ہوتے بھی ای دریا رہا خالی نہ جاںِ افتاد دل خالی مگر سر خم ہاںِ کثرت فیضِ بیعتِ پیر مغان کا اک کرشمہ ہے	بنادیتے ہیں اک چھوٹا دل خاکِ محبت سے اگر دو حرف پڑہ لیتا کسی اہلِ محبت سے نکل جائے تو مخشر میں نکل جائے نہ امت سے کھلا کرتے ہیں جو ہر آدمیت کے شرافت سے ہیں اٹھتا ہو گر کراٹھ کا کراٹھ امت سے جواب اپنے سب کو دیکھتا ہو چشمِ عبرت سے حقیقت سے محبت سے نہ امت سے نہ امت سے کہ ہو آگاہ ہر ملکیش دو عالم کی حقیقت سے
--	--



بہار آئی خزاں گزری خزاں گزری بار آئی	بحیرت تک کے ہا ہوں وزن دیوار زنداں سے
دہ بیٹھے حضرت پیر مغان کے سامنے شاعری	نہیں ہے ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
شراب نوریاں پی رہی ہیں جام عرفاں سے	نہیں ہے ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ

(۱۳۸)

وہ ہزار پریشاں عشرتور فرزاؤں سے	کوئی کیا پوچھے گاہم عشق کے دیوانوں سے
آدمی ہی نہیں پتھر بھی حشر میں بیٹھے	بے نیازی کی کھلی شان تو تنہاؤں سے
یہ کسی چشم سید مست کا دیکھا اعجاز	کام ہر شیار کے لیے لیتی ہو دیوانوں سے
میری تہیہ کا پتہ پوچھ نہ مجھ سے وعظ	پوچھ لے جا کے چھلکے تہیہ پیمانوں سے
یہ کرامت ہے بتوں کی جو حرم سے نکلے	اک جہاں کر دیا آباد ستم خانوں سے
پیر مغان سے لے شیخ ملتیں کیا نسبت	اُس نے مغانہ سجا رکھا ہے ایمانوں سے
یہ جو برہم ہوں تو برہم ہو نفع سام عالم	کوئی کبھی نہ کبھی زلف کے دیوانوں سے
عقل کے دوش پہ اور ہوش کے سر ٹال دیا	بار دنیا نہ اٹھا جب ترے دیوانوں سے

ہمدت پیر مغان دیکھ کہ دیکھا شاعری	نہیں ہے ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
حوض کوثر کو آیتا ہوں پیمانوں سے	نہیں ہے ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ

(۱۳۹)

کشتے سے کشتے میں تری نعل پریشاں کے	فرسے صبح وطن میں گئے شام غریباں کے
بہار آئی ہوئے سماں جنوں قتلہ سماں کے	پیام آنے لگے زنجیر و زندان بیاہاں کے
تہا سے آستان آداب ٹھیں بھی تو اٹھیں کوئی	بہت احساں ہیں سر پر پاسبان اور دواں کے
مری حشر کے ہیں احساں ہر اک خار سیاہاں پر	پس حکم ہے ہر دامن کے کہیں پر زگرباں کے
نہ اٹھیں گے زنجیر و قتلہ میں نہ اٹھیں گے	کوئی تو چار و قتر میں ہلے بار بیاہاں کے
خیر نیچے مٹا اسی ہے دامن تفاعل کی	کہیں دھبے نہ لگ جائیں ہمارے خون ارماں کے



کبھی آکر تو دیکھتے عجب بیخانہ شاعری	شہر اسبواب پیتے ہیں کہ ساغر نورایاں کے
-------------------------------------	--

(۱۳۰)

کسی لڑے آباد رہنے نہ دیں گے مہاں قیصر و فراد رہنے نہ دیں گے خدا کو بھی کیا یاد رہنے نہ دیں گے تو گلشن کو آباد رہنے نہ دیں گے تو عالم کو آباد رہنے نہ دیں گے خدائی کو بر باد رہنے نہ دیں گے یہ مانی و بہ سزا رہنے نہ دیں گے یہ بنیاد و ہیبت رہنے نہ دیں گے ہمیں کوں عیاد رہنے نہ دیں گے	نہیں شاد و نا شاد رہنے نہ دیں گے نیا کوئی صحرائے دشت بنھاؤں نہائی تو ساری بنوں نے سنبھالی ای بی باغیاں ہیں یہی ہر گل چیں کوشے یہی ہیں جو دیر و حرم کے بنائیں گے دنیا کو ہم رشک گلشن! تری ہے شالی زمانے میں قائم اٹھے ہیں جو کمزور سے دست نالہ ہمارا ہے گلشن ہمارا نشین
--	--

یقین ہے یہ شاعری کہ ساتی کوثر نچے وقت فریاد رہنے نہ دیں گے	گلچہ
---	------

(۱۳۱)

سورے میں کب ہوں میں رخ دلبر کے سامنے جو آچکے ہیں قامت دلبر کے سامنے اللہ رے حسن عارض جانان کہ آئینہ دیکھیں تو کتنی چیتے ہیں زندان با صفا کہتی ہو اُس کی چشم مے دل کو دیکھ کر رحمت کی ہو نظر میں معاصی کی وہ ہی قدر	لیل پڑی ہوئی ہے گل تر کے سامنے جائیں ہزار بار وہ محشر کے سامنے تصویر بن گیا رخ انور کے سامنے کوثر ابل پڑا ہو کے گھر کے سامنے شیشے کو توڑ ڈالے ساغر کے سامنے جرہر کی جیہ طالب جوہر کے سامنے
---	---

<p>دیکھتے تو بات بات پہ کہتا ہی محتسب          یار و بنا ہوں کانِ نمک کانہ میں نمک          چاہے تو بخش دے وہ دو عالم کی نعمتیں          کیسب بیاں کے واسطے کافی ہوا ہتمام          شانِ عبودیت سے یہ اپنی بعید ہے          سرے اٹھائے جو رہے اور چپ رہے          ہر سینہ چاک اور ہر کس کے فراق میں          صیاد تجھ پہ برق گرے اور پھر گرے</p>	<p>لا حول یاد آئی نہ ساغر کے سامنے          جے پور یاد ہو مجھے سانہر کے سامنے          لیکن خطا معاف مقدر کے سامنے          دو چار جام رکھ دے منیر کے سامنے          کرنا کچھ عرض داؤدِ محشر کے سامنے          شکوہ کیا مگر نہ مقدر کے سامنے          کیا کہیا نسیم گل تر کے سامنے          ذکرِ ہمار بلبل بے پر کے سامنے</p>
--	---

یعنی ہوداد حضرت شاعری تو اک غزل  
 پڑھے جناب اختر کوثر کے سامنے

(۱۲۲)

<p>ول کب ہر اس کے عارض انور کے سامنے          کیا جانے کیا ہوا داؤدِ محشر کے سامنے          مایوس ہو چکے جو مقدر کے سامنے          ساقی نے دیکھے جام سے خوشگوار کا          مے سے مراد معرفتِ کردگار ہے          سارے یہی تو پیر مغاں کے مرید ہیں          کیوں محتسب سمجھ نہ سکا معنی شراب</p>	<p>شیشہ رکھا ہے ساقی کوثر کے سامنے          ہوتے چلو نہ ساقی کوثر کے سامنے          رکھ آئے جام ساقی کوثر کے سامنے          پہنچا دیا ہے ساقی کوثر کے سامنے          اپنی کے دیکھ ساقی کوثر کے سامنے          جو سرخ رو ہیں ساقی کوثر کے سامنے          کیا نخل ہے ساقی کوثر کے سامنے</p>
---	---

۱۲ مرزا اختر یار بیگ اختر فرید آبادی ۱۲

۱۲ مملوئی منظور احمد کوثر سندیلوی - خواجہ تاشان مصنف ۱۲



یہ تو بتاؤ شیخ کہ وہ کسب ہوئی حرام  
شیشہ بغل میں دوش پر غم ہاتھ میں سیر  
ساتی مزہ تو جب ہے کہ تیری بکے شراب  
روزہ ازل ہے بادہ کثان شراب عشق  
دید و صلائے عام کہ آجائیں دو جہاں

پیتے ہیں جس کو ساقی کوثر کے سامنے  
ساقی چلا ہے ساقی کوثر کے سامنے  
روزِ جزا میں بادۂ کوثر کے سامنے  
بسترِ جمائے <sup>ط</sup>یخے ہیں کوثر کے سامنے  
پیرِ مغان کا وعظ ہے کوثر کے سامنے

فشاغل یہ روح حضرت مائل کا فیض ہے  
اک نعمت ہے پڑھے ساقی کو شکر کے سامنے

وَالضَّأ

(۱۴۳)

سب فریب دیدہ ہو کب کب آسماں ہو سامنے  
میری نظروں کے مکانِ لامکاں ہو سامنے  
جو ہر قابل کا دشمن ہو ہی جانا ہے غلک  
کہ کہ ٹیٹھا ہوں حرم میں لب پہ ہر نام خدا  
برق کو اپنے ترپ کر خاک کرنے سے غرض  
اب مے سجدوں کی ہو مقبولیت کسودشا  
کو چہ قاتل سے اب بھٹتا نہیں اپنا قدم  
محو حیرت ہوں کہ اب سجدہ کر لیا کچھ بڑھوں

ایک عظیم شہب کا کچھ دھواں ہی سامنے  
پھر نظر آتا نہیں اور یہ گماں ہی سامنے  
دیکھ لیجئے آج بھی اردو زبان ہی سامنے  
دیدہ دل کے گر کھئے بستاں ہی سامنے  
اُس کو کیا پروا کہ کس آشاں ہی سامنے  
تم ہو دل میں ورتہ ہارا آستاں ہی سامنے  
کوہِ بلہ ہی سامنے باغِ جفاں ہی سامنے  
آستاں ہی سامنے یا لامکاں ہی سامنے

اور تو مسجد میں جو کچھ ہو رہا ہے شائع کر  
یہ بڑا آرام ہوئے کی دکان ہو سامنے

طریقہ تاجی  
۵۴۳  
۵۴۳

455

۱۴ نعت - مجھ کو نعت میں دیکھی جا سکتی ہے ۱۲

<p>بہت ہیشا دیکھے میکر کے بے خبر میں نے          غم فرقت میں کاٹی ہیں بہت شام و سحر میں نے          پرستش جن کی بتانے میں کی تھی عمر میں نے          نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا میکہ کے کاسکے میں نے          نہ آہیں با اثر دیکھیں نہ ٹالے کار گر میں نے          بہت دیکھے ہیں حضرت آپ جیسے چارہ گر میں نے          نہ آیا کوئی خط آن کا نہ بھیجا نامہ ہر میں نے          تیرے گھر کے گھر میں نے خدا کے گھر کے گھر میں نے          یہاں کرتے تھے زہد اگر میں نے مگر میں نے          سیانا رنڑ سے بارہا چاک جگر میں نے          تصور میں بھی دیکھے ہوں گرد و بار میں نے          یدر بیضا کلیم اللہ نے داغ جگر میں نے</p>	<p>بہت بیہوش پائے تھک کے دیدہ ور میں نے          گوشے عارض و کاکل کے اپنے پر چھٹے چھ سے          وہی تو سنگدل پتھر کے ٹکڑے بے وفا نکلے          بلا دے پر بکائے کعبہ و بتخانہ سے آئے          فلک بھی جوں کا توں ہوا دھلک کے رہنے والے          میجا بھی اگر آئیں تو کہتا ہے یہ درد دل          تعلق اہل دنیا سے جو باقی ہو تو اتنا ہے          انیس اک خانہ دل ہی بہت برباد دیکھے ہیں          وہاں تو مل گئی جنت گنہگار و نکو پہلے ہی          رفو تاک کے لئے بیانیگی نے کچھ نہیں چھوڑا          وہ صحرا گرد ہوں جوش جنوں مجھ کو قسم لے لے          کسی کو رشک کیوں ہوا اپنا اپنا پایا حصہ</p>
--	--

چند

بجا کہتے ہیں شاعری مجھ کو میکش پیہ میخانہ  
 سکھائے بادہ خماری کے طریقے عمر بھر میں نے

(۱۴۵)

<p>جلوہ افکن جو رخ یار ہوا جاتا ہے          مانتا ہوں کہ نہیں لائق رحمت لیکن          مدعی حق پہ ہیں یا میں ہوں ابھی دیکھو گے          اس کی وز دیدہ نگاہوں کا اثر دیکھ لیا          تو نے دولت وہ عطا کی ہو کہ بندہ تیرا          قصہ سسر و منصور سے چلتا ہی پتہ</p>	<p>ہول میں اکس جمع انوار ہوا جاتا ہے          وہ بنادے تو گنہگار ہوا جاتا ہے          خیمہ اس کا سسر و دار ہوا جاتا ہے          تیر سا سینے کے اک پار ہوا جاتا ہے          دونوں عالم کا خریدار ہوا جاتا ہے          روز و شب حسن جفا کا ہوا جاتا ہے</p>
---	--



پہنی رہتی ہیں تری جیو پہ لگا ہیں ساقی شملہ حسن سے پھر ہو نگرے دنیا ساری میں بیفیوں میں یہ چرچا ہو کہ اُس کا کو چر ہم کو معلوم ہے موسیٰ کا دکھ جرات کون کہتا ہے کہ تم حسن میں لاشافی ہو آہ اتنا تو ہجوم غم و اندوہ نہ گھیر	جانے کیا چیز وہ میخوار ہوا جاتا ہے سرداب عشق کا بازار ہوا جاتا ہے دولت حسن کی سرکار ہوا جاتا ہے دیکھ لینا ابھی دیدار ہوا جاتا ہے آئینہ دیکھئے اظہار ہوا جاتا ہے سائنس لینا مجھے دشوار ہوا جاتا ہے
پیلے انجام پہ کرنی تھی نظرے شاعری قلزم عشق سے اب پار ہوا جاتا ہے	حسبی ہوا عجبی ہوا عجبی ہوا عجبی ہوا

(۱۴۶)

منظر حسن کا اظہار ہوا جاتا ہے ہو کے شیدائے بتاں خوار ہوا جاتا ہے اب تو چلنا مجھے دشوار ہوا جاتا ہے میکہ سے ہر جو نہیں ساقی کوثر کی غلطہ اک تماشہ کوئیر نگہ زمانہ بن کر اُس کی رحمت کے سزاوار خاص بن کر شہرہ رحمت خلاق و دو عالم سن کر	اک جہاں اُس کا طلبگار ہوا جاتا ہے دل ہی خود جان کا آزار ہوا جاتا ہے سر پہ عصیاں کایت بار ہوا جاتا ہے مست سے مست بھی ہشیار ہوا جاتا ہے دل سا خلوت گدہ بانہ ہوا جاتا ہے ہر گنہگار گنہگار ہوا جاتا ہے پار سا بھی تو گنہگار ہوا جاتا ہے
---	---

کیا تماشہ ہو کہ گلزار سخن میں شاعری مدعی گل کا ہر اک غار ہوا جاتا ہے	ایضاً
---	-------

(۱۴۷)

عشق صادق ہو تو خود راہ نما ہوتا ہے اور تو آئینہ اسے و غلطو کیا ہوتا ہے	خضر بھی ورنہ جو لمھائیں تو کیا ہوتا ہے ایک لے جسے کے جہنم کا پہلا ہوتا ہے
---	--

خندہ زن شیوہ اربا سہر و قہا ہوتا ہے  
 یہ سمجھتے ہیں کہ پتھر تو خدا ہوتا ہے  
 اور کیا کام ترا باد صبا ہوتا ہے  
 ذکر خیر ہی سے دم آن کا فنا ہوتا ہے  
 دیکھنا حشر کے میدان میں کیا ہوتا ہے  
 مال و اقبال حقیقت میں گدا ہوتا ہے

دل جو آمادہ اظہارِ رجسٹا ہوتا ہے  
 بُت بنے بیٹھے ہیں بُت کہے تو ہوتے ہیں خفا  
 کبھی اس پھول کو چھیرا کبھی اُس کو چھڑکا  
 عرصہ عشق نہیں اہل ہوس کا میدان  
 دین کی آڑ میں دنیا کو کمانے والو  
 آج اس در پہ ہر گل اُس پہ ہر پھول اُس پر

دیکھ کر دنگ و حیرانِ زمانہ شاغل  
 شکوہ ہوتا ہے گر شکوے سے کیا ہوتا ہے

(۱۴۸)

مجھے قائم نہیا اک عالم انوار کرنا ہے  
 سکوتِ مدعا کو عالمِ اسرار کرنا ہے  
 مجھے نابودِ فرقِ راحت و آزار کرنا ہے  
 یہ کستاؤں جہیں کو آستانِ یار کرنا ہے  
 زلیخا کو ہمیں رسوا سرِ بازار کرنا ہے  
 دلِ دیدہ نثارِ حبسِ دلدار کرنا ہے  
 انہیں شاید کسی کو نقشِ پردیوار کرنا ہے  
 مجھے بھی امتحانِ طاقتِ یدار کرنا ہے  
 مرتب کیا تمہیں مجموعہ اشعار کرنا ہے  
 کمالِ عشق کا قایم اگر معیار کرنا ہے  
 مری آنکھوں میں آبیٹو اگر دیدار کرنا ہے  
 مجھے شاید سیرِ حلقہ زنا کرنا ہے

نگاہِ شوق کو منت کشِ آزار کرنا ہے  
 فغانِ نیم شب سے حسن کو بیدار کرنا ہے  
 قنادوں کو خاکِ کوچہ و لہار کرنا ہے  
 تہیہ سا تہیہ ہر دل شوریدہ سامان کا  
 زبانِ حال سے کہتے ہیں جلوے حسنِ یوسف کے  
 سنبھلنے دے ذرا ای ذوقِ نظارہ سنبھلنے دے  
 نہیں ہیں بے سبب یہ جلوہ پائے عجایب  
 دفنِ شوق کستاؤں سنبھل ای ذوقِ نظارہ  
 مجھے تاکیرِ نالہ غیر سے فرما لکھن نمہ  
 من تو کا شامے امتیاز ای رہرو الفت  
 کہاں کا طور کسی التجا لے حضرتِ موسیٰ  
 انہیں جلوے ستم خانے میں تیرے بے سبب کافر



کہاں کا جام اور کیسا سبوی پر میخانہ	انکا ہوی سہ مجھ کر دے اگر سرشار کرنا ہے
یگو لے کہ رہیں دشت دشت کیے یا پٹا اٹھ کر	کہ سرگشتہ ہیں بیلی کو محبوں وار کرنا ہے
عدم کو جانے والے جا رہے ہیں حضرت شاعری	صاحب
اکھو جلدی کرو رخت سفر تیار کرنا ہے	صاحب

(۱۴۹)

اس نے تیرا جمال دیکھا ہے	یہ نظر کا کمال دیکھنا ہے
کفر کا بھی کمال دیکھا ہے	معصیٰ رخ پہ خال دیکھا ہے
تیرا رحمت کمال دیکھا ہے	جب ذرا انفعال دیکھا ہے
زہد و تقویٰ کو بار بار ہم نے	غرقِ جامِ سفال دیکھا ہے
اُس سے پوچھو کس نے کیا دیکھا	جس نے ترا جمال دیکھا ہے
گلشنِ دہر میں گلی تر کو	بار بار پامال دیکھا ہے
ٹوٹ جاتی ہو ابر آتے ہی	میں نے توبہ کا حال دیکھا ہے
پھیرتے ہیں کلیم کو عاشق	آپ نے بھی جمال دیکھا ہے
اُس کی رحمت سے سکی بخشش سے	دو جہاں کو نہال دیکھا ہے
کیا جہاںِ خراب کو دیکھیں	ہم نے تیرا جمال دیکھا ہے
جب پڑی ہو تری جہیں نشکن	شیشہ دل میں بال دیکھا ہے
ہر گدائے شراب خانہ کو	رہز صوفی مثال دیکھا ہے
میں نے رشک ہزار میخانہ	اپنا جامِ سفال دیکھا ہے
جس کا دشمن نہ ہو گیا ہر فلک	کوئی اہل کمال دیکھا ہے

میکدے بھر ہیں ایک شاعری کو  
صاحبِ حال و قال دیکھا ہے

صاحب



(۱۵۱)

<p>یوں معرکہ عشق کو سر ہم نے کیا ہے اس طرح گلستاں سے گزر ہم نے کیا ہے تو نے نہیں اے دیدہ تر ہم نے کیا ہے عالم کو مگر اہل نظر ہم نے کیا ہے گوچہ کا ترے جب بھی سفر ہم نے کیا ہے تیار عجب رخت سفر ہم نے کیا ہے محشر میں گنہہ کوئی اگر ہم نے کیا ہے کیا تیرا بڑا دیدہ تر ہم نے کیا ہے کچھ ایسا ستم گیسو بر ہم نے کیا ہے</p>	<p>تیرا آہ کو نالے کو سپر ہم نے کیا ہے پھولوں سے محبت و خلش خار سے رکھی رسوا نہیں، بدنام ہمیں غیر کو دشمن مانا کہ ترے جلوں سے مہر و تھی دنیا آنکھوں سے لیا کام بھی سر سے لیا کام انبار خطاؤں کے معاصی کے خرمنے دنیا کا یہاں ذکر ہی کیا کیجئے تعزیر غماز نہین راز نہ کہہ منہ سے تو کچھ پھوٹ پوچھو نہ سب بختی آشفتم مزاجاں</p>
---	--

یہ ہنس کا ہر رنگ اس کا ہی شعار میں شامل ہے  
جس اُم جہانت سے حذر ہم نے کیا ہے

(۱۵۱)

<p>ہو جائیں مست دونوں جہاں لیکھ کر مجھے موسیٰ کو حوصلہ دیا تاب نظر مجھے تو دے سکے فریب برنگ دگر مجھے چھوڑاؤں مراں سے کہیں دور تر مجھے تو بہ جو یاد آگئی وقت سحر مجھے ٹکنے بھی دے کہیں مراد و حق نظر مجھے فریاد و فیس کہتے ہیں شوریدہ سر مجھے دینا اتحاد بیکہ بھال کے پہلے ہی سر مجھے</p>	<p>ساتی پلا وہ بادۂ جادو اثر مجھے اذ صاف ہیں تہاں غصہ کی یہ بات ہے اتنا تو بے خبر نہ سمجھ اے خیال یار چھینا مری نگاہ سے منظور ہے اگر بحرِ کرم کی موج بہا لے گئی اُسے جاؤں نہ شکدے کو حرم سے تو کیا کروں کننا بلند ہے مری وحشت کا مرتبہ اب آستان سے اپنے اٹھاتے ہو کس لئے</p>
--	--



ذکر وفا پہ کہتے ہیں خاموش نامراد ہاں ادنیٰ خیال یار پھر اک برق بے مال جان شب فراق پہ کیا جانے کیا ہے اب امتیاز دیر و حرم ہو تو کس طرح	کیا اور کچھ سنے گا الجھی چھیر کر مجھے اتنا تو ہوش ہے نہیں اپنی خبر مجھے کم بخت ایک روز نہ دیکھے اگر مجھے آتا ہے ذرے ذرے میں تو ہی نظر مجھے
--	---

شاعری	شاعری کچھ اور کہہ رہی ہے نمود سحر مجھے شاعری
-------	--

(۱۵۲)

وہ پاک و صاف ملا دامن خیال مجھے فلک کے جو رستم کا نہیں خیال مجھے تہا ری چشم گرم ہو کہ ساتھ رکھتے ہیں میں پتیری ذات کا سائل ہوں کیے دنوں تھا غضب نے کہہ ہی دیا تھا اسیر زلف جہیم کمال صنعت قدرت ہے چہرہ انور عجب نہیں کہ دو عالم میں سرخو کر کے یہ ہر سخن کی زباں سے سنا ہو لاکھوں بار شراب و عیش بجام بلور گردوں سے خمار بادہ ہستی اوتار پر آیا	کہ تو تصویر عسیاں سے افعال مجھے خیال یہ ہے کہ تجھ سے نہو ملا ل مجھے بکھی اویس مجھے اور کبھی بلال مجھے گدا نواز نہ اس طرح در سے ٹال مجھے بچا نیا رخ رحمت نے بال بال مجھے کہ ماہ پر نظر آتے ہیں دو ہلال مجھے پلا کے ساتی نگار و شراب نال مجھے کہ اپنے منہ سے سمجھ سو چکر نکال مجھے طلب کردوں تو ندے ساغر محال مجھے سینھال پیر خرابات اب سلھال مجھے
--	---

کہیں جو آپ پر ہوں وراک غزل شاعری ردیف شعر جماعتی نہیں محال مجھے	میں نے شاعری "۱۱" سے چون "۱۱" سے چون "۱۱" سے
--	--

۱۲۔ مشترک در فارسی و ترکی یعنی رنگ سرخ۔ ۱۲



<p>ملا ہے آئینہ حسن چلے مثال مجھے          کہ دو جہان دے اُس نے بے سوال مجھے          تجھے جمال ملے صاحب جمال مجھے          خدا نے دی ہی نہیں عادت سوال مجھے          خیال کفر دلاتا رہا ہر حال مجھے          بنادیا غم کونین کی مثال مجھے          یہ نخل کر نہیں سکتا کبھی نہال مجھے          کشاں کشاں لئے جاتا ہر بال مجھے          بتا گیا ہے ترا خال اپنا حال مجھے          ملا نہ شیشہ دل میں کسی کے بال مجھے</p>	<p>نہ میرے دل میں کہ ورت نہ کچھ ملال مجھے          طلب ہر کفر طلب کا ہو کیوں خیال مجھے          دعا یہ دیرہ موسیٰ کو میں تو دیتا ہوں          مری بلا سے وہ قارون ہو کہ حاتم ہو          یہ اُس کے مصحف روئے میں سے کہنا ہے          حیات موت کے جھگڑے میں پس کر اُس نے          ثمر کی سرو سے امیر واکے نادانی          کسی کی زلف کا سو دا بھی اک صیبت ہے          میں انتخاب کا نقطہ ہوں بیت ابرو کا          عجب حفاظت ساقی ہو۔ بادہ خواروں کی</p>
--	--

ایضاً

وہ درس گاہ تھی یہ ہمیکہ ہر اے شاعر  
 خدا نے قال سے بخشی ہے بزم حال مجھے

<p>جلوے کو اُس کے ذوق نظر بقرار ہے          ہر طائر خیال کا پر بقرار ہے          دل جانتا ہے خوب مگر بقرار ہے          میری دعا کے واسطے در بقرار ہے          بیتاب وہ ادھر یہ ادھر بقرار ہے          کس کے لئے نسیم سحر بقرار ہے          رحمت کچھ اس سے تیرے مگر بقرار ہے</p>	<p>دل بقرار ہے نہ جگر بقرار ہے          کس کی ہوا شوق میں اڑنے کے واسطے          وہ خود تو کیا پیام بھی اڑکا نہ آئے گا          نکلے اگر زباں سے تو باب اثر کھلے          روداد حسن و عشق کی اس کے سوا نہیں          جاتی ہے بار بار تو آتی ہے بار بار          تیرا منی شوق میں رحمت کے مضطر ہے</p>
---	--



گلشن ہو کوہ و دشت ہو ملتی نہیں کہیں	اللہ کیوں نسیم سحر بیت قرار ہے
حاضر ہو دل بھی جان بھی بہر نیاز و نذر	تیسرے لگا دیا اگر بیقرار ہے
جب سے نہیں ہو مرا گلتاں میں آئیاں	بیتاب برق ہے نہ شرر بیقرار ہے

شاعری برائے خاک نشینان میکدہ	۱۶۱
رحمت کی چشم خلد اثر بیقرار ہے	

(۱۵۵)

میری زباں ہے نہ تمہاری زباں رہے	پھر آپ ہی بتائیں کہ اردو کہاں رہے
پیر و انہیں کسی کی جو وہ تہسرباں ہے	دنیا رہے بلا سے اگر سرگراں رہے
اس کا تو غم نہیں کہ مرا آئشیاں ہے	گلشن نہ رہ سکے گا جو تم باغبان رہے
اردو زبان ہند میں یوں کامراں ہے	دانتوں کے درمیان میں جلیبیاں رہے
زیر فلک رہا نہ کسی کا نشان ہے	باقی اگر رہے تو مری داستاں رہے
کافر ہی بن سکے نہ مسلمان ہو سکے	جب تک اسیر حلقہ و ہم لگاں رہے
جب مر گئے تو مر گئے پھر اسکی فکر کیا	باقی سہرہزار پہ نام و نشان رہے
وہ ہر باں نہیں تو کوئی ہر باں نہیں	وہ ہر باں رہے تو جہاں ہر باں رہے
اُس کو دکھاؤں اپنے مقدر کی گردشیں	دو چار دن جو ساتھ مرے آسمان رہے
پیر فلک نے جو صلے کیا کیا کئے نہ پست	لیکن ہمارے غم تو کچھ کھی جواں رہے
دل میں مکیں ہی صدق و صفا و خلوص ہر	آئے اگر خیال ریا تو کہاں رہے
دنیا و قبر و حشر کے آگے بھی ہے مقام	انسان دل لکا کے ہے تو کہاں رہے
اہل زمیں ہی تاسر عرش بریں رسا	دشمن رہے بلا سے اگر آسمان رہے
توبہ ہمارے ٹوٹ کے جنت مکیں ہوئی	بیباں تمہارے ٹوٹ کے لیکن کہاں رہے
مسجد بھی خانقاہ بھی خالی تھی شیخ سے	پوچھے کہی جناب محمد صفت کہاں رہے



جہاں وسبوح صراحی و خم ہیں بھرے ہوئے	آئے غریب توبہ تو آکر کہاں رہے
اک جرّے شراب سے شاغل تمام عمر	بی فکر و جہاں سے رہے ہم جہاں رہے

(۱۵۶)

رسائی اہل بیخا نہ کی کیا کہنے کہاں تک ہے	کسی کی آسمان تک ہر کسی کی لامکاں تک ہے
مرے مشرب کی وسعت کیا بتاؤں میں کہاں تک ہے	ادھر شیخ حرم تک ہی ادھر پیر مغاں تک ہے
نہ داغ دل ہی رشک جنت لغو دوس ہیں	بہار گلستانِ شمع چشمِ خوں چکاں تک ہے
گر شمع کیا ادا کیا ناز کیا انداز و عشوہ کیا	ہماری جاں کا خواہاں تو آنکھ پارساں تک ہے
ہو اکیسی بندھی ہو دیکھئے اور بات اتنی ہی	رسائی دیرو کعبہ کی تمہارے آستان تک ہے
ادب کی معرکہ آرائیاں ہیں ہر دم عالم میں	ارادہ لشکرِ اردو کا حدِ اصفہان تک ہے
خدا کے سمجھی کچھ ہی کچھ تو خاندول میں	تغیث ہی دروہی فریاد ہی دو دفعاں تک ہے
جوابِ حشر کیا دلوں میں حشر توں کو یہ کیا سوچی	مرے اعمال میں لکھی اردو زبان تک ہے

ہمیں بھی کوثر و نینم کا چسکا ہی اوشاغل	ہماری بھی رسائی محو فروشوں کے دکان تک ہے
--	--

(۱۵۷)

میکدہ ہوا و رد و جام ہے	جنت و کوثر اسی کا نام ہے
گر غضب کی گردش ایام ہے	میکشوں پر کف کا الزام ہے
کون کہتا ہے یہاں آرام ہے	انتہائے غم کا دنیا نام ہے
فصل گل ہو اور اسیر دام ہے	عشق کا بلبل یہی انجام ہے
آج کہتے ہیں جسے سب کوئے یار	کل مائی کا رزخ حشر نام ہے
رنج و غم کیا شہیدِ نازبوں	حشر تک آرام ہی آرام ہے



<p>میکدے میں آج کیوں ہو شیخ وقت          حالت دیر و حرم کو دیکھئے          چشم مست یار کے ہوتے ہوئے          مغلیٰ آف مغلیٰ لے میکو          جس کو دیکھو ہو وہ نیر امتلا          ہے تصور کا کل و رخ کا دام          شمع خود جلنے لگی پروانہ دار          عشق میں تو تاب نظارہ نہیں          زہد و طاعت پر ہو رحمت منحصر          کچھ نہ پوچھو انقلاب سازگار</p>	<p>کوئی پیچھے آپ کو کیا کام ہے          میکدہ تو مفت میں بدنام ہے          کس کو فکر گردش ایام ہے          فکر رہن جاسمہ احرام ہے          جس سے پوچھو لب پہ تیر نام ہے          یہ ہماری صبح ہو وہ شام ہے          خون ناحق کا یہی انجم ہے          حسن ناحق خلق میں بدنام ہے          تنگ نظریوں کا خیال خام ہے          دخت زری پارسا بدنام ہے</p>
--	---

۲۲	فیض ساقی کا کرشمہ دیکھنا جام شاعری میں مے کلفام ہے
----	---

(۱۵۸)

<p>دل رشک پر ہی خانہ ہو اور لب پہ صنم ہو          کیا پوچھتے ہو حال اسیمانِ محبت          گردوں کو بڑا ناز ہو تقدیر پہ اپنی          پہلے تو گرائی نگہ ناز کی بجلی          آتے ہیں اگر رنج و الم شوق سے آئیں          اک ہم ہیں کہ پھر وہاں نہیں عالم میں کسی کی          آتے ہی گیا ہوش تو جاتے ہی گیا دل          قسمت میں شہادت ہی نہیں دیکھی کیا</p>	<p>پورا کرے اللہ کہ پھر عنبرم حرم ہے          تصویرِ قلق ہے کوئی تصویرِ الم ہے          لیکن مری تقدیر سے چکر میں تو کم ہے          اب ہوش میں لاتے ہو ستم پر یہ ستم ہے          ہمت کی مرے پاس بھی شمشیرِ دودم ہے          اک حضرتِ اعظم ہیں کہ کوئین کا غم ہے          آنا بھی ستم آپ کا جانا بھی ستم ہے          ہونے کو تو شمشیرِ نظیر تیغِ دودم ہے</p>
---	---



پھر شانِ کرم دیکھئے اتنا کوئی کہہ دے مینخانہ میں کیا چیز نہیں حضرت واعظ سیدھا سا پتہ ہی مری تربت پہ جو آؤ یہ کہہ کے مجھے قلزمِ رحمت میں ڈوبایا	میں دامنِ امید ہوں تو دستِ کرم ہے پینے کو مئے ناب ہو کھانے کو قسم ہے تو دیز پہ لکھا ہوا "اک کشتہ غم" ہے تو خوگرِ عصیاں ہے مجھے شوقِ کرم ہے
یوں وحدت و کثرت میں بسر مٹی ہو شامل آنکھیں تو صنم خانہ میں دل رشکِ حرم ہے	یوں وحدت و کثرت میں بسر مٹی ہو شامل آنکھیں تو صنم خانہ میں دل رشکِ حرم ہے

(۱۵۹)

ادا شناسی عشاق کا یہ عالم ہے کے نصیب بنانے میں عیشِ پیہم ہے ترے جمال سے آرائشِ دو عالم ہی ہمیں ثواب کمانے کو خضر عمر بہت پس بہارِ خزاں ہی۔ پس خزاں ہی بہار تمہارے رنگِ طبیعت کی داد دیتا ہوں مالِ گل سے ہی آگاہ دیدہ گردوں عطا کے ساتھ تو واضح بھی ہے دلیلِ سخا شراب خانہ ہو بتی نہ ہو کہہ۔ حیدر ہو جو ہو تمیز تو سب کچھ ہے بزمِ عالم میں حرم میں یرمیں ل میں کہاں نہیں پھر بھی شرابِ ناب کی تو ہیں ہے یہ حضرتِ خضر عجیب بات ہی پانی سے آگ کی رونق انہیں جلانے لگی کیا خاکِ آتشِ دوزخ	تری خوشی کو خوشی۔ سے عزیز تر غم ہے جو ایک لمحہ خوشی ہے تو عمر بھر غم ہے ترے قوروم سے ہر نخلِ نخلِ مریم ہے ہمیں گناہ بھی کرنے کو زندگی کم ہے نہ دائمی ہے مسرت نہ دائمی غم ہے ادا شناسِ عدو کا بھی ناک میں دم ہے جو اشکِ بزمِ ہر اک شبِ برنگِ شبنم ہے برائے جامِ صراحی اسی لئے خم ہے کوئی مقام ہو انسانیتِ مقدم ہے یہی بہشتِ یرمیں ہے یہی جہنم ہے تری تلاش میں مصروف ایک عالم ہے جو آپ کہتے ہیں آبِ حیات سے کم ہے فروغِ آتشِ گلزارِ آبِ شبنم ہے کہ جن کے دل میں شرابِ آتشِ غم ہے
--	---



مزید لطف عنایت کی فکر کیوں کیجئے	تمہاری ایک نگاہ کرم ہی کیا کم ہے
جو ہو قبول تو کافی ہے ایک ہی سجدہ	نہ ہو قبول تو بیکار شکر بہیم ہے
جو ہے نصیب کا قطرہ رہیگا بل کے ضرور	نہ فکر بیش نہ شغل شکایت کم ہے

(۱۶۰)

وہ کافر مجھ سے ناحق بدگماں ہے	مجھے سو وطنی اُس سے کہاں ہے
مجھی ننگ سے نہ شکوہ برزباں ہے	خدا تک سے وہ کافر بدگماں ہے
نہ ہو جب آدمیت آدمی کیا	اگرچہ ہر گدھا صاحب زباں ہے
ہماری کیا کہانی میں کہانی	تمہاری داستان ک داستان ہے
ہمیں معلوم ہے ساری حقیقت	ہمارا بھی تمہارا پاسباں ہے
برا ہو جوئے نخوت کا کہ اب تو	تمہارا راز داں بھی بدگماں ہے
وطن ہو یا ہو غربت بد زباں کی	یہاں ہو اور نہ پریش کچھ وہاں ہے
حسد کی آگ ہی دل میں جو روشن	دُشمن تیرہ باطن میں دھواں ہے

صلاحت اگر ہو تجھ میں شغل	۱۸۴
تو دنیا ہی گماں تان جہاں ہے	

(۱۶۱)

منظر عبرت مگر بود چراغ کشتہ ہے	یاد کار روشنی دو چراغ کشتہ ہے
سچ تو یہ ہی دیدہ عبرت نگر کے واسطے	سب سے بہتر روشنی دو چراغ کشتہ ہے
بزم کو پر نور رکھنا اور چلنا صبح تک	بس یہی اک بات ہم بود چراغ کشتہ ہے
بچھ کے اس نے جان پر انوں کی کسی بخاری	قابل تعریف یہ بود چراغ کشتہ ہے
رات بھر چلنا اور خاموش اور خاموش ہے	اس خوشی ہی میں بود چراغ کشتہ ہے



کم سے کم اتنا تو پاس وضع ہونا بن کو حال سوز دل زبان دشتہ پر ہر صاف صاف رات بھر شب زندہ دار اور تار ساعزلت گریں	رات دن جو طرز مسود چراغ کشتہ ہے زندگی گو یا غم امود چراغ کشتہ ہے یہ ریاضت ہی تو محمود چراغ کشتہ ہے
طرز غالب حضرت شاعری نہیں آسان بات بوں سمجھے نور نا بود چراغ کشتہ ہے	۳۱ ۱۳/۴۸

(۱۶۲)

انہیں کو راہ حقیقت دکھائی جاتی ہے وہ شمع حسن جو دل میں جلائی جاتی ہے یہ کہہ کے قبر ہماری مٹائی جاتی ہے ہزار سجدے جس پر نثار ہوتے ہیں زبان پہ نام خدا دل میں مکر و عیاری متاع ہر دو خطاب کہاں زمانے میں ایسا جو دل تو کوئی غم نہیں چلا جائے یہاں کی اور تو ہر شے ہیں ہی رہ جاتی عدو خلافت وہ ناراض یا سیاں غماز فقط فلک ہی نہیں ہم پہ ظلم ہے کرنا جہاں فرشتہ صفت بادہ خوار جتھے ہیں وہ آگ جس سے کہ عصیاں جلانے جاتے ہیں یہی ادا تو ہے عشاق کی پسندیدہ وہ برقی حسن کہ موسیٰ بھی تاب لانہ سکے شراب خانے میں کیسا مذاق اڑتا ہے	کہ جن پہ برقی تجلی گرائی جاتی ہے بجھے زوہلق کی ظلمت رُبائی جاتی ہے کہ اس میں حسرت یا مال پائی جاتی ہے تمہاری خاک قدم چب لگائی جاتی ہے اسی طرح سے تو دنیا کمائی جاتی ہے مگر فیروں میں اب بھی یہ پائی جاتی ہے قلق تو یہ ہے تہوں کی خدائی جاتی ہے وہاں تو صرف بھلائی بُرائی جاتی ہے اسی طرح سے لگی میں لگائی جاتی ہے کچھ اس میں آپ کی سار ش بھی پائی جاتی ہے بجائے فرش کے تو بہ بچھائی جاتی ہے دعا کے نیم شبی سے لگائی جاتی ہے جنفا جو اس کو نہ سوچھے سمجھائی جاتی ہے ہم اے ہوش و خرد پر گرائی جاتی ہے جو میرے ساتھ مری پارسائی جاتی ہے
--	--



سمجھ لے ہیں وہ دعوائے دید کا مقصد کہ اُن کے حسن کو غیرت دلائی جاتی ہے

غزل اک اور پڑھوں کیوں نیم میں شاعری  
سخن سے کب روش میرزا آئی جاتی ہے

(۱۶۳)

<p>جمالِ یار کی ضو دل میں پائی جاتی ہے اُسی پہ چادرِ رحمت چڑھائی جاتی ہے جہاں پہنچتے ہیں زندانِ بادہ کشِ اعظ غلط ہے راہ نمایان قوم ہونے دیں دعائے وقتِ سحر دیکھنا کہ اب آیا یہ چشمِ مرست سے ساقی کی ہو گیا ثابت عدو کی بواہو سی کا تو کچھ خیال نہیں جہنم ہی دعوائے عقل و خرد زانے میں یہ جوئے دیدہ تر بھی عجیب ہی جس میں ہزار چاہیں اگر میت شکن تو کیا حاصل ترا تبسم رنگیں بہا یہ ہر دو جہاں کہیں نہ بائے سے دہتا ہی خونِ ناحقِ دل بتا کے خلد کی دیتے ہیں محتسبِ شراب خودی کے بعد خدائی کی راہ کھلتی ہو ہزار عکس کثافت پڑیں تو کیا پروا</p>	<p>حرم کو دیر کو پھر کیوں خدائی جاتی ہے جہاں بھی تربیتِ توبہ بنائی جاتی ہے وہاں جناب کی کب پار سائی جاتی ہے کہ اتحاد سے ان کی کما لی جاتی ہے اشک کے لانے کو شکل کشائی جاتی ہے شراب پی نہیں جاتی پلائی جاتی ہے ہماری ہر ووف آرمائی جاتی ہے انہیں کے ہوش پہ بجلی گرا لی جاتی ہے بہاؤ شکِ ندامت ہسانی جاتی ہے بہاؤ دل سے تیوں کی خدائی جاتی ہے تری نگاہ سے دنیا بانی جاتی ہے کہیں پھپھائے سے الفت چھپائی جاتی ہے اسی طرح سے تو غرت بچائی جاتی ہے خدائی آتی ہے جب خدائی جاتی ہے کب آئینہ کی صفا و صفائی جاتی ہے</p>
---	---

لے مراد روشِ مرزا مائل دہلوی ۱۲۔



غلط کہ آگ محبت کی آپ ہے لگتی یہ برقی سُن کے ہاتھوں لگائی جاتی ہے

ایضاً

برقی سے باز نہ آئے عدد تو کیا پروا  
کہیں بروں سے بھی شاغل برائی جاتی ہے

(۱۶۴)

قدم قدم پہ قیامت اٹھائی جاتی ہے  
جو خانقاہ میں نخت سکھائی جاتی ہے  
نگاہ دل پہ بھی اپنے جہائی جاتی ہے  
یہ آگ آگ ہی سے بس بجھائی جاتی ہے  
بلا سے جائے اگر پار سائی جاتی ہے  
فلک سے کس کی بگڑی بنائی جاتی ہے  
وہاں تو جان کی بازی لگائی جاتی ہے  
برائے دیدہ عبرت لگائی جاتی ہے  
کشود کار کی کنجی، بتائی جاتی ہے  
شراب عیش و محبت پلائی جاتی ہے  
ہماری آہ جو بن کر ہوئی جاتی ہے  
متاعِ دین و خرد تک چڑھائی جاتی ہے  
شرابِ ناب سے شاہِ پیر بنائی جاتی ہے  
کہ جن پہ نینغ جفا آزمائی جاتی ہے  
ہمارے ساتھ اگر پار سائی جاتی ہے  
اُسی سے خلق کی بگڑی بنائی جاتی ہے

نگہ نگاہ سے بجلی گرائی جاتی ہے  
شراب خانے میں آکر مٹائی جاتی ہے  
خدا کی ساری خدائی میں ڈھونڈنے والو  
شراب پنی جو کھڑکتی ہے آتشِ عصیان  
نہ جائیں آپ تو رشتہ میکرے کو شیخ  
بہ اختیار اگر ہو تو اُس کی ذات کو بس  
تقار خانہ الفت میں بوالہوس کیوں جا  
ملا کے خاک میں تربت پہ خوشنماک لوح  
دعا کے وقت سحر ہوا اگر بجٹ پہ آپ  
بقدرِ حوصلہ و ظرف ہر طرح کش کو  
فلک سے ٹوٹ کے تائے زمیں پہ گرتے ہیں  
عجیب دیرِ محبت ہو جس کی چوٹ پر  
وہ صاف قلب میں میکش کہ انکی طینت تو  
حریمِ ناز میں وہ کامیاب ہوتے ہیں  
شراب خانے سے پھر لوٹ کر نہیں آتی  
دعا کے نیم شب عاشقان کا کیا کہنا



شب و فراق میں پی پی کے اشکِ غم شاعِل قلق کی آتش سوزان بجھائی جاتی ہے	ایضاً
---	-------

(۱۶۵)

کب اسے شوخی رفتار لئے پھرتی ہے در بدر خاک لیسر خوار لئے پھرتی ہے چرخ پر اپنے چڑھائے ہوئے دنیا کی ہوس زلزلہ مشکبیں کی نہ پوچھو وہ بلا ہی بہ بلا	ہوس گرجی بازار لئے پھرتی ہے کیا کہیں حسرت دیرار لئے پھرتی ہے سینکڑوں کافرو دیندار لئے پھرتی ہے سینکڑوں ساتھ شب تار لئے پھرتی ہے
---	--

حشر میں رحمتِ حق سب کی تسلی کے لئے ساتھ شاعِل ساگتہ کار لئے پھرتی ہے	۲۲ $\frac{9}{19}$
---	-------------------

(۱۶۶)

نہیں نے کیا مری جانِ خریں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 نزاکت اس کے مانع ہی انہیں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 بُرا ہو سخت جانی کا کہ اُس نے پھینک کر خنجر  
 ہماری جان ہو کر خشکیاں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 چلا ہوں سوئے صحرا جب کبھی میں جوشِ وحشت میں  
 مری کانٹوں نے بڑھ کر استہیں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 نہ بہلا جب ترے محبوبوں کا دل طوق و سلاسل سے  
 جنوں میں کوئے جاناں کی زمیں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 ترا ہمسر کوئی کس طرح ہو صنّاعِ عالم نے  
 تری تصویر اپنے بہترین ہاتھوں سے کھینچی ہے

ہوا مشہور چھو لینے سے جس کے صبر ایوبی  
 وہ ہم نے صبر کی جبل المتین ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 جلاؤ گے مجھے کیا تم کہ میری جان تو اس نے  
 لیکن آسمان چار میں ہاتھوں سے کھینچی ہے  
 نہ کیوں دل میں اُتر آئے تری تصویر جب ہم نے  
 محبت کی لگا کر دور ہیں ہاتھوں سے کھینچی ہے

بلائے عشق سے ہے شگوشاغل ایسی دلچسپی	۲ ۱۱
جہاں کوئی نظر آئی وہیں ہاتھوں سے کھینچی ہے	

(۱۶۷)

دو نون جہاں میں قدر جو عرش کی ہے	وہ اُس کے آستان کے سب سے زمیں کی ہے
واعظ ڈریں گے خاک وہ نا تو ہم سے	سینہ میں جن کے آگ تے آتش کی ہے
فصل بہار آتے ہی کیا رنگ ہو گیا	دامن کا ہوش ہے نہ خبر آستیں کی ہے
اردو کو کیوں نہ ہند میں لہنے کا حق ملے	یہ خانماں خراب اسی سہ زمیں کی ہے
جلوے مری نگاہ میں ہیں کچھ طور کے	تصویر جب سے دل میں کسی مدحیں کی ہے
دنیا سے واسطہ بھی نہیں شیخ وقت کو	اور فکر بھی جناب کو رٹے زمیں کی ہے

دنیا کے میکرے کی ہے یا باغ حلد کی	پینے سے کام ہے ہمیں شاغل کہیں کی ہے
-----------------------------------	-------------------------------------

(۱۶۸)

کیوں کشمکشِ بیم ورجا ہم کو ملی ہے	کیا ہوش میں آنے کی سزا ہم کو ملی ہے
اک روشنی حسنِ بفتا ہم کو ملی ہے	جب سے رو تسلیم ورضا ہم کو ملی ہے
اک بار بھی ٹوٹے نہ گئے وہ توجہنا پر	سودا رو فاول پر سزا ہم کو ملی ہے



بکھر ہوش میں آئیں یہ نہیں ہوش کی باتیں فرقت کا کٹا دین تو شب بھر نے گھیرا خود چل دئے ہم نالہ شبگیر کی ہمراہ ہم بکھر فنا اور بقا کے ہیں شناور جو چیز کہ ہے خانماں برباد زمانہ	مشکل سے مئے ہوش باہم کو ملی ہے کیا کیا نہ محبت کو سزا ہم کو ملی ہے اس طرح کہ رستے میں عاہم کو ملی ہے گویا کہ فنا بہر بقا ہم کو ملی ہے یعنی کہ محبت وہ بلا ہم کو ملی ہے
رخصت ہوئے سب رنج و الم آتے ہی جہیں میں نے میں شغل وہ فضا ہم کو ملی ہے	ہی ہجرت ہی ہجرت ہی ہجرت ہی ہجرت

(۱۶۹)

شراب عشق بھی ہو حسن کی بہار بھی ہے خزاں کا دور ہو اور زرد لالہ زار بھی ہے بس اتنی بات پہ بکھر کر کم کو جوش آیا اٹھو کہ مردہ دلاں جہاں ہوں پھر زندہ تری خوشی میں خوشی ہی تری رضا میں رضا	مگر جہاں میں کوئی آج بادہ خوار بھی ہے مگر یہی ہے جو خونِ رگ بہار بھی ہے گناہگار گناہوں پہ شمار بھی ہے تمہارے ساتھ قیامت کا انتظار بھی ہے اگرچہ جھکوزمانے کا اختیار بھی ہے
یہ شغل شعر و سخن خوب ہے مگر شغل تمہارا نرم ادب میں کہیں شمار بھی ہے	ہی ہجرت ہی ہجرت ہی ہجرت ہی ہجرت

(۱۷۰)

مے بھی ہے ساقی بھی ہے سبزہ بھی ہے ساحل بھی ہے یوں زباں پر اب آؤں گا سا بھی ہوا دل بھی ہے دل متاعِ حسن بھی ہے عشق کا حاصل بھی ہے یہ تو سب کچھ ہے مگر اب کوئی صاحبِ دل بھی ہے
--

قیس ویسی ہی نہیں زندہ ہیں فیض عشق سے  
 بلکہ زندہ آج تک ناقہ بھی ہے تحمل بھی ہے  
 جس میں صرہا آرزو آباد ہیں لاکھوں امید  
 دونوں عالم کے علاوہ اک جہاں دل بھی ہے  
 عاشق ناکام کو سامانِ فرحت ہے نصیب  
 آبشارِ چشم بھی ہے لالہ زار دل بھی ہے  
 وہ جہاں چاہے ملے کیا پوچھتے ہو اُس کا حال  
 دیرو کعبہ کے علاوہ خافتاہ دل بھی ہے  
 ہجر کا سوزِ دروں اور وصل کا شوقِ فزوں  
 عاشقوں کے واسطے آساں بھی ہر شکل بھی ہے  
 آبد و اتل پہ مقتل میں کھلا دونوں کا ساز  
 سرنگوں عاشق بھی ہے اور خجرت اتل بھی ہے  
 کوچہ دل بریں تم جاتے تو ہوا سے دل چلو  
 دل اگر مازگا گیا دیو گے اتنا دل بھی ہے  
 کاش موشی پوچھ لیتے خضر سے یہ اور بات  
 رہو راہِ حجت کی کہیں منزل بھی ہے

آبرو دے میکہ شاعِل کو ہم مجھیں نہ کیوں  
 کوئی مینخانے میں ایسا ذکر و شاعِل بھی ہے

(۱۷۱)

یہ بھی اک شانِ کبریائی ہے	رُشک شاہی حری گدائی ہے
قید کا پھر پیام لائی ہے	سنّتے ہیں پھر ہمار آئی ہے



<p>اُس کی کوئین پر خدائی ہے  فاقدِ مستی یہ رنگ لائی ہے  عمر بھر کی یہی کسائی ہے  زاہدوں کی یہ پارسائی ہے  میری تو بہ محب ہوائی ہے  دوسرا نام پارسائی ہے  میکدے میں بھی کچھ رسائی ہے  راست بازوں کے کچھ ادائی ہے  کیا بھی تم نے آزمائی ہے  یہ بھی اک شانِ لیبائی ہے</p>	<p>جس کی دہک تیرے سائی ہے  میکدے میکدے گدائی ہے  عشق کا غم جہاں کی رسوائی  حور و غلام پہ جان دیتے ہیں  آتشِ رنگ سے لگی کہ آڑی  مئے گلگلوں کا بادہ خواروں میں  مانتا ہوں کہ شیخِ وقت ہر شیخ  حسنِ اخلاقِ حسن کیا کہنا  کیوں وفا پر گھاتے ہو الزام  آنکھ سے چور کے دل میں ہستے ہو</p>
--	---

<p>فکر دنیا و دین نہیں تھا غل  ایسی ساتی نے سے پلائی ہے</p>	<p>جی  نہیں  جی</p>
---	-----------------------------

(۱۷۲)

<p>تو اپنے انہیں سب کرم یاد آئے  حرم میں بچے جب صنم یاد آئے  تری زلف کے بیچ و خم یاد آئے  تمہارے کرم پر کرم یاد آئے  نہیں ہم بھی اہلِ عدم یاد آئے  بہت دینے والوں کے دم یاد آئے  کہیں اپنے قول و قسم یاد آئے  جو آئے تو دیر و حرم یاد آئے</p>	<p>ابھی بھولے بھٹکے جو ہم یاد آئے  عادت سہی پھر بھی کیا کم ہو غلط  پھنسا جب کوئی دایم دنیا میں عاشق  لگا زخم پر جب کوئی زخمِ تازہ  نہ بھولے ہیں ایک نہ بھولیں گے تم کو  بھر دے بھر دے میں یر باد ہو کر  ہمیں تو ہیں سب یاد لیکن تمہیں بھی  صنم یاد آئے نہ حق یاد آیا</p>
---	--



وفا و جفا کو جہاں نے بھلایا جہاں کا جب سوئے آستانِ حرمِ سر	نہ تم یاد آئے نہ ہم یاد آئے بتوں کے جیسے کو قدم یاد آئے
---	--

وہ اپنی نگاہوں سے جب حو یا آئیں تو شغلِ کد کیوں جامِ حرم یاد آئے	۱۲ ۱۱/۴۵
---	----------

(۱۷۳)

ادائے کافرانہ کا جو اُس کی وار ہو جائے کہیں مجبور ہو جائے کہیں مختار ہو جائے یہ فرضِ ہوش ہی تجو جمالِ یار ہو جائے نظرِ بیکار ہو جائے نہ دلِ بیکار ہو جائے یہ کیا کہتے ہیں ابلِ کارِ اناں اور محبت میں حرم تو پھر حرم ہی تنگدے میں بھی اگر بیٹھیں مرضِ دردِ فرقت کی دُعا کا یہ نتیجہ ہو کسی صورت بدل جائے دلِ ناکام کی صورت کماں بنکر عکسِ ہمِ دل میں دینگے پائے جاناں کو ابھی تو یہ تمنا اُس کی پوری ہو نہیں سکتی وہ خود ہی جل رہا ہے آتشِ نخوت کے شعلوں سے سنبھال لے پیچھے ترکانِ کماں ابروئے پر خم کی رقیبوں میں چہرے ہیں ہانک ہو سکے رو کو میں بھی اُسے تو خضر چھا کر نہیں سکتے	اسیرِ حلقہ زنا رہد بیتِ دار ہو جائے توشتِ خاک اُس کی محرمِ سرار ہو جائے وہ موسیٰ ہی نہیں ہوتا کہ جو ہتیار ہو جائے فرہ جب ہی کہ ناظرِ خود سراپا یار ہو جائے قدم سے کام تو جب لے کہ سر بیکار ہو جائے صنم تو چیز ہی کیا ہیں خدا نک یار ہو جائے اشترِ پیچھے ہے پہلے ہی ہاک یار ہو جائے صنم خانہ تھے یا خانہ خمار ہو جائے جو تن کہ تیر ہوتا ہے قدِ دلدار ہو جائے مراتا گر یہاں قیس کی دستار ہو جائے عدو کو بد دعا کیوں دے کہ وہ فی النار ہو جائے لگا تیر نظر ایسا کہ دل کے پار ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو اردو زبانِ یار ہو جائے حیاتِ جاودانی کا جسے آزار ہو جائے
---	---

ہمیں کافی ہو شاعری بادلِ عرفان کا ساغر اگر ہوتی ہے دنیا حصہ اغیار ہو جائے	حسی عقائدِ خبیثہ میں غلامِ تیغاب جہیز
--	--



دعا کیا مانگتے ہو آہ میں تاثیر ہو جائے	مرہ جب ہے محبت کا نظر اکیر ہو جائے
نہ ڈالو عکس رخ تصویر پر اپنی مرکل میں	کہیں ایسا نہ ہو تصویر در تصویر ہو جائے
کہا کرتے ہیں پیر میکدہ اپنے مریدوں سے	خدا سے جو ملا چاہے فدائے پیر ہو جائے
یہ ناممکن مگر آساں سے آساں ہو جو تم چاہو	رہیں منت تقدیر ہر تہ ہیر ہو جائے

تیری بندہ نوازی ہو تری ذرہ نوازی ہو	اگر شاغل غبار کو چہ شبیر ہو جائے
-------------------------------------	----------------------------------

وہ درد بخش کہ پتھر گداز ہو جائے	وہ سوز دے کہ نفس شکاز ہو جائے
مجھے بھی اپنے مقدر پہ ناز ہو جائے	وہ بے نیاز جو بندہ نواز ہو جائے
گرم ہو اے نگہ ناز اور اتنا ہو	نیاز مند ترا بے نیاز ہو جائے
حضر حیات پھدے میں کیوں پھنسے رہیں	کسی کی زلف جو عمر داز ہو جائے

رہیگا میکدہ ہی میں امام دیں شاغل	پکار لیں جو وقت نماز ہو جائے
----------------------------------	------------------------------

کچھ تو استقبال فصل کا سا مانجے	فکر داماں کیجئے فکر گریباں کیجئے
انحصار بندگی واعظ عبادت پر نہیں	بندگی یہ ہے کہ ہر بندہ پر احال کیجئے
اپنا مذہب ہی جو رہا اپنا مسلک ہی لگ	حضرت واعظانہ ذکر کفر و ایمان کیجئے
کم سے کم تصویر میخانہ لگا کر قبر پر	کچھ تو زارہ کیلئے بخشش کا سا مانجئے
بات توجہ ہے شریک بزم رندان ہو کے شیخ	میکدے میں تیاز کفر و ایمان کیجئے
صحف رخ دیکھ کر تیرا مفسر کہہ اٹھے	اس سے بہتر اور کیا تفسیر قرآن کیجئے



میکرے ہی میں خضر موجد ہر آب چیا اب کہاں فرما دہ محنوں کا مذاق عاقی ہر تو سب کا ہو نہیں سکتا کسی کا بھی نہیں ایک جانے ار اپنے پاس در بتخانے میں جانتا ہوں جانتا ہوں اُس کی غیرت کلیم یا کیا زاری کا تقاضہ ہے کہ راہ عشق میں	کیوں اندھیرے میں کندر کو پریشاں کیجئے داستان عشق زیب طاقِ نسیاں کیجئے ختم آخر قصہ گبر و مسلمان کیجئے رشتہ یوسفینکڑوں کس کس پیراں کیجئے سوچ کر ہاں سوچ کر اٹھارہ رباں کیجئے دامن یوسف بڑھ کر اپنا دامان کیجئے
---	---

دُستِ تو بہ حضرت شاعِل یہ کوئی بات ہے  
موتے ساغر سے رختے چاکِ ایساں کیجئے

(۱۷۷)

غیرت سے جاں نثار کے تیور بدل گئے لے لے کے زارِ راہ کو اپنے محل گئے پیغمبری کی شان ہی کچھ کام آگئی صحرا میں قیس کوہ میں فرما د رہ گیا صبر و سکونِ تابِ توان قرار و ضبط کیا جانے مرد ہی تھی شہید بھر تو کہاں بہن نے جو کی دعا تو کسی نے یہ دی ندا اب تنگ نہائے دہر غضبِ خار زار ہی تابِ نظارہ یوں ہمیں حاصل ہوئی کلیم بھر کر شہرِ آبِ نذر جو ساتی نے کی نگاہ	پردانے اُس کی بزم میں کیوں گئے جل گئے مفلس کہاں جہاں سے اہلِ دل گئے غش کے جو بعد حضرت موسیٰ سنھل گئے عشاق تیرے عرش سے آگے نکل گئے تیری نگاہ پھرتے ہی سارے بل گئے نانے تری تلاش میں صد ہا اہل گئے پھر دل میں کیا رہیگا جو ارباں نکل گئے اچھے لہے وہ لوگ جو پہلے نکل گئے ہم اُس کی جلوہ گاہ میں نکلوں بل گئے سب میکشوں کے ہاتھ سے سلوا چھل گئے
---	---

تم آج لیکے آئے ہو آبِ بفتا خضر  
کوثر کی سمت حضرت شاعِل تو کل گئے



(۱۷۸)

دیوانہ وار، دار ہزاروں کئے گئے	ہم جیسے سخت جان تو پھر بھی جئے گئے
کیا کیا ظلم آہ و فغاں پر کئے گئے	آئی اگر زباں پہ تو لب سی دئے گئے
اب کیا دھڑا ہے باغِ تمنا میں بلبلو	جئے کل امید تھے سب چن لئے گئے
اب حق شناسیدوں میں تری کیا کلام ہے	بدلے وفا کے ہم کو جفا سے دئے گئے
آئے تھے بزم میں جو قصائد لئے ہوئے	پڑھتے ہوئے وہ در سے ترے مرثئے گئے
ہم اور تیرے سامنے جھک جائیں اے فاک	سجڑے تو ہم کریں گے نہ ہم سے کئے گئے

۱۷۸

شاعری یہی رہی جو زمانے کی سختیاں  
وہ بھی نہ بچ سکیں گے جو اب تک جئے گئے

(۱۷۹)

آگے کوچے میں ترے ہفت میں نام ہوئے	دونوں عالم کے گئے کام سے کام ہوئے
ایک وہ ہیں کہ نکایت ہو انہیں عیش میں بھی	ایک ہم ہیں نہ میسر ہمیں آرام ہوئے
شدت درد ہوئی خوشی تقدیر سے اور	مرضِ عشق میں جب طالبِ آرام ہوئے
وحشی و غمزہ و شبِ فتنہ و رسوائی	ہوئے مشہور ہمارے تو یہی نام ہوئے

۱۷۹

تھے کبھی حضرت شاعر بھی جہاں میں شہور  
ایک مدت ہوئی اب تو انہیں گناہ ہوئے

(۱۸۰)

اک دل بے آرزو دے چمکاتے ہوئے	عمر گزری ہی الہی ہاتھ پیساتے ہوئے
اُس کی خلوت میں گہیاں سکار عجب حسن ہے	یوں تصور بھی چمکتا ہو وہاں جاتے ہوئے
پچھونک دیگا حسنِ عالم سوزِ نیائے خیال	یوں تامل ہی تصور میں اُسے آتے ہوئے
مطرب جذبات میں نے سنے ہیں بار بار	عشق کے نغمات سازِ حسن پر کلاتے ہوئے

بارِ عصیاں کو غرقِ بحرِ رحمت کر دیا ہے اگر پاسِ جیسا بن کر تصور آئے میں بھی اک محشر دکھانا کیا کہوں و اہلِ حشر ہو نثار لے رہو راہِ حقیقت ہو نثار	معصرت کو شرم آئی مجھ کو شرماتے ہوئے پھرنہ دیکھنے کا کوئی آتے ہوئے جاتے ہوئے بھول آیا دل کو دنیا میں یہاں آتے ہوئے دیر دیکھو بھی ٹہرس گئے راہ میں جاتے ہوئے
میکرہ کھلتے ہی شاعری فصل گل ہو یا خزاں ابرِ رحمت دیکھتا ہوں ہر طرف چھاتے ہوئے	۱۶ ۲۶

(۱۸۱)

اللہ اللہ اہتمامِ بزمِ جاناں دیکھئے اب ہی عیدِ من سرائی او کلیم اب آئے لے لیا اُس کی نگاہِ ناز نے ہاں لے لیا دلکشی ایسی کہاں ایسی کہاں رنگینیاں پتھرِ رخ سے آئے میسما اور یہ کہہ کر چلے گئے جگمگا اٹھتی ہیں یوں تارِ بکیاں تقدیر کی نعمتیں لاکھوں میسر رہتیں بے انتہا ذرہ ذرہ کوئے جاناں کا اڑا کر لے گیا	اُس کی چلن بن گیا تارِ رگِ جاں دیکھئے میری آنکھوں سے جالِ دے جاناں دیکھئے چشمِ کافر دیکھئے اور میرا ایساں دیکھئے کوئے جاناں دیکھ کر کیا باغِ رضواں دیکھئے سوچتے ہیں کچھ علاجِ سوزِ پہناں دیکھئے ناہ کنعاں دیکھئے اور سبیتِ زرداں دیکھئے میکرے میں آکے اعظا بزمِ زرداں دیکھئے باغِ جنت کے لئے تدبیرِ رضواں دیکھئے
حضرت پیرِ مغاں کا ہے وہی شاعری مرید جس کے ساغر میں جھلکتا نورِ ایماں دیکھئے	حضرت پیرِ مغاں کا ہے وہی شاعری مرید جس کے ساغر میں جھلکتا نورِ ایماں دیکھئے





سُگشتہ و مغموم ہے یا وقفِ گزند پھر بھی نہیں بایں ہوں اس سے ہرگز	بے علم سہی اور نہ سہی دو لقمہ صد شکر کہ ہے حوصلہ قوم بلند
بازار میں بکتی نہیں عقل و تدبیر جس قوم میں تنظیم ہو اور جوشِ عمل	اس دور میں بیکار ہے زورِ شمشیر وہ آبِ بدل لیتی ہے اپنی تقدیر
کردل میں شکست خوردگی کا نہ خیال سُن! فتحِ قدم چمے گی تیرے آکر	لڑنا کچھ آتا نہیں اے مردِ جہاں تنظیم کی تلوار لے تعلیم کی ڈھال
اے شیفۂ دولت و کنج و زر و مال تو فکر میں غرقِ رات دن ہم بے فکر	دیکھا ہے کبھی علم کا بھی جہاں تو حرص سے ہم غنا سے ہیں مالا مال
ہم شعرِ ٹپ ہیں آپ ہوں مصنفِ کلام جب کاوشِ دل کی دادیہ ہو شاغل	کیا بات ہے واں نہ ہے ذوقِ تمام پھر ایسے مشاعروں میں ٹپھنے کو سلام
کہتا ہے مٹا دوں گا اے چرخِ کہن ہشیار ہوں حامیِ اردو ورنہ	اردو کا نہ چھڑوں گا زمانے میں چلن اردو نہ رہی تو پھر کہاں بزمِ سخن
اس بھر میں کیا کیا نہ پریشاں ہوں میں قنوت میں مری کا دبا زاری ہے	بچاؤ کہ گراں ہوں مگر اہ زاراں ہوں میں آئینہِ فردش شہرِ کوراں ہوں میں
افسوس نہیں اگر زورِ وسیم نہیں ہر زندگی اس کی اک خیالِ موہم	اندہ نہیں جو غرورِ تعظیم نہیں جس قوم کے افراد میں تعلیم نہیں
ہم بندہ اخلاص ہیں دامنوں کے نہیں جے پور میں ایسے بھی بہت ہیں شاغل	اعمال کے نقاد ہیں ناموں کے نہیں باتوں کے بڑے مردِ ہیکلوں کے نہیں
جب تک رہے ہم ملازمِ سرکاری اب بھی ہیں رفیقِ اپنے لیکن یہ تین	اجناسب کیا کرتے تھے خاطر داری بیماری و بیکاری و پیشِ خواری



دولت ہو نہ عزت ہو نہ عظمت باقی	جرات ہو نہ طاقت ہو نہ ہمت باقی
اٹھ جوشِ عمل کیساتھ بزمِ احباب	ہے قوم کی تسلیم کی خدمت باقی
اردو کو نہ سمجھو کہ یہٹ جائے گی	امید مخالفوں کی برائے گی
انگور کی بیل ہے زبانِ اردو	جتنی یہ چھٹے گی اتنے پھل لائے گی
ایمان کی اپنے آپ عزت کیجے	مخلوق کی صدقِ دل سے خدمت کیجے
انصاف کو ہاتھ سے نہ دیکھے ہرگز	پھر سارے جہان پر حکومت کیجے
آوازِ سربیلی نہ گلا کام کا ہے	شاعر بھی اگر ہے تو فقط نام کا ہے
اس نور میں تحتِ لفظ پڑھنے والے	آرام کریں کہ وقتِ آرام کا ہے
جب تک لہے باکار تو باکار ہے	بیچارہ ہوئے تو پیشِ خواہ رہے
پھر بھی جو لہے کوئی تو بیزار ہے	صدِ شکر کہ دنیا پر نہ ہم بار رہے
کیا عمر نہیں ملی ہے کھونے کے لئے	اور حاصلِ زندگی ڈبونے کے لئے
اٹھو اٹھو کہ صبحِ پیسری آئی	کیا کم تھی شبِ شباب سونے کے لئے

## قطعات

اک یہاں بنا کے دعوت کا	خوب موقع ہے شکرِ نعمت کا
دلنے دانی پہ تہر ہے تشاغل	کون کھاتا ہے کس کی قسمت کا
از زبانِ ظلم	
منم زندہ دارندہ رزم ہا	منم یاد آزندہ بزم ہا

۱۱ جے پور کی ایک قدیم مگر بے عمل و گنہگار ادبی جماعت ۱۲

میت چو خواہد جو عم کند	باظہار ذاتِ خودش عزم ہا
قطرہ قطرہ مل کے دریا ہو گیا	ذرہ ذرہ جب ملا صحرا بنا
تو بھی بنتا چاہتا ہے کچھ اگر	کر کفایت پیسے پیسے کو بچا
کیوں نہ تخت اللفظ خوان ہو جائیں لبت	کر دیا نغمے سے تو نے اپنے مست
کسا تو سکتا ہوں مگر اے ہم نشین	اُنچہ فخر تست آن نہ گزشت
بیری میں ہی تو اس کے کرم سے ہی بس امید	ورنہ گنہ شدید ہیں او کس قدر شدید
جس نے سفید کر دیا موئے سیاہ کو	وہ ہی کرے گانا مہ اعمال بھی سفید

## عید مبارک

عید میں تین حرف ہیں شامل	ع۔ ی۔ د اے خلوص شعار
عین ہے لفظ عین کا اس میں	جس کے معنی حقیقت اور دیدار
اور ہے لفظ یگانگت کی بے	دال سے لفظ دل کا ہے اظہار
مل کے تینوں حروف عید بنی	میل ملت کا عید ہے اظہار
در حقیقت یگانگت دل کی	عید کو چاہئے بلا اجبار
سینے ملنے سے کچھ نہیں ہوتا	دل بلبس تب ہو عید کا اظہار
جس طرح مل کے حرف عید بنی	یوں ہی ملجائیں سارے اہل دیار
عید ہے اتحاد کا منظر!	عید ہے اتحادِ دلیل و نہار
جسم و بلبوس ہی نہیں کافی	دل بھی ہو مثل گوہر شہوار
پاک گرد و غبارِ نفرت سے	صاف و شفاف مثل روئے نگار

عید مبارک  
۱۳۸۶ھ

سارے اجاب کو مبارک ہو  
شادمانی عیدِ راکھوں بار



تاج آزادی ہی "آزاد" کا شاہِ آزادی نہ ہو "آزاد" کیوں	یا پھر میرا ہے صفتِ الفاظ پر تاجِ آزادی کا ظاہر ہے اثر
مکڑے کر دیں گے تمہارے چینیو سراڑ دیں گے تمہارے دیکھنا	کاسٹہ چینی کی صورت تو رکھ ہندو الے سب کے سب سر جوڑ کر
جس کو لا سکتی نہ تھی دنیا کی طاقتِ بزم میں ہے پلاننگ فیملی کے سلسلہ میں جب یہ بزم رشتہ کا ہر زمانہ لازمی ہو کنٹرول کثرتِ اولاد سے یہ مفلسی کا حال ہے چار کا ندھے چار ٹغلیں در چاروں اونگھیاں جنگ کے میدان ہیں یا ہیں غریبوں کے یہ گھر کثرتِ اولاد نے یہ دن کھائے ملک کو کثرتِ اولاد سے ماں باپ کا یہ حال ہے آج کل کرتے ہیں جیسے آپریشن ڈاکٹر کثرتِ اولاد کا کوئی نہ کوئی ہو سبب	اُس کو لے آئے کسی بھی طرح سے جبر و قوت شعریوں پیدا کریں پھر شعرا ان با وقوف جب نہیں لکھنے کو روٹی کیوں خریدیں پھر قوت رہ گئیں خالی دو آئیں اب سیاہی ہو نہ صوف کوئی بھی خالی نہیں ماں باپ ایسے ہو قوت لڑکیوں کی ہیں قطاریں در لڑکیوں کی صفوں آدمی کے واسطے غلہ نہ بیلوں کو علوف ماہ کو جیسے خسوف اور جہر کو جیسے کسوف یوں اطبا بھی کریں ایجاد عمدہ سامفوف ہم تو اس کا ڈالہ اپر چارج کرتے ہیں پروت
یہ پلاننگ اس طرح مل جل کے کرنا چاہئے جس طرح اردو میں تلفظِ فیملی کے ہیں حروف	
میں نے کی تعریف جس کی ہو گیا مشہورِ خلق نوش بھی ہو نیش بھی ہو میرا کلکِ زبان	اور کی تحقیر جس کی ہو گیا مقہورِ خلق شہرِ فالت بھی یہی ہو اور یہی زنیورِ خلق
یومِ اردو منائے بینک گائے یعنی کچھ غسل کچھ	تا کہ پہنچے صدا حکومت تک مشوروں کی تو بیج چکی ڈھولک
تھا لباسِ سفید مدت سے	ایشیا کا علامتِ ماتم



وہ سیاہی میں ہو گیا تبدیل عینِ فطرت تھا وہ لباسِ قدیم یوں ملا ہی لباسِ موئے سفید	اہلِ یورپ نے جب جائے قدم اُس کی سنئے دلیلِ مستحکم کیجے، عہدِ شباب کا ماتم
اُس کے کرم نے جوش میں بیکر لائے عام بہرِ قبولِ حاضر خدمت ہوا اس لئے!	مجھ سے گناہگار کو بخشا ہے جو طعام لازم ہے میزبان پہ ہماں کا احترام
عہدِ پیری کی نغراں پر ہی بہاؤ لیاں کیا عجب ہے کہ ترے فضلِ دکر م سے یارب	خود بخود محو ہوئے جاتے ہیں صد ہاراں محو ہو جائیں یونہی فردِ عمل سے عصیاں

برائے یومِ خسرو تاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۶۳ء بمقام میزجی کا باغ "جے پور"

خسرو ملک شہزادِ کاشان بچھ پہ رحمت ہو بانیِ اردو گلِ بد اماں ہی مغرب و مشرق کا مٹا چاہتے ہیں اُس کو حریت ہیں نہ یانیں جہاں میں تیر ہزار تیری امداد کی ضرورت ہے باغِ اردو ہیں وہ بہار رہے	دلیر حضرت نظام الدین کیا لگا یا نہالِ خوش آئیں گلِ فشاں ہی وہ صورتِ نسریں اُس کے دشمن ہو گئے ہیں کچھ خود ہیں اُن میں یہ تیسری ہی صدر نشین تو دعا مانگ ہم کہیں آئیں ہر خباہاں ہو رشکِ خلدِ بریں
جن کو دنیا میں کچھ نہیں آتا قابلیت جو پچھلے اُن کی	اعترافوں میں خجستہ ماہر ہیں ہو گا ارشاد ہم تو شاعر ہیں
شجرِ عمر و دروزہ کا ٹر کچھ بھی نہیں وائے افسوس گراں باریِ عصیاں کے سوا جس میں خوشبو کے انہوں پھولِ گلستاں ہی نہیں	صبحِ پیری ہے لگے رنگِ صحر کچھ بھی نہیں پاس بہکا جمِ سفرِ رختِ سفر کچھ بھی نہیں آدمیت نہیں انساں میں تو انساں ہی نہیں



ہی بڑی بات کہ احباب یہاں جمع ہوئے	ورنہ اس درمیں لفریح کا سماں ہی نہیں
دل میں انسان کے ہمدردی نساں ہی نہیں	اور سب کچھ ہو مگر جذبہ احساں ہی نہیں
جو گناہوں کی سیاہی کو چھپانے کا شغل	اُس کی رحمت کے علاوہ کوئی داماں ہی نہیں
شاعروں کو نرم میں لاتی ہو خواہش داد کی	داد دلجائے تو گویا مل گیا تاج و تکیں
صنعتیں شعرو سخن کی مٹ رہی ہیں جھل	ہاں نرم کا ترقی پر ہے خورشید ہمیں
ہملمہ ہیں ہر سہ حرف داد ظاہر بات ہے	ہملمیت کے لئے یہ عہد و کوشش ہمیشہ
نہ اس سے کیا غرض یہ اپنا اپنا ہو مذاں	ہملمہ صنعت بھی تو شعرو سخن سے ہے قویں
ہاں بجا تو شعرا اس صنعت کے کچھ کرتا ہوں میں	کوئی ہل ان کو سمجھے یا نہ سمجھے غم نہیں
چاکِ قسمت کو اپنے سینے میں	اک سہارے پہ ہم تو جیتے ہیں
کچھ نہ کچھ شغل چاہئے شاعراں	جے نہیں ہو تو چائے پیتے ہیں
جان تک حاضر ہے اپنی کوئی نہاں ہے تو	خدمتِ ہماں کی عزت ہمیں کچھ پائے تو
پھر مزہ دیتا ہے شاعراں تیرا کہنا بار بار	شکرِ نعمت ملے تو چیدا انکے نعمت ملے تو

بڑی طرح سے مٹا رہا ہے زمانہ نام و نشانِ اردو

مال سے بچ رہی ہیں لیکن محافظ و پاسیانِ اردو

رہی نہ اردو تو شعر کیا کہاں کی نظمیں کہاں کی غزلیں

اگر ہے رکھنا کلامِ زندہ تو رکھئے زندہ زبانِ اردو

کیوں کسی کو آرزوئے دید ہو

کیوں کسی سے لطف کی امید ہو

کم سے کم اتنا تو ہو جو خیال

عید کا احساس بعدِ عید ہو

جو نہ مر ہوں امید و پاس ہو

رسمِ دنیا کا اسے گیا پاس ہو

لے ملاحظہ ہو غزل نمبر ۷۲ -

اُس سے پوچھو انبساطِ روزِ عید	شادی و غم کا جسے احساس ہو
میگاری کا ہے جوازِ مگر	شاعری بے پئے نہیں ہوتی
کیا ضروری ہے آپ شاعر ہوں	تن کو کپڑا نہ پیٹ کو روٹی
مفتیانِ شعر کا فتویٰ ہے کیا	عرس کی محفل ہو اور نصیبِ نبی
شاعرِ مخمور ہو نغمہ سرا	ہو مسلط اُس کے اوپر بخودی
یہ سوال ہندو و مسلم نہیں	ہو ادبِ آداب کی نوحہ گری
کیا یہی اسلام اور ایمان ہے	کس کی یہ کہتا ہو شاعرِ پیروی
کیا کسی درویش کو زیبا ہے یہ	خواہشِ شہرت سے نہ اندھا سہی
آپ بھی خاموش رہتے ہیں اگر	کیا بچا لیگی گنہہ سے خامشی
یہ مذاق اچھا نہیں ہے شاعر و	لے نہ جائے گا وہ یہ میں شاعری
”منظور ہو گزارشِ احوال واقعی“	گو عرض و التماس کی نوبت نہیں رہی
البتہ شاعروں کے لئے ہی مقامِ غور	اردو بغیر آپ کی کیا ہوگی شاعری
الٹا جو شراب کو تو بارشِ ٹھیری	ادرے کو جو پلٹا تو وہ یم کہلائی
پانی یہ بقا ہو منحصر جب واعظ	پھر بے پئے انسان ہے کیونکر باقی
حقیقت میں نظر میں ایک ہیں ہندو و مسلمان	برابرِ سجدہ و زنا ر آسن بھی مصلابھی
وہی اہل صفا کا پیشوا و صدر ہو شافل	جسے کہتے ہیں سب اہل جہاں بندت بھی ملا بھی
قلبِ مضطرب ہو عہدِ پیری سے	چشمِ شہد ہو عہدِ پیری سے
پوچھتے کیا ہو پوچھنے والو	موت بہتر ہے عہدِ پیری سے
<p>۱۔ مراد پندت آنند نرائن ملا۔ جن کی زیرِ صدارت کل ہند اردو کانفرنس ۱۹۶۲ء میں بمقام جے پور منعقد ہوئی۔ ۱۲۔</p>	



لیوٹے پھول جھڑتے ہیں ترنم دل بھواتا ہے اسی سے توجیات جاوداں پائی ہر اردو نے!	زباں سے شعر نکلا اور جلسہ جھوم جاتا ہے مگر اس کے سوا کچھ اور بھی حضرت کو آتا ہے
غضب میں جان ہر ناصح کی بیوقوفی سے بیکب خضاب ہے بالوں پہ عہد پیری میں	بغیر سمجھے ہوئے اعتراض کرتا ہے لیا اس مائیم عہد شباب پہنا ہے
بہار سے ہر تعلق نہ جام وینا سے سبب جو پوچھا کہا الفت سلاب اور کہا	یہ دور وہ ہو کہ شاعری بھی ان سے تائب ہے اُنکے دیکھے حضرت بہار رہا ہے
غبار سے بربادی سر و سمن بلبلان ہند ہوں کیونکر نہ شاد	آج تک اہل چین کو یاد ہے گلشن برباد پھر آباد ہے
وضد اران جہاں کب چھوڑتے ہیں اپنی وضع اُن کو بدلے بھی جو کوئی تو رہینگے جوں کے توں	آسمان بدلے زمیں بدلے زمانہ کچھ کہے جیسے بدلے کوئی لفظ میمن و نون و واو و یے
عید کی رنگینوں کی دھوم ہے کلمہ گو کلمے سے واقف ہی نہیں	رنج و اندوہ و الم معدوم ہے قوم کی حالت بھی کچھ معلوم ہے
لال کپڑے پر ٹریفک کے ہیں کاشن سینکڑوں ہندی انگریزی پڑھوں کی جان کاری کے لئے لیکن اردو کا کہیں نام و نشان طلق نہیں گویا مستثنیٰ ہیں اردو داں ہر اک قانون سے	
عہ برائے شاعرہ ٹریفک و یک منعقد ہے پور بتا رہے ۱۳۹۹ منجانب پولس راجستھان جس میں اردو کو نظر انداز کیا گیا تھا ۱۲	



## اول بر غزل حضرت مولانا سلطان الدین احمد مبین جمالیؒ

اُترے ہو مرے دل میں پہ نہ سمجھ کر	جاں لینے کو تیار ہو نہ رانہ سمجھ کر
اور پھر بھی جدا رہتے ہو دیوانہ سمجھ کر	مرتا ہوں اسے شوخی جا نہ سمجھ کر

ہو دل میں مرے تم مجھے بیگانہ سمجھ کر

مٹا ہے مرا سلسلہ گلزارِ قدم سے	پیدا گل ہستی کیا میں نے ہی عدم سے
آگاہ نہیں آپ مرے فیضِ انعم سے	سرسبز ہو گلزارِ محبت مرے دم سے

کاٹو نہ مجھے سبزہ بیگانہ سمجھ کر

اس طرح کیا خاک کو اکسیر کسی نے	پتھر کو بنایا تری تصویر کسی نے
خمرہ کو کیا حاصلِ تنویر کسی نے	اللہ رے آراش تعمیر کسی نے

کعبہ کو بنایا کھٹا صنم خانہ سمجھ کر

لکھیں جو عدم میں نہ دل زار دے پائی	اور رہبری شوق نے کی عقدہ کشائی
اب ذوقِ نظر کہے کہ تمت کی رسانی	دنیا تو عجیب بزمِ دل آرا مکمل آئی

وحشت میں چلے آئے کھٹے میرانہ سمجھ کر



کیا کیا حرم و دیر نے دھوکہ میں نہ ڈالا	کب کب پڑا راہزوں سے مجھے پالا
ساقی نے غلط راہ کے خطروں سے بکھلا	مجھ کو اثر صحبت زہراں نے سنبھالا
کعبہ کو چلا ہی تھا صنم حنا نہ سمجھ کر	
وہ آئے جسے دردِ محبت ہو گوارا	وہ آئے جو ہو غمزدہ معشوق کا مارا
اس راز میں رازِ غم کو مین ہے سارا	ہر چشمِ بیہست کا ہر دم یہ اشارا
لو ہاتھ سے ساقی کے تو پیمانہ سمجھ کر	
سودائی و محبوں ہو کبھی بھگو بتاتے	بدوانہ سمجھ کر سرِ محفل ہو جلاتے
احباب بھی اب مضحکہ میرا ہیں اڑاتے	نمِ حسن کی اپنے بھی ہو کیوں نشان گھساتے
کیوں ہوتے ہو رسوا مجھے دیوانہ سمجھ کر	
یہ سن کے نہ آنے کی قسم اُس نے ہے کھائی	تاب و خرد و ہوش نے کی خجہ سے جدائی
نارِ یک ہوئی جاتی ہو نظروں میں خدائی	ہر شب بار کہ آئی شبِ فرقت و راب آئی
دے ساتھ مرا ہمتِ مردانہ سمجھ کر	
انساں ہو سزاوارِ محبت کر کے دم سے	اور لذتِ آزادِ محبت کر کے دم سے
ہوتا ہے ہر اک کارِ محبت کر کے دم سے	ہے گر خی بازا و محبت کر کے دم سے
دھوکہ میں نہ آنا مجھے دیوانہ سمجھ کر	
ہر نرم میں ہوتا ہے مرے عشق کا چرچا	اور اُن کو بھی افسانوں کے سننے کا ہی چکا
اب نخوت و تمکین کا اُڑے جاتا ہوا خا کا	دردِ دل بیتاب اثر کر کے رہیگا
وہ لاکھ سنیں حالِ دل افسانہ سمجھ کر	
شانِ کرمِ پیرِ خرابات دکھادی	اور کافر و دیندار کی تفریق مٹادی
اُس نے درِ میخانہ پہ جب آکے صرا دی	ہے عام وہ ساقی کی عنایت کہ پلا دی
نہاں کو گدا سے درِ میخانہ سمجھ کر	



اک جرعه میں نساں کی بدل تیا ہو حالت اہل حرم و دیر پہ ہے عالم حیرت	ہے پیر خرابات کی ادنیٰ یہ کرامت کس حق سے کرتا ہے بیاں رازِ حقیقت
ایک ایک گدائے درمیں نہ سمجھ کر	
مسجدِ ملک کرتے ہوا و راس پہ ہواڑتے سننے ہوا ناالحق تو بہت کچھ ہو جھگڑتے	اپنوں کے لئے قبیح مخالف سے ہواڑتے دعوے پہ خدائی کے ہو کیوں اتنے بگڑتے
دینی تھی ہمیں ہرست مردانہ سمجھ کر	
افس کہ خود کام نے انجام نہ سوچا ہر بزم میں ہی اُس کے ہی ناموس کا چرچا	جلجلی نے کو سمجھا طیشِ دل کا مداوا بہروانے کے جلنے نے کہا شمع کو رسوا
جلنے پہ کرے ناز تو پروانہ سمجھ کر	
یہ راز کھلا شاعریٰ فرزانہ پہ شب کو شرمندہ ہوا طرزِ فقہانہ پہ شب کو	گذری ہے عجب اعظ دیوانہ پہ شب کو چھڑا تھا مبین نے درمیانہ پہ شب کو
واعظ کو گدائے درمیں نہ سمجھ کر	۲۹
دوم ایضاً	
مالِ عاشقی شایر پی ہی بزمِ امکاں میں کوئی بلبل کو دے آئے خبر جا کر گلستاں میں	کہ اک ماتم سپاہی ہر طرف دنیاۓ اراں میں مرادِ خون ہو کر رہ گیا ہی کوئے جاناں میں
چلو چکر ملا آئیں اُسے خاکِ شہیداں میں	
یہ جوئے کثر و نسیم سے آتی ہر عو سنو اس باب میں پیرِ مغاں کا قول ہو واعظ	بڑھا و اعتراض و کفر کی اتنی نہ عو اگر دریائے رحمت جوش میں آتا تو اے واعظ
بنیں گے ساتھی کو شری ساتھی بزمِ زنداں میں	
مجھے جب حضرت پیرِ مغاں معنوم پاتے ہیں	نئے انداز سے بزمِ توحش زشی سجاتے ہیں



مگر اب جلسہ عیش و مسرت کس کو بھاتے ہیں	حریفان سب کو کش رفتہ رفتہ اٹھتے جاتے ہیں
بھلا کیا خاک مٹیوں کی لگا کر نیم رنداں میں	
پڑے ہیں شیخ اور زاہد عبت جنت کے چکر میں	کبھی رندوں میں آ بیٹھیں کہاں انکے مقدر میں
بہلا یہ بات کب ہو بادہ ملتینم کو تر میں	غریب بھر رحمت ہو گئے ایک ایک ساغر میں
نزدول رحمت حق کس قدر ہی نیم رنداں میں	
”اَنَا الْمُسَوَّمُ مَا عِنْدِي يَقْرَبُ لَا سَاقِي“	اگر شہ کا ساؤ نار و لہما کہ دارد رنگ تر یا قی
نہ پہنے پائے عینا و سب میں پوند تک باقی	زمان عیش و فصل گل ہو روز و عید ہر ساقی
ذرا دریا دلی سے کام لینا نیم رنداں میں	
نہیں ممکن کہ ہر شوریدہ سہ شوق نظر پائے	فریب لالہ و گل تو نے بلبل کس قدر کھائے
ابھی قید گل و گلزار سے آزاد ہو جائے	اگر جلوہ جمال یار کا تجھ کو نظر آئے
وہی رونق بیاباں میں بھی ہو جو ہو کشتاں میں	
کہاں ہیں قیصر و قفقوراد کسری و جم دارا	پتہ ہو ان کے مدفن کا نہ ممکن کجاشاں اصلا
تیرے دھوکے میں دیئے دوں میں انہیں سکتا	نظر سے اٹھ گیا جب پردہ ہست بود عالم کا
وہی ہو قصر شاہی میں جو ہو گورِ غریباں میں	
نرالا دونوں عالم سے ہے اہل عشق کا عالم	کیا کرتے ہیں غبت میں بھی اکثر گفتگو باہم
کہاں کاریج کیسا غم کجا اندوہ کیسا ماتم	اگر درد فراق یار دل میں ہو تو ای سہرم
دہی صبح وطن میں ہو وہی شامِ غریباں میں	
جہاں میں رہنا و مقصد او پیشوا پھیرے	ہوئے سلطان بن بھی فہین ساقی کو تر کے
کہا کرتے ہیں شاغل اہل میخانہ تعجب سے	میں کل تک نہ شیخ وقت نام اہل ایماں تھے
الہی آج یہ پیرمغاں ہیں نیم رنداں میں	



# سوم۔ برغزل حضرت مرزا محمد تقی بیگ مائل دہلوی مرحوم

درد و الم مٹانے ہی فصل بہار نے	پیغام عیش لاتے ہی فصل بہار نے
رنگِ طرب جمانے ہی فصل بہار نے	گھیرا دیا یہ آتے ہی فصل بہار نے

مشکل ہوئے ہیں طاق سے شیشے اتارنے

یہ گل کھلائے عارضِ رنگین یار نے	یہ ہوش اڑائے جلوہ رُخے نگار نے
چھوڑا ہو ساتھ صبر و سکون و قرار نے	گھیرا دیا یہ آتے ہی فصل بہار نے

مشکل ہوئے ہیں طاق سے شیشے اتارنے

ایشوار و انکسارِ سراپا ہوں بن گیا	لطف و فاو ذوقِ صفا سے ہوں آشنا
مجھ کو کسی کے بغض و عداوت سے اسطا	اخلاص و سوز و دردِ دل میں بھرا ہوا

اس میں جگہ نہ پائی کسی کے غبار نے

مجھ کو زمین کو چہ جاناں ہی کیا ملی	وہ فاتحہ کو قبر پر آئے یہ ہے خوشی
گویا ہے دو جہاں کی مسرت ملی ہوئی	پردہ اہی نہ خلد کی آنے کے ساتھ ہی

مژدہ سنا دیا مجھے ایسا مزار نے

چل کر عدم سے آئے جہاں میں یہاں ہے	کعبہ کے بتکدے کے ہزاروں سفر کئے
اسی اڑائی خاک کہ گردوں سے جا ملے	گردشِ نصیب ہم سے تو پیرا نہیں ہوئے

چکر میں رکھ لیا ہے ہمارے غبار نے

شاید اسی سے جنت و کوثر بنائی ہیں	دنیا کی سب مسرتیں اس میں سمائی ہیں
کلیاں دلوں کی دیکھے کیسی کھلائی ہیں	اس کی شگفتگی یہی کہتی ہے پائی ہیں

زندہ دلوں کی صحبتیں فصل بہار نے

پیرِ مغان کے حکم کا ایسا اثر لیا	صدق و صفا کو اس کی بناؤں میں بھرا لیا
----------------------------------	---------------------------------------



ارض و سما کا بار ہی کیا اپنے سر لیا	دوڑوں بہاں کو ایک احاطے میں کر لیا
ڈالی بنائے میکہ کس پوشیدار نے	
دل میں غم فراق سموتے ہیں کس طرح	آرام و عیش عشق میں کھوتے ہیں کس طرح
مجھ سے نہ پوچھ کام یہ ہوتے ہیں کس طرح	اک اک سے پوچھتا ہوں کہ سوتے ہیں کس طرح
ایسی اڑائی نیت دترے انتظار نے	
پہلے تو یوں تھا کبھی کم بخت ساتھ ساتھ	اب دیکھئے تو ہی ہی کم بخت ساتھ ساتھ
کب تک رکھے اسے کوئی کم بخت ساتھ ساتھ	گھر میں گیا خدا کے بھی کم بخت ساتھ ساتھ
چھوڑا نہیں کہیں بھی غم روزگار نے	
اہل صفا سمجھنے لگے اپنا پیشوا	اصحابِ صادق کہنے لگے اپنا مقتدا
کیا کام چشم تر نے کیا یہ مرجھا	اک دم میں صاف ظاہر باطن کو کر دیا
ہنگامِ نو بہ گریہ بے اہیتار نے	
نسکودہ کیا کبھی نہ شکایت کبھی ہوئی	نالہ کیا کبھی نہ بکا کی نہ آہ کی
جو رسم پڑ گئی تھی بدستور وہ رکھی	سیج پوچھئے تو دردِ جدائی سے دوستی
ابھی نباہ دی مرے صبر و قرار نے	
شاغل الجھ نہ ہم سے نہیں ہی جو اعتبار	جی چاہے جس سے پوچھ لے ہے نیچو اختیار
مائل نے میکہ لے میں کہا ہے یہ بار بار	یوں چھپرتے ہیں نیچو جو اناں بادہ خوار
مائل تمہیں سلام کہا ہے ہمارے	
۱۹	
چہارم سلسلہ مشاعرہ فیملی پلاننگ منیجا گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ مقام جی پور	
بتاریخ ۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء	
ہے سوتے زمیں ہر رنگوں شاخ شجر کی	جو حال شجر کا ہو وہ حالت ہی بشر کی

نظارہ کرے کاش نظر اہل نظر کی	توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی
دنیا میں گرا نبیاری اولاد غضب ہے	
پنجم۔ طنز لطیف	
سلامت یہ نہیں ہے بدل	یہ نغمے یہ شعرو سخن کا عمل
مگر قول اردو ہی یہ آج کل	گیا جبکہ اپنا ہی جیوڑا نکل
کہاں کی رباعی کہاں کی غزل	
غزل اور ترنم ہوا اپنا شعار	اسی پر ہو علم و ادب کا مدار
توپوں عرض پر دازہر خاکسار	یہی ہے جو حالت تو لے نغمسار
نظر آئے گا جسم اردو کا شل	
نہ تعلیم و تہذیب پر دھیان ہے	نہ جائز حقوں ہی کی پہچان ہے
نشاط و طرب کا یہ سامان ہے	کہ میں شعر کہہ لینا آسان ہے
اسی سے تو نگلیں گے قیمت کے بل	
مٹائے زمانہ تو پیر واپس کیا	ستم پر ستم ہو جفا پر جفا
ہمارا تو ہے اور ہی مدعا	ملے دادِ نافرہم صبح و مس
اسی سے تو سب مسئلے ہوں گے حل	
اگر ہر تو فیج سے بس ہے کام	یہی سعی رہتی ہے اپنی مدام
بہت خوب بہتر ہے اپنا نظام	کہ گاتے ہیں ہم بھیرویں وقتِ شام
زباں پر ہر نوچے کے بدلے غزل	
بہت ہی موثر ہے اپنا کلام	کہ داد اس کی دیتے ہیں خاص عام
زباں کیلئے کچھ ہی کہنا حرام	کہ یہ فرقہ داری کا ہے اہتمام



## وفادار ہو تو اسے دو کچل

چھپیکا کلام اپنا اکٹن ضرور	لکھا ہو گا جس میں بجا اور بخور
تو اس میں سر اسر ہی اپنا قصور	کہ ہم کو نہیں عاقبت کا شعور

## ہلا ہل کو سمجھا ہے ہم نے غسل

جو کرنا ہے وہ کام خود کیجئے	جو دینی ہے امداد وہ دیجئے
یہ کڑوی کسبیلی دوا پیجئے	کوئی ذمہ داری تو سر لیجئے

## دہر و سر حکومت پر طول امل

گرانی محل کے پیش نظر	ہوئی یہ نواخ سے تلخ تر
نہ تھا جب جلدی خواں اس سے مفر	تو اس راہ پر چل پڑا بے خطر

## رہے تاکہ اردو کا روشن کنول

غرض یہ کہ اردو کی خدمت کرو	نفل آؤ میران میں دوستو
یہ کرنی ہے پوری ہم آپ کو	کسی طرح اس کو نکالو کہ جو

## دماغوں میں آبا ہوا ہے خلل

خدا کے لئے ہوش میں آئیے	زباں کا تحفظ بھی فرمائیے
کچھ اس کے لئے کام کر جائیے	زباں کے لئے دل کو گرمائیے

## لے عرقی کے اس شعر کی طرف اشارہ ہے۔

نوار تلخ ترمی زن چو ذوق نغمہ کم یابی	ہدی رانیز ترمی خیاں چو محل راگراں بینی
۲۵ کاش راجستھانی ریاستان کے لڑواؤ نہٹ بھی اس کا اثر لیں اور اکبر الہ آبادی	کے اس شعر کا مصداق نہ بنیں۔
میں تو انجمن کی گٹھ بازی کا قائل ہو گیا	رہ گئی ساری ہدی خواؤ نکلی ہی تان لی

ہزار دو کو درکار خوش عمل	
حکومت کے احکام ہیں صاف تر	نہیں لیتے ماتحت لیکن اثر
اسی سے ہے اردو زبان کو خطر	اسی کو مٹانا ہے المختصر
کمرانا ہمیں کو ہے اُن پر عمل	
خوشامد در آمد سے نکلے نہ کام	نور کار ہے پھر قندک و حسام
یہی قول استادِ ذی احترام	چو دشمن نہ شنود سخن ہا تمام
بہ تیغ و تبر ساز جنگِ جدل	
۱۹ $\frac{5}{48}$	
ششم۔ برغزل مرزا غالب بسلسلہ صد سالہ یوم غالب	
سر بریدہ سینہ نشن ہی پر قلم تدبیر کا	نقطہ نقطہ ہے سیہ ہر فقرہ تقدیر کا
راز کھلتا ہی نہیں اس خواب کی تعبیر کا	نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کانگری ہے پیر میں ہر پیکر تصویر کا	
چشم دل کی خوں فشانی ہائے تنہائی نہ پوچھ	اور طرزِ حیاں ستانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
میر کے ہمد مہربانی ہائے تنہائی نہ پوچھ	کا و کا و سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا	
اضطرابِ انتظارِ شوق دیکھا چاہئے	دورِ رنگِ بے قرارِ شوق دیکھا چاہئے
چشمِ دل سے اضطرابِ شوق دیکھا چاہئے	جذبہ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہئے
سینہ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا	
آڈائٹس جس کو ہو مقصود بیشک زائے	جس کو دعویٰ ہو خرد کا ہوشمندی پر نہ جائے
صاحبِ فہم فراست بھی کوئی دھوکہ نہ کھائے	آگہیِ امِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
درِ عاشقا ہے اپنے عالمِ لغتِ ہیر کا	



اضطراب و بیقراری کا نہ پوچھو ماجرا حضرت غالب نے جب پچھو تو شاعری نے کہا	گوشہ زنداں بنا ہی غیرت آتش کدا بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش کدا
موت آتش دیدہ ہے حلقہ حری زنجیر کا	۲۱ ۱۲۸

# مُسَدَّ سَات

## اول۔ باظہارِ ملال برائستقالِ تہا تماکاندھی

جوانِ ہمت، وہ بوڑھا اب کہاں ہے	جدائی جس کی اک بار گراں ہے
جہنم، جنتِ ہندوستان ہے	کہ کاندھی آج نظروں سے نہاں ہے

علم بردار امن و آشتی کا  
امانت دار علم و راستی کا

وہ قدرِ خونِ انساں کرنے والا	وہ وقعِ بزمِ امکاں کرنے والا
وہ عزتِ دین و ایمان کرنے والا	وہ طوفاں غرقِ طوفاں کرنے والا

تشدد پر تحمل کرنے والا  
تشدد میں تامل کرنے والا

ضیائے تہرِ کاندھی کا اثر ہے	کہ ہر دل میں سیاست کا گزر ہے
جواہرِ جوہرِ قابلِ اگر ہے	تو خاکِ تر بھی ہمنگِ شر ہے

بلند آئنا کیا ہندوستان کو  
دکھا یا جس نے نیچا آسمان کو



بتائی جس نے ترکیب قیادت	سکھائی جس نے تدبیر سیاست
اٹھائی جس نے واقفوں کی اذیت	برائے قوم گم کردہ اخوت
یہ اس کا قتل تو ہے اک بہانہ	سمندر عقل کو ہے تازیانہ
ہوئی آزادگی کی جنگ جاری	تو ساری عمر کوشش میں گذاری
مصیبت سے کبھی ہمت نہ ہاری	اٹھائی قوم کی کل ذمہ داری
بالآخر کام پورا کر گیا ہے	وہ اپنا نام پورا کر گیا ہے
کبھی آنکھوں سے اشک خوں گرائے	کبھی دریائے خوں دل سے بہائے
مقرر نے مگر یہ دن دکھائے	کہ آخر وقت بھی خوں میں نہائے
جہاں میں سرخ رو ہونا ہی ہے	جہاں کی آبرو ہونا ہی ہے
اُسی کی رہنمائی کا اثر ہے	اُسی کی پارسائی کا اثر ہے
اُسی کی جاں گزائی کا اثر ہے	اُسی کی حق ستائی کا اثر ہے
ہوئی آزادگی سے قوم خرسند	ہیں موہن لال کا ندھی کے کرم چند
مٹا کر فتنہ دارانہ خیالات	دکھا کر اپنے روحانی کمالات
بتا کر دوستی کے راز کی بات	ہوا رخصت وہ ہم سے آہ بیہات
مٹا دو تفرقہ بندی کی آندھی	رہو پابند نقشِ پائے کا ندھی
	مجھ

## دوم۔ مرد و وہاں اردوئے سخت جاں

عجم نے اس لئے گھر کا کہڑے آتی ہوا اردو میں	عربی اس لئے گھر کا کہڑے آتی ہوا اردو میں
برہمن کو نہیں بھاتی کہ خاکی ہوا اردو میں	رہی انگریز کو زہرت کہڑے آتی ہوا اردو میں

یہ مرد و دخلائق کس طرح زندہ رہی اب تک  
زمینچائے مخالف ہند سے اردوئے جیب تک

جوانی جن جوانوں نے گذاری اپنی یوپی میں	وہ بچے سن کے ہوا اردو پلے میں ماں کی گود میں
کہا کرتے ہیں اس پر شور و در خود پرستی میں	وہ بوڑھے باقیات قوم جو باقی ہیں دی میں

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن  
نکلنا ہند سے اردو کا نام ممکن ہے ناممکن

مٹا سکتی ہیں دنیا کو فلک کی بجلیاں صاحب	زباں کو بھی بڑے ہیں کہیں ہل زباں صاحب
لگے منہ بھی چڑا دیتے دیتے کالیاں صاحب	مخالف سے فقط اتنا سا کہہ کیے میاں صاحب

زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا	دہن بگڑا تو بگڑا تھا خبر لیجے وطن بگڑا
---	--

۱۲/۵۴

## سوم۔ ہاتما گاندھی

انکاری خاکساری تیری صورت سے عیاں	اے لنگوٹی بادشاہی پیر مرد نو جوان
تیری چادر میں مگر شان شہنشاہی نہاں	معنی سا آدمی کبڑی کمر اور ناتواں

ننگے سر پاؤں میں چیل ناک پر عینک دھری  
اس ضعیفی میں یہ طاقت ملک بھر کی رہری

اس طرف بس تو اکیلا اس طرف پوری دھڑا	صرف لٹھیا ہاتھ میں ور پھیرویں سے کارزار
-------------------------------------	---



پھر بھی وہ حملے کئے اور وہ کئے بھر پور	چھڑ بھاگے رزم آخر دشمنان یا وقار
تو نے اپنے ملک کا یوں بول بالا کر دیا	جذبہ آزادی کا بیشک سب لوں میں بھر دیا
تو نے صلح و دوستی کرنا سکھایا قوم کو	تو نے جینے کے لئے مرنا سکھایا قوم کو
اپنی آزادی کا دم بھرنا سکھایا قوم کو	اُس نے سیکھا تجھ سے خود ورنہ سکھایا قوم کو
دوستوں سے دشمنوں کے جیل خانے بھر دئے	بیز تر بنیا رآ خراں کے بھونٹے کر دئے
اے سیاست کی زمیں سے اچھے اسماء	اے قیادت کے فلک اور سرگروہ اختران
رہروان راہ آزادی کے میر کارواں	شانقی کے دیوتا ہندوستان کے پاباں
ہمکتا رہ منہ ل مقصود تو نے کر دیا	راستے میں رہنمائی کو دیا بھی دھر دیا
تو نے سکھایا ہنسنا کے طریقے بے حساب	اور نا فرمانی پیرامن کی راہ صواب
یہ وہ تدبیریں دقیق تیری بے نظیر جواب	جن سے انگریزی حکومت کا ہوا خانہ خراب
جو سیاسی برتری کی مالتے رہتے تھے ڈینگ	ہند سے ایسے گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ
قوم جو بھی گامزن اب راہ آزادی پر ہے	تیرے نقش پا پہ چل کر کر رہی ہے راہ طے
بڑھ گئی تیرے بڑھانے سے کچھ اس درجہ پہلے	ٹوٹتی جاتی ہے زنجیر غلامی پے پے پہلے
آبرو دی قوم کو ہندوستان کو شان دی	حد تو یہی قوم کی خدمت میں اپنی جان دی
سب سے بہتر تو نے دولت ہم کو دی تھی اتحاد	آج تک ہی خوب تحریک خلافت سب کے یاد
گو چوئے بعد اُس کے صد ہا خرنشے لاکھوں فساد	ہو گئی آپس میں نفرت بڑھ گیا شر و عناد

۲۷/۵۵	تو مگر انسانیت کی قدر کرتا ہی رہا جان دی لیکن رہا پابند اپنی آن کا
-------	---

چہارم۔ برائے مشاعرہ بسلسلہ پنج سالہ منصوبہ بندی جو جے پور کی  
نمائش میں ہوا

اللہ اللہ بیج و رشی یوجنا کا اہتمام کام سار ہو رہے ہیں ات دن اور صبح نکلا	ملک کی تعمیر میں مشغول ہیں سب خاص عام کر دکھائیں تاکہ روشن منہد کا عالم میں نام
--	--

ہی اسی باعث نمائش "پانچ بتی" کے قریب کام کی رفتار پہنچی اب ترقی کے قریب
--

ملک میں نہریں کھدیں بجلی بڑھے کپڑا بنے کارخانے سینکڑوں جاری ہوں ہر اک چیز کے	اس قدر پیدا ہو غلہ ہم سے ملک غیر لے ببول کر بھی قحط سالی کا نہ چرچا ہو سکے
---	---

آب پاشی آب نوشی کی شکایت بھی نہ ہو اور یہ سچ ہو فقط حرف و حکایت ہی نہ ہو
---

پنج سالہ وقت کیا ہے نتیجہ تدبیر ہے اور منصوبہ ہے کیا اک آلہ تسخیر ہے	دست بستہ جس کے آگے دولت تعمیر ہے مختصر سی الغرض دونوں پر یہ تقریر ہے
---	---

صنعت و حرفت ہو یا علم و ہنر پاکاشت ہو دیں ترقی ان حواس خمسہ تقدیر کو
---

بہل کی تاریکیاں بے روزگاری کے گئے دور ہوں کوئی زباں پر بھی نہ ہرگز لا سکے
--

۱۔ "پانچ بتی" جے پور میں ایک مقام کا نام ہے جو مرزا اسماعیل روڈ پر واقع ہے۔ نمائش  
اسی کے قریب تھی۔ جس میں مشاعرہ ہوا۔ ۱۲۔



قلبت خوراک کے بھی حل ہوں سارے مسئلے	بار کی آفت ٹلے سیلاب کا خطرہ مٹے
جس طرح بچپن ملایوں کان سے جو ہرے	ہاتھ ڈالیں جس جگہ مقصود کا گوہر ملے
پنج روزہ زندگی پنجاہ سالہ کر دکھائیں	باغ آزادی کے پھل خود کھائیں درونگو کھلائیں
رکے تہذیب تمدن کے زمانے پر جاہیں	جاہیں ہو کر محو حیرت دیکھنے جو ہند آئیں
<p>پچھ بچہ ہر طرح سے ہند کا خوشحال ہو</p> <p>پنچکا نہ نعمت دنیا سے مالا مال ہو</p> <p>۲۵ ۹/۲</p>	
<p>پنجم۔ ترقیات ملکی پر طائرانہ نظر بسلسلہ شاعرہ منعقد کردہ</p> <p>حکومت راجستھان</p>	
جذبہ خدمات قومی کا چلن ہے آج کل	دیکھئے جس کو یہی دل میں لگن ہے آج کل
شیخ ہی کوئی کہیں بابر مہن ہے آج کل	جس سے سنئے ہر زباں پر یہ سخن ہے آج کل
<p>گمازن راہ ترقی پر وطن ہے آج کل</p> <p>فصل گل ہے کلفشاں اپنا چمن ہے آج کل</p>	
ہر طرف نہریں واں ہیں ہر طرف بجلی دواں	ہر جگہ سڑکیں ہیں جیسے آسماں پر کہکشاں
سایہ انگن ہیں شجر ہر جا بشکل سائباں	دوڑتی ہیں جن کے سائے میں ہزاروں لاریاں
<p>بھانڈہ کا فیض ہو ریگ رواں ہو لالہ زار</p> <p>کھیت آتے ہیں نظر صد ہا فطرانہ رفتار</p>	
مارواڑی رہ گزاروں میں ہیں جاری ایشار	خارزاران ریاست باغہائے پر بہار
مکھ بانی گو سپندان تک معزز کاشتکار	کاشتکاروں کی نہ یو چھو وہ تو ہیں گیار
<p>کھیت باپوتی ہو ان کی ملک ہو ان کی زمین</p>	

کر سکے بے دخل کوئی ان کو یہ ممکن نہیں	
فیض سے تعمیر کے لاکھوں ہو ہیں کامیاب	کون کر سکتا ہے تعمیرات نو کا اب حساب
آج وہ شہر جس میں تہہ جو تھا کل تک ہر اب	سینکڑوں لوگوں کو چھیاں جس میں جس میں لاجواب
کارخانے ہو ملیں دفتر بناروں بن گئے بلکہ ٹھیکے اُن کے لے لے کر بناروں بن گئے	
کارخانوں نے درآمد کی ضرورت ختم کی	بعض اشیاء کی برآمد کی ضرورت ہو گئی
کام سے سب لگ گئے بیکار تھے جو آدمی	کھادیوں کی ہے بنائی اور چھپائی دیدنی
جو دنوں کے کام تھے لمحوں میں ہونے لگ گئے کیا ترقی ہو گئی ہے دیکھتے ہی دیکھتے	
یہ تو مانا ہو گرانی اور ہیں شاکی مرد و زن	پھر بھی دیکھو حال میں اپنے ہیں کس درجہ مگن
جا بجا جلے خوشی کے جا بجا ہیں یونین	محو کلا گشت حین ہیں گلہ خان سیم تن
رو لٹوں پر ہیں سینما ہوٹلوں میں جگمگتے داڑی عشرت سے لہے ہیں شوق سے سب من چلے	
حسب حیثیت مرفہ حال میں اہل تسلیم	بن کو مل جاتی ہوتی تھیں انہوں کی اک اچھی رقم
ہیں علاج و قرض کی آسانیاں بھی بیش و کم	کیا عجب ہو پیش خواروں پر بھی چشم کرم
شاعروں کو بھی کبھی ملتا ہے کچھ تفتدیر کا جس طرح موقع ملا ہے آج اس تقریر کا	
جنگ آزادی میں شاعر کا رہا ہوا اک مقام	پھر بلاؤنگ کے سمندر سے لہے کیوں نشہ کام
کم سے کم اتنا تو ہو چھپتا ہے اس کا کلام	کاوش و تخیل سے واقف ہوں اسی خاص عام
میل آپس میں بڑھا دیتی ہے تاثیر سخن شاعروں کو بھی بنانی چاہئے اک یونین	



نقابِ تعریف ہی بیشک پولس کا انتظام	جس کے افسر جان نثاری ہوئے ہیں نیک نام
یادگار ہیں ان کی قایم ہیں برآخاص عام	رنگِ خوں سے ان کے گلزارِ وطن ہی لالہ فام

خوں سے سینچا جنہوں نے گلشنِ امنِ اماں	
ان شہیدانِ وطن کی ہی حکومتِ قدر دار	

پینشن دیتی ہی ان کے وارثوں کو باضرو	القرض باقی نہیں ہو سرکشوں کا اب غور
خواہ بیکانیر ہو سبچہ پورہ یا جودہ پور	اب کوئی باقی نہیں ڈاکو کیس نہ دیکھ دور

صاف ظاہر ہو نہ ہو جس وقت تک امنِ اماں	
تک کوئی کر نہیں سکتا ترقی بیگیاں	

یوجناؤں سے بھی ہوتا ہی قیامِ اتحاد	سینکڑوں خلص بنے ہیں شاد کام اتحاد
نظم ہی مہری بھی شاعِل ایک جامِ اتحاد	جو پلاتی ہے شرابِ لالہ فام اتحاد

جس کو پی کر میکشان ہند کا دستور ہے	
نشہِ اخلاص ہیں کہتے ہیں سب بھارت کی جے	۵ ۱۳/۴۱

## ششم۔ حملہ آورانِ چین کو تنبیہ و تہدید شدید

غم نہیں آئیں تو آئیں سیلی سیلی مڈیاں	چاٹنے ہرگز نہ دیں گے ہم ہماری کھیتیاں
کھاڑ دینے کیلئے ان کو بہت ہیں کھائیاں	ہر طرح سے خوب جو کس ہیں ہماری چوکیاں

سبز کھیتوں کو ہمارے زر فکر سکتی نہیں	
اپنے رکھوالوں کی رکھوالی پہ ہم کو یقیں	

ہند کے اعلیٰ مدبر کر رہے ہیں کوششیں	مشر کی اس آتش کو آبِ خیر سے ٹھنڈا کریں
غیر ملکی حامیانِ امن بھی ہیں فکر میں	ناکہ اس جھگڑے کو مدد دے ملے کر سکیں

صلح ہو جائے تو بہتر امن ہو تو خوب تر

اور نہ یہ میدان و لشکر اور تیغ و تبر!	
ہند کی شمشیر کے جوہر کھلینگے وقت جنگ	عرصہ عمر عدد ہو جائے گا عالم میں تنگ
اُس کی قسمت میں شکست فاش کا لکھا ہو	اُس کے حال بد کی دیتا ہو خیر چہرے کا رنگ
بھیم ارجن رام چھن غوری و نیور کے	
وادی کوہ ہمالہ دیکھ لے گی معر کے	
دیتے رہنا دشمنوں کو کالیاں بے فائدہ	اس طریق بزدلانہ سے ہمارا واسطہ
شیر مردوں کی طرح کرتے ہیں ہم تو معر کے	کاٹ کر میدان میں کھ دیتے ہیں دشمن کا پرہ
ہم سے بوڑھوں تک کے دل میں موجزن ہے غم جنگ	
نوجوانوں کے تو قابو ہیں نہیں دل کی انگ	
ہاں بڑھو وہ پیشوائی کو بڑھی فتح و ظفر	کاسہ چینی کی صورت تو ردو دشمن کا سر
برق کی صورت گر و لشکر کہ زیر و زبر	پھوڑے میدان دشمن ڈال دے تیغ و سپر
دشمنوں کی لاش سے وادی و صحرا پاٹ دو	
امن کے رستے میں جو عامل ہو اُس کو کاٹ دو	
اپنے ہمایہ کا بن جائے جو مارِ آستیں	بھول جائے اُس کے احساں دل میں کھے بغض و کیں
بانی مکرو و غما ہو منکر ایمان و دیں	امن کی دنیا میں اُس کو زندگی کا حق نہیں
جس کسی کی یہ بڑی خصلت ہو وہ بدنام ہی	
فیصرا و رہسکر کا سب کے سامنے انجام ہی	
راہچوست افغان مرہٹے کو رکھے سکھ بآب	بہر سر کو بی دشمن متحر ہیں سب کے سب
تین تین دھن حافر سا رہند و زو و نشب	مادر ہند و تال سے دور رہ سکتے ہیں کب
کوئی فرقہ ہو برا بر کا شر یکب حال ہے	
نوں کا دشمن کے پیسا ہند کا ہر لال ہے	



فرقہ بندی سے بہت بالا ہی ناموس وطن اس کے شہر کو وہ ہوں گلشن ہوں یاد و دامن	ہند کی سب بلبلیں ہیں ہند ہی سب کا چین دلے دلے کی حفاظت پر ہی قرباں بن و تن
آبروئے ہند سے وابستہ سب کی آرزو جان سے بہتر ہی شانغل پاس ننگ و آبرو	مشاعرہ ۱۵۶۳ھ بمقام پور
ہفتم - متعلق نیت جو اہر لال نہرو - بعنوان "امن کا دیوتا"	
اے جو اہر لال نہرو نازش ہندوستان واقعی تو نے کیا ہندوستان جنت نشان	جوہر انسانیت تھے تیری سیرت سے عیاں امن عالم کے نگہاں شانتی کے پاساں
تو نہ تھا ہرگز پیہر - امن کا مقادیر یوتا خود بخود تو نے پیام امن عالم کو دیا	
تیرے ہونے میں پیہر کیوں نہ ہو جگو کلام تو نے از خود امن عالم کا کیا ہی انتظام	وہ پیہر ہے جو لائے اور کا کوئی پیام شانتی اور امن کی تھی ہاتھ میں تیرے زمام
تو نے کی تنظیم ملک امن کی اس شان سے آفریں کا شور اٹھا ہر ملک کے ایوان سے	
تیرا غم منقل تیری سیاست تیرا کام دلنشین ہے اور رہیگا دلنشین خاص عام	تیری عظمت تیری حشمت تیری شہرت تیرا نام تو نے کچھ ایسا دیا ہی بارہ الفت کا جام
نام پر تیرے فدا ہیں ہند کے ہر ناو پیہر ہو گدائے بینوایا ہوا میسر ابن امیر	
تیرے گرویدہ نہ تھے کچھ آدمی ہی آدمی موت کی تیری خبر جب اہل عالم کو ہوئی	زمینت سرخاک تیری کشت اور دریائے کی بزم ماتم بن گئی ہر ایک کی بزم خوشی
امن عالم کا دیا ہے تو نے کچھ ایسا سبق	

یاد رکھیگا اسے تابینج کا اک اک ورق

تو م تھی ایمان تیرا دین تھا تیرا وطن	جس کی خاطر قید کے تو نے ہے رنج و محن
ایک تھے نزدیک تیرے شیخ ہو یا برہمن	تیری اک سادہ ادا پر تھے نداسو یا نکین

۲۱۳ $\frac{۵}{۶۵}$	قابلیت اپنی ہر اہل نظر کے دل سے پوچھ اور اپنا جو غرمت دل شاغل سے پوچھ
--------------------	--



# مثنوی

میں ہی کیا ہوں کجہاں کے طلبگار و پیوستہ پھول کی خوشبو تیرے، اور دشت کے خار نہیں ہے سو فیوں کی نرم میں شاہوں کے دربار و نہیں ہے	ذکر اس کا دینداروں اور گنہگاروں نہیں ہے بہار کی جاوہر ہے، اور چرخ کے تار و نہیں ہے راگ کی عین میں، اور ساز کے تار و نہیں ہے
پھر نظر آتا نہیں موجود بھی ساروں میں ہے ”ناز نہیں پردے میں ہے اور شور بازاروں میں ہے“	
ڈھونڈ الے دونوں عالم اور پتہ چلتا نہیں کوئی کہتا ہے کہیں اور کوئی کہتا ہے کہیں اہل دل کہتے ہیں وہ ہے خانہ دل میں کہیں	کوئی کہتا ہے وہاں ہے کوئی کہتا ہے یہیں دیکھ ڈالے آسمان اور چھان الی سب میں ہاں نظر آتا نہیں ہر ایک کو وہ مہ جبین
بات یہ سچی ہے مجھ سے پوچھ لے لے ہم نہیں ”ناز نہیں پردے میں ہے اور شور بازاروں میں ہے“	
اس کے تیر عشق سے زخمی ہزاروں دل ہوئے سینکڑوں مجنوں بنے اور سینکڑوں لعل ہوئے اس کے جلوے دیکھنے لیکن بہت مشکل ہوئے	اور بے دیکھے ہوئے بھی سینکڑوں مائل ہوئے چاہنے والوں میں اس کے دو جہاں شامل ہوئے جس قدر عارف ہو سالک ہو کامل ہوئے
حضرت شاعر غزل وہ سب اس قول کے قائل ہوئے ”ناز نہیں پردے میں ہے اور شور بازاروں میں ہے“	۹ ۹ ۹



## اہل اردو کو خطاب بموقع جلسہ تقسیم اسناد اردو کالج جے پور

<p>شاعر و شائق ملیں گے تواسے تو          بی رہے ہیں شاعران نو بہ نو          نا امیدی کی پھٹی پھٹی ہے پو          منزل اردو کا سن لے راہ رو</p>	<p>آج کل شعرو سخن کی ہے وہ رو          لگ رہی ہے یاد شعری کی دو          شمع اردو کی مگر مدہم ہے بو          اک قمر کی ہو فقط کالج میں ضد</p>
<p>گندم از گندم بر وید جو زو          از مکافات عمل غافل مشو</p>	
<p>شاعری ہے در حقیقت ساری          اور فن کرتا ہی جس کی رہبری          یعنی اندر کے اکھاڑے کی پری          بات کیسی کہہ گیا کوئی گھری</p>	<p>انتہائے علم و فن ہے شاعری          علم سکھاتا ہے جس کی بہتری          یہ نہیں تو ہے فقط خنیاگری          اس کو پرکھے اس کو جانچے چہری</p>
<p>شعر گفتن گر چہ دُرِ سفتن بود          لیک نہیدن بہ از گفتن بود</p>	
<p>اس مولوی حافظ محمد ایوب خاں قمر پرنسپل اہل اردو کالج جے پور ۱۳</p>	



<p>شعر گوئی جس زباں میں عام ہے وہ زباں اب مورد الزام ہے اور اسیرِ آفت و آلام ہے یہ بھی رنگِ گردِ ششِ ایام ہے</p>	<p>دنک بھر میں جس سے چلتا کام ہے مثلِ طائرِ آج زیرِ دام ہے ملک کی خدمت کا یہ انجام ہے ہیرو ہی تو جس کا اردو نام ہے</p>
<p>از علوم و فن دلاں را پر کند صد صدق را آبروئے در کند</p>	
<p>جس زباں میں شعر کہتے ہیں جناب جس زباں سے سقدِ ہر انتاب یہ غلط ہے تو لکنا لیجے حساب اس زباں کا ہو گیا جب سرباب</p>	<p>جس زباں کی داد سے ہیں کامیاب اُس کی خدمت سے ملو ہے اجتناب شعری کہنا ہی کیا را و صواب؟ کون سمجھے گا یہ شعر لاجواب</p>
<p>چوں کہ گلِ رفت و گشتاں در گذشت نشوی ز اں پس ز بلبل سر گذشت</p>	
<p>شاعرانِ نوجوان و پیرِ سرور روشنیِ علم سے رہتے نہ دور پھونکے بچے خدمتِ اردو کا صوف علم کی روشن ہو دل میں شمعِ نور</p>	<p>شعر کہنے کو ضروری ہے شعور بلکہ حاصل کیجئے پورا عبور ”جامعہ“ کے امتحان دیجے ضرور شعر میں ہوتا کہ رنگِ نورِ طور</p>
<p>مشاعرہ تاریخی ۱۰ مقام پور</p>	<p>اور نیا بد حالِ پختہ، بیچِ خام پس سخن کوتاہ باید و اسلام</p>
<p>۱۲۔ مراد جامعہ اردو علی گڑھ جس کے کورس کی تعلیم اردو کا لچے پور میں دی جاتی ہے۔ ۱۲۔</p>	

# مشنویات

## ہمارا دیس

<p>ہمارے دیس سے بہتر نہیں ہو کوئی دیس ہمارے دیس میں رہتا نہیں کوئی ناشاد ہمارے دیس میں چلتی نہیں کبھی تلوار ہمارے دیس میں یکساں ہیں سب صغیر و کبیر ہمارے دیس میں ترمیم ہو نہیں سکتی ہمارے دیس میں مخلوق غم نہیں سہتی ہمارے دیس میں سرکوب پہم نہیں سونے ہمارا دیس ہی ہزار خود پستدی سے مہیتیں کبھی ہوتی ہیں وہاں ان لار ج ہمارے دیس میں ہونے نہیں کہیں بہرن ہمارے دیس کے حاکم نہیں ہیں شوت خوا</p>	<p>ہمارے دیس سے بڑھ کر نہیں ہو کوئی دیس ہمارے دیس میں ہوتا نہیں ہی شر و فساد ہمارے دیس میں کوئی نہیں ذلیل و خوار ہمارے دیس میں ہوتے نہیں امیر و فقیر ہمارے دیس کی تقسیم ہو نہیں سکتی ہمارے دیس میں خوں کی ندی نہیں بہتی ہمارے دیس میں شرنا رتھی نہیں ہوتے ہمارا دیس ہے آزاد فرقہ بندی سے ہمارے دیس میں ہوتا نہیں ہوا کٹھی چارج ہمارے دیس میں مکتی نہیں ہیں خنز و زن ہمارے دیس کے لیڈر نہیں ہیں جانبدار</p>
---	--



ہمارے دیس میں دختر کشی نہیں ہوتی ہمارا دیس غلامی کو نہیں سکتا ہمارے دیس میں ہوتا نہیں کبھی فائر ہمارے دیس میں پھٹتا نہیں کہیں پریم وہاں نہ راہ کا خطرہ نہ خوف غرت کا یتیم و بیوہ دمسکیں وہاں نہیں رہتے منافرت ہی وہاں جرم سخت اور تکرار وہاں کی بار کبھی کھیت کو نہیں کھاتی ہمارے دیس میں انسان کا دل نہیں پتھر وہ چھینتا نہیں گھر بلکہ اور دیتا ہے ہمارے دیس سے کونین میں جالا ہے کنیز اس کی ہو دولت غلام ہو اقبال یہ دیس کیا ہو اخوت کا دیس ہی پیار اسی میں عیش ہو عشرت ہو چین ہو گھر گھر اسی کے واسطے ہندوستان روتا ہی دلوں میں دل کی تمنائیں بن کے بس جاؤ	ہمارے دیس میں عفت ریز نہیں ہوتی ہمارے دیس میں غدار رہ نہیں سکتا ہمارے دیس میں مفقود گنیں خشک آؤ ہمارے دیس میں ہوتا نہیں کسی کو غم وہاں نہ دھار کا کھٹکانہ قتل و غارت کا وہاں کی ریل پہ حملے کبھی نہیں ہوتے وہاں زباں کا ہوتا نہیں کبھی جھگڑا وہاں بلیک کی لعنت کبھی نہیں آتی جلائے جاتے نہیں ہیں ہمارے دیس میں گھر ہمارے دیس کا کسٹوڈین نہ رالا ہے ہمارے دیس کا دنیا میں بول بالا ہی ہمارا دیس ہو القصہ ہر طرح خوشحال یہ دیس کیا ہو محبت کا دیس ہی پیار اسی کو کہتا ہے سارا جہاں پریم نگر اسی پر رشک بہشت بریں کو ہوتا ہی اسی پریم نگر میں خوشی سے بس جاؤ
--	--

۱۵

تمہارے واسطے حاضر ہو خانہ دل بھی  
تمہارے واسطے موجود چشم شاعری بھی

## برسات کی رات

آسمان ظلمت کا زیر آسمان اک اور تھا

رات مٹھی برسات کی تاریکیوں کا دور تھا



مثلِ فوجِ ابرہہ امندا جلا آتا تھا ابرہ  
 اسپ بارہاں کے لگا یا کس کے کوڑا رعد نے  
 عرصہ ظلمات گھٹے شمال و شرق کے  
 تیر بارہاں موسلا دھاروں کے دستے نے کیا  
 سرسبز کرنے لگے سرسبز شاخ و برگ و بر  
 الغرض بارش نہ تھی اک ظلم کا طوفان تھا  
 یک بیک بدلی ہوا بارش کی بادل چٹپٹا  
 حبابِ مہم سے تالے بھی نظر آنے لگے  
 دھل دھلا کر ہو گئے خفاف کاغذ و پام دور  
 گل خوں کے رخ سے بڑھ کر عارضِ گلہائے تر  
 بہہ کے پانی نے بہا ڈالا خسِ خاشاک کو  
 ہیڑ میں نمناک اور کافور ہو کر دو غبار  
 سینہ مشرق سے نکلا مانتابِ پُرنیا  
 اوڑھ لی ہورات کی لہائی نے چادر نو کی  
 رنگ مرمر کی عمارت بن گئی موتی محل  
 ہلکی ہلکی دھیمی دھیمی ٹھنڈی ٹھنڈی ہو ہوا  
 ہر زبانِ موج گاتی ہی غزل بھی نور کی  
 چاند کی جانب چکروں کے پیرے بڑھنے لگے  
 سر سے پاتک نور میں ڈوبا ہوا ہی ہر شہر

کچھ نورانیت کو منہدم کرنے بجبر  
 ظلم پر باندھی کمر بد بخت ابنِ سعد نے  
 پیلو مست تیرگی کھاتا تھا آنکس برق کے  
 مارتا تھا برچھیاں بوچھاڑ کی دست ہو ا  
 منہدم ہونے لگے دیوار و سقف بام و در  
 رات تھی برسات کی یا جنگ کا میدان تھا  
 دھڑلے دھڑلے سے نظر آنے لگے ارض سما  
 آسمانی چیت میں ہیرے سے جڑے جانے لگے  
 قلبِ میکش سے زیادہ صفا بیلین اور شجر  
 شک سا خطِ سبز کا ہر سبزہ نوخیز پر  
 کر دیا سیراب ہر شمشاد و سرو و تاک کو  
 سنگریزے۔ پارہ الماس ہو جس پر نثار  
 یاد ہاں حوت سے یونس برآمد ہو گیا  
 نیکی تاریک دنیا سب کی سب بلور کی  
 اور دروازوں کے شیشے ہو گئے روشن کنول  
 سرسراہٹ کی بدولت بچ رہا ہی دلہر با  
 مولیٰ منظور احمد کو شربتِ جے پور کی  
 حسن کی غیرت ہالہ کے رے کے رانے  
 چاندنی زیر قدم ہی چاند ہی بالائے سر



۶/۸  
نور کی بارش ہو اور نورانیت کی رات  
یوم آزادی کی شب ہو اس شہر کی رات

## درس اتحاد

غور سے سنئے ذرا اے حامیان اتحاد  
جسم پر اپنے نظر کیجے تو ملتا ہے سبق  
چشم و گوش و ابرو و رخسار و پلک و لب  
ایک ہی لیکن زبان انسان و حیوان کیلئے  
جو سمجھ میں سب کی آئے ہو وہ انسانی زبان  
سو چاہو آپ کو ہی کوئی ایسی زبان  
سب نے مل جل کر بنایا ہے جسے وہی تو ہی  
ہندی و ہندوستانی کہئے یا اردو اسے  
ہر زبان کا لفظ جس میں بے تکلف کھپ سکے  
ہو وہی بس اک بنائے اتحاد و اتفاق  
کیا کیا اس کی حفاظت کیلئے فرمائے  
یہ ستم تو دیکھئے اس کے مخالف و رعد  
یہ مسلم ہو کہ ہندی ملک بھر کی ہر زبان  
اس کو بھی دیں ہم ترقی اور اسکو بھی ہمیں  
کام باتوں سے نہیں چھٹا عمل فرمائے

آپ کو دینا ہو ڈٹ کر امتحان اتحاد  
اصانع قدرت نے وحدت کا لکھا ہے اک ورق  
دست قدرت نے عطا دود کے ہیں سب کے سب  
جس سے حل ہوتے ہیں صدا اتحادی مسئلے  
جسکی حیواں ہی سمجھ سکتے ہوں حیوانی زبان  
بے تکلف جو سمجھ سکتا ہو ہر پیر و جوان  
نام رکھ لیں آپ جو چاہیں مگر جو ہی سہی  
نام پر لڑے نہ ہرگز کام رکھئے کام سے  
ہو اگر نفرت تو ہو اس کو ثقیل الفاظ سے  
بہر ہر کس اک ملائے اتحاد و اتفاق  
اور سہ چاہے ترقی کیلئے کیا آپ نے  
کرتے رہتے ہیں خلاف اس کے اسی میں گفتگو  
اس سے یہ لازم نہیں اردو رہے بے خانہ  
خاتمہ ہو اختلاف باہمی کا بس ہمیں  
آئے میدان میں اردو کیلئے ڈٹ جائے

آتشاغل کیا تراں حالت اہل وطن  
باغیاں غفلت میں ہی برباد ہوتا ہے چین

# برائے مشاعرہ اسمال سیونگ سٹیفٹ منعقد کردہ محکمہ ترقیات ہندوستان

پرزہ کاغذ کو ہر ہند نے کیا کر دیا خون بڑھ جائے خوشی سے کیا عجب چار پونڈ جس رقم کا بونڈ ہو وہ تو کہیں جاتی نہیں اکھیل ہو قسمت کا تو بھی کھیل جا تقدیر پر	اشرفی سے بھی زیادہ اس کا رتبہ کر دیا جب پرالس کوئی قسمت سے دلاد کوئی بونڈ ہاں اگلتی ہے کبھی سونا بھی کاغذ کی زمیں لینے والے بونڈ لیلے بیشتر سے بیشتر
--	---

دیگر

یہ اسکیم چھوٹی بچت نام کی بچانے کا رستہ بتاتی ہے یہ جو پیسہ نہیں ہو تو کچھ بھی نہیں	بڑی چیز ہو اور بڑے کام کی خرانے کی صورت دکھاتی ہو یہ گزر پھر جہاں میں نہیں ہو کہیں
بچت سے نہ بچے بچے جس قدر بچت میں اُسے ڈالے بے خطر	بچت سے نہ بچے بچے جس قدر بچت میں اُسے ڈالے بے خطر

## اچھا اور سچا اپدیش

کیسا اچھا ہے کیا اپدیش سوامی سورداس لورج دل پر آب زر سے اس کو لکھنا چاہئے مختصر سے لفظ ہیں لیکن ہر اک پوری کتاب	نیشل انٹی گریشن کو کر داس پر قیاس یہ وہ سرمہ ہے جو ہر چشم بنیا چاہئے اس طرح ظاہر کیا ہے وہ خیال لا جواب
---	---

اس مشاعرے کیلئے نظم کا یہی عنوان تھا۔ ۱۲



## سور داس کا قول

اک لو ہا پوجن میں دھرت میں ک گھر دکھ پرد	پارس پارس نابرت کچن کرت کھرو
ترجمہ سن لے نہ سمجھا ہوا اگر کوئی اسے	ہیں جو اہر لال موتی سب کے سب اس میں چر
آہنی پوجا کی مورت ہو کہ بڑ چڑ کی چھری	ترجمہ فرق سونا کرنے میں پارس نہیں کرتا کبھی
مخلص کاشی کا سننے ایک شعر لا جواب	سچ مثل ہے آفتاب آمد دلیل آفتاب
میل ملت کی کہی ہی بات کس انداز سے	غور کیجے خوض کیجے فکر کیجے رسو چے

## سخن مخلص

پاکش از بزم سچناں اگر خواہی غنا	بگسل چوں تار از طنبور گرد دے نوا
ترجمہ سنئے مرے الفاظ میں اس شعر کا	فارسی شاعر ہوا ہے کس طرح نغمہ سرا
لطف نغمہ چاہئے تو ہونہ یاروں سے جدا	ٹوٹے ہی تار کے طنبور ہو گا بے سرا
یہ بھی معنی ہیں کہ ہو گا تار ہی خود بے صدا	ساختیوں کو چھوڑ دینے کی ملے گی یہ سزا
غالب معجز بیاں کا بھی یہی ہے فلسفا	نیشنل اینٹی کریشن اس طرح وہ کر گیا

## شعر غالب

ہم موہ رہیں ہمارا کیش ہو ترک رسوم	ملتیں جب مٹ گئیں اجڑائے ایماں ہوئیں
ظہار پسر	الغرض اجڑائے ایماں کی حفاظت کیجئے
	اور حفاظت کے لئے دل سے محبت کیجئے

## دعا برائے وطن

ٹیکو کی نظم کا ترجمہ

ازاد رہے ممتا ز رہے بے خوف و خطر انسان رہے  
 اک علم کا دریا بہتا ہو۔ سیراب جوہر اک کو کر دے  
 زر خیز زمیں، شاداب چین۔ ٹھنڈی سی ہوا پر کیف فضا  
 تنگی نظر کی دیواریں۔ بالکل نہ کریں دنیا کو جبراً  
 ہر لفظ زباں پر سچا ہو۔ ہر بات نہایت سچی ہو  
 ہر کام کی ہمت جرات ہو تیار ہوں باز و خدمت کو  
 کوشش سے نہ ٹھکنا جانتے ہوں معقول پسندی مانتے ہوں  
 اور چشمہ آب حیاں کو سب اچھی طرح پہچانتے ہوں  
 عادات ہلاکت زاکے ٹیلے ختم نہ کرنے پائے ہوں  
 ہر آن ترقی خواہوں کے ذہنوں کو وسیلے تیرے ہوں  
 اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے خالق میرے داتا  
 اس آزادی کی جنت میں بیدار وطن میرا قرا

۲۳ ۳/۴

## کفایت شعاری

جہاں ہیں نہیں مفلسی کی کچھت نہیں پاس پیہ تو کچھ بھی نہیں بچت کے جو حرفوں پہ کیجے نظر	ضروری ہے اس واسطے کچھ بچت کہ مفلس کی عزت نہیں ہے کہیں تو ہیں تین پیوستہ باہم و گر
--	---



مگر ان کے نقطوں کا کچھ شمار اگرچہ سے دو کو بچا لیجئے! جو نقطہ ہے نیچے وہ اوپر لگے بس اس طرح بنجائی کا لفظ بخت بچت سے مقرر بنا لیجئے! جو چھوٹی بخت ہے وہ بڑھ جائیگی ذریعہ بچانے کا ہی بینک بھی	تو پاتی ہے تعداد دونی قسار جو چ ہے اُسے خ بنا لیجئے تو پستی سے اُس کو بلندی ملے ملا بخت سے ہی سدا تاج و تخت بچت کو ذرا آرزو ما لیجئے کرشمے بخت خوب دکھلائیگی بچت کی ہی ترکیب سیدھی یہی
---	--

غرض بخت اپنا بنا لیجئے  
بچت کے منافع اٹھا لیجئے

## نظمیات بصفتِ غزل

### صبح بہار

اس ادا سے اگر ہی ہوا آج کیوں صبح بہار ہیں حسینوں کے پسے یا تو ہالانِ چین قطرہ شبنم پڑے ہیں یا دریا ب ہیں ہی ترو تازہ جڑی بوٹی نموکا زور ہے تازگی سی ہی ہو امیں اور مطلع صاف ہے سبز تر سے بنے ہیں شک جنت سب بہار کہہ رہی ہیں قمریاں بھی جوش میں حق سر جس کو دیکھو بنگلیا ہی ایک تصویر نشاط دولے ہیں دل میں اور جام صبوحی کیلئے	نعرہ زن گلشن میں ہی جوشِ سرست ہزار اصفیا ہیں وجد میں یا جھومتی ہیں شاخار صف بصفت ہیں ہنر و نشانِ درختوں کی قطا پتے پتے سے عیاں ہی صنعتِ پروردگار آسماں پر کچھ نظر آتا نہیں گرد و غبار دشت میں بہتے ہیں متانہ ادا سے آ بشار ذوقِ نظارہ سے ہیں دل بلبلوں کے بیقرار نکبتِ گل لئے تر و شصبا پر ہی سوار جا ہے ہیں میکروں کو گھر سے اٹھ کر بادہ خوا
---	---



عالمِ تخیل تک ہے پُر بہار و پُر سرور دیکھ کر یہ حال دل پر ایک حیرت چھا گئی دی سروسِ غیب نے ناگہ اندائے دلکش ہر گلی کو چہ میں ہی شعر و سخن کا تذکرہ محبادل نے کہا نکلا زباں سے جیذا منعقدِ نغمِ سخن ہو جمع ہیں اہل کمال	دیکھ لے رخصواں تو بھلے باغِ جنت کی بہار کیا سبب اس کا خیال آتا تھا دلیں بار بار دیکھ شائع ہو گئے نغمِ سخن کے اشتہار آہے ہیں شاعرانِ بذلہ سخن و ذی وقار آگیا وہ وقت تھا مدت سے جس کا انتظار بڑھ گیا ہے پور کا جس سے وقار و اقتدار
---	---

موسم گرما ہو یا سرما ہو یا برسات ہو جس سحرِ فرحت ہو دل کو ہر وہی صبح بہار	موسم گرما ہو یا سرما ہو یا برسات ہو جس سحرِ فرحت ہو دل کو ہر وہی صبح بہار
--	--

## اردو کی مشکلات

دشواریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں خود جانتے ہیں بولتے ہیں۔ پھر غلاف ہیں یہ سقم ہے کہ ثقل و کراہت سے پاک ہے مشکراؤ بھر رہی ہو اور بھر کر کرے گی کیا آغوش میں ہی جملہ مذاہب لئے ہوئے دل سے عرو کے مٹ نہ سکے گی تمام عمر ممنون ہر زبان بھی اور خود بھی اک زباں زینیت اسی سے فلم کی دنیا میں بڑھ گئی ہوتے ہیں انتخاب میں اس سے ہی کا مہاب نقطہ کا نقد پاس نہ پرچم ہے مد کا ساتھ آزاد قیروصل سے کیوں ہوں اس کے حرف	اور خواریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں بیزاریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں بہاریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں تیاریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں دینداریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں دلداریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں ہشیاریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں فن کاریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں غم خواریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں ناداریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں خود داریاں عجیب ہی اردو زباں کی ہیں
---	--



یہ اُس کے کام آئے نہ آئے جو اسکے کام کس سے کہے کہ ترے سلف کی ہوں یادگار بزمِ مشاعرہ میں ذرا آ کے دیکھئے!	غم خواریاں عجیب ہی اردو زبان کی ہیں ناچاریاں عجیب ہی اردو زبان کی ہیں بیکاریاں عجیب ہی اردو زبان کی ہیں
--	---

۲۸	شاعری کو ہوش ہے نہ حرفیوں کو ہوش ہے میخواریاں عجیب ہی اردو زبان کی ہیں
----	---

## خدمتِ اردو کو رو یا چھوڑ دو اردو زبان

کچھ خبر ہے آپ کو اے شاعرانِ خوش بیاں غور سے پڑھئے ذرا مردم شماری کی رپورٹ سارے راجستھان میں ہیں کل زبانیں مٹ آٹھ کچھ سے کام مغربی ہندی اجزا جب تلاش کہئے اب کیا رائے ہے اردو بچے یا مر چکے آپ کو حیرت نہ ہو سنکر تو میں حیراں ہوں اک کروڑ اور لاکھ چھ ہیں درچہ ستر میں ہزار ان میں ہیں نو لاکھ سے زائد مسلمان بھی ضرور یہ زبانِ مادری رکھتے ہیں لاکھوں آدمی عملہ مردم شماری کی مگر ہی یہ رپورٹ آپ نے دیکھی صداقت عملہ مذکور کی ناز کیا کیا ہوا زبان پر شاعرانِ عصر کو اس طرف لیکن توجہ ہی نہیں یہ کیا ہوا چلیست بارانِ طریقت بعد ازین بیروما	سارے راجستھان میں اردو نہیں کوئی زبان اور کچھ ماتم اردو زبان اے ہر باں مغربی ہندی بھی اُن میں ک زبان ہی سکیاں پائیکا پانچواں جز تہ کیس اردو زبان کچھ تو کہئے شاعرانِ نغز گو و خوش بیاں اس سے طرفہ تر بھی سنئے اور ہوا کہ اتنا چار سو ستیس مل کر کل ہے آبادی یہاں غیر مسلم اور مسلم سب کی ہے اردو زبان مذہبِ ملت سے بالاتر ہے بیشک یہ زبان دیرہ لاکھ انسان کی ہے مادری اردو زبان بے سرو پا ہو کے یوں ہوتی ہے رو اردو زبان کوئی اردو کا زبانِ اداں ہی کوئی اہل زبان ہو گئے تو ہو گئے دشمن زمین و آسمان سوچ کر کچھ تو بتائیں شاعرانِ مکتہ داں
---	---



<p>یا کر بھی آپ باندھیں گے پہلے اردو زبان  یہ رہیں گے آپ کے موضوع یا اردو زبان  جس پہ پیچہ ہوں وہاں تیغ و تبر و نساں  گلشنِ اردو پہ آجائے تو آجائے خزاں  آئے میدان میں کچھ کام کچھ ہر باں !  خود بھی مٹ جائیں گے مٹی ہو اگر اردو زبان</p>	<p>باندھنے کا عارضہ کا کل کے مضمون ہی فقط  وصل و بجز و حشت و زنداں جام و میکہ  کیا رگ گل اور پر پلہل بچا لیں گے اُسے  فصل گل میں آپ تو محوِ نوشتیاں کرتے رہیں  تا کجا یہ غفلت شبے گانگی و سرخوشی  اس کی خدمت کیجئے ورنہ سمجھ لیجئے کہ آپ</p>
<p>ہی گزاریش تیغ و تبر لیکن حقیقت ہی یہی  خدمتِ اردو کرو یا چھوڑ دو اردو زبان</p>	<p>یہی گزاریش تیغ و تبر لیکن حقیقت ہی یہی  خدمتِ اردو کرو یا چھوڑ دو اردو زبان</p>

## ہمدردانِ اردو (طنز)

<p>اغیار کو کہنے کو برا یا رہت ہیں !  خدمت کی ضرورت ہو تو دوچار بہت ہیں  اس کے لئے سرکار میں ہتیار بہت ہیں  جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ غفار بہت ہیں  لمجائے وزارت تو سراوا رہت ہیں  بہ زیب دہ عہدہ سمجھ دار بہت ہیں  اپنا کوئی مطلب ہو تو ہتیار بہت ہیں  اردو کے بھی خواہ وہ اوار بہت ہیں  دینے کیلئے رائے کے دہیار بہت ہیں  باتوں کی ضرورت ہو تو داتا بہت ہیں  پڑ جائے کوئی کام تو ناچار بہت ہیں</p>	<p>ہونے کو تو اردو کے علمدار بہت ہیں  درکار ہو جب داد تو فن کا رہت ہیں  اغیار یہ کہتے ہیں کہ اردو کو مٹا دیں  لیکن ہمیں کیوں فکر ہوا و رکیوں ہو تردد  لیڈر بھی متفنن بھی مقرر بھی ہیں بیشک  عہدہ کوئی لمجائے تو اس عہدے کی زینت  ذی فہم بھی ذی ہوش بھی ذی عقل بھی لاکھوں  جابل بھی اگر ہیں تو کوئی بات نہیں، ہی  باتوں سے تحفظ کے بنا جیتے ہیں قلعے  درکار ہو پت تو کسی اور سے مانگو  اسکیم بنانے میں ہے حاصلِ بدِ طوئی</p>
--	---



جب اپنی ضرورت ہو تو اردو کے بھی خواہ  
فریب ہوئے کھا کھا کے غم اردو مظلوم  
کیوں دعویٰ ہمدردی اردو نگریں وہ  
کاموں کے نہ کیوں باندہ دیش تا فضیلت  
شاعر بھی مغنی بھی مبصر بھی مکمل  
ہیں شہت فردی میں کہیں قیں آگے  
ایسوں کوئی خدمت اردو بھی کبھی کی  
ہونے کو بہت کچھ ہیں مگر یہ ہے حقیقت  
کیوں شکوہ کسی کا ہوشکایت ہر کسی کی

جب کام نکل جائے تو ہزار بہت ہیں  
کس طرح کریں کام کہ بیمار بہت ہیں  
جو لوگ کہ مستے پندار بہت ہیں  
نخوت کے گریباں ہیں ابھی تا بہت ہیں  
ہر علم سے ہر فن سے خبردار بہت ہیں  
اور عشق میں کاٹے ہوئے کہسار بہت ہیں  
مسحور کنو بزم تو اشعار بہت ہیں  
اردو کے زبانی ہی طرفدار بہت ہیں  
میکار زمانے میں مرے یار بہت ہیں

نظروں میں جو اغیار کی مشاغل میں کھٹکتے  
دو چار سہی پھر بھی یہی خار بہت ہیں

پنج سالہ اسکیم

ترقی کی ہیں اسکیجیں ترقی کا زمانا ہے  
تجارت ہو کہ صنعت ہو زراعت ہو کہ حرفت ہو  
زمین کا چپہ چپہ نہر سے سیراب کر دیں گے  
بنیں گے کوہ کن اور کھود کر اُسکو نکالیں گے  
چمن اپنا بہار اپنی گل اپنے باغباں اپنا  
بقدر ظرف میکش بادۂ عشرت سے جب حاصل  
بچھا کر جال سڑکوں کا زمین کے کونے کونے کو  
پڑھا کر بچے بچے کو مٹانا ہے جہالت کو

ہمیں ہندوستان جنتِ نشان کے ٹکڑا ہا  
مقابل میں ترقی یافتہ ملکوں کے آنا ہ  
چمن سرسبز لکھنا اور دمن گلشن بنانا ہ  
پہاڑوں کے جوہینے میں جواہر کا خزانہ ہ  
خزانِ برق سے محفوظ اپنا آشیانا ہ  
نوہراک میکرے کو خم کہہ بیشک بنانا ہ  
سڑک اور کار کے تاروں سے آبیلی ملانا ہ  
ٹریڈنگ دیکے ہراک کام کے لائق بنانا ہ



جہاں میں جس قدر درکار ہیں چیزیں ضرورت کی  
بھیلوں سے پائنے بازار میں بھیلوں کا نشانے  
ملے کثرت سے سبزی دودھ کھن گھی دہی چھلی  
شفا خانے ہست کھل چکے اور کھلتے جا رہے ہیں  
نہ دیں کیوں اختیار ات الٹ ولٹ لوگو  
کوئی نہنگ کوئی بھوکا کوئی جاہل کوئی مفلس  
ہوا پر اپنا قابو ہو مضا پر اپنی قدرت ہو  
بنانا ہند کو ہے آسمان کی آنکھ کا تارا  
یہ سچ ہی مل گئی ہیں کالی بھیریں کے یوڑ میں  
مٹانے کیلئے نفرت بڑھانے کیلئے لغت  
وطن کی اور اپنی جو بھی خدمت کر سکیں کر لیں

ہر اک کے واسطے تیار کرنا کارخانہ ہی  
ضرورت سے زیادہ ڈھیر غلے کا لگانا ہی  
کوئی تدبیر کرنی اور عمل اس پر کرنا ہی  
مرض کا خاتمہ کرنا ہے صحت کو بڑھانا ہی  
ہمیں ہر حال میں انصاف کے قیمت لانا ہی  
نہ پائند میں ڈھونڈنا ہوا وہ وقت لانا ہی  
ہمیں سائنس کا ایسا کرشمہ بھی دکھانا ہی  
قمر پر جانے والوں کو نیا رستہ بتانا ہی  
مگر آتے ہیں وہ دن جب نہیں مسلح دکان ہی  
ہمیں مل جل کے ہر سکیم کو آگے بڑھانا ہی  
ہماری ہی حکومت ہی ہمارا ہی زمانہ ہی

اسی ہند کے گیسو سنوار جائیں گے شافل  
کہ پنچہ پنچ ورشی یو جنا کا ایک شانہ ہی  
منہ ع  
بھجی دھڑلے سے  
سنگھار چہ پور

## درس اتحاد

کب تک رہیں گے ملک میں فرقے الگ الگ  
دستور اہل صدق و صفا کے خلاف ہے  
ہرگز نہیں طریق - ترقی قوم کا  
اب سب کا ایک رنگ ہو بیجا بیہیات ہے  
بہتر وہ ٹاٹ جس کے ہوں ڈوے گتھے ہوئے  
باہم کشش سے اُن کا وجود و قیام ہی

کب تک سنائے جائیں گے قصے الگ الگ  
ساغر الگ الگ رہیں شیشے الگ الگ  
لبڈ رہنا رہے ہیں جو رسنے الگ الگ  
گورے الگ الگ رہیں کالے الگ الگ  
محمل خراب جس کے ہوں مٹا گئے الگ الگ  
ظاہر میں ہیں اگرچہ ستارے الگ الگ



کھٹن میں جا کے دیکھئے اُس کا نہیں یہ حال ہمشتی کے ساکنوں پہ قیامت ہی ٹوٹتی طوفان موج کیا ہو نہ آئے نظر جناب ہوتا جہاں میں اپنے وطن کا عجب وقار لازم ہے اتحاد ترقی کے واسطے کیا خوب کہہ گئے ہیں یہ اکبر حسین جج	کھیاں الگ الگ ہیں کانٹے الگ الگ جس وقت اُس کے ہوتے ہیں تختے الگ الگ قائم رکھیں وجود جو قطرے الگ الگ ہوتے اگر نہ ملک کے ٹکڑے الگ الگ اور باعث زوال ہیں فترتے الگ الگ معنی پہ غور کیجئے اُس کے الگ الگ
لاکھی بھلی اگر ہو ملی اُس کی رگ سے رگ بیکار تو پ جس کے ہوں پر نئے الگ الگ	۱۶ ۱۲/۴۱

## اتحاد

سب سے بڑہ کر ہم کو نعمت چاہئے ہند کے جیسے ملے ہیں تین حرف جس طرح حرف محبت ہیں ہم ایکیتا کی ہو چکیں باتیں بہت سب سے بڑہ کر ایکیتا ہے ایکیتا آئیے اس کے لئے کوشش کریں بادۂ ملت کے متانوں اٹھو عالم جو ہر دکھاؤ، علم کے شاعرو۔ درکار ہی زورِ کلام ایادیبوای مدبرو۔ لکھو رکھو تخیلیوں کے کھول دو منہ منعمو!	اتحاد ملک و ملت چاہئے ہند میں ایسی ہی ملت چاہئے ہندو الوپوں محبت چاہئے اب عمل کی کوئی صورت چاہئے ایکیتا کی ہم کو دولت چاہئے کم سے کم اتنی تو ہمت چاہئے آپ کی زندانہ جرات چاہئے آپ کی فہم و فراست چاہئے آپ کو کرنی یہ خدمت چاہئے آپ کا زورِ عبارت چاہئے دو اگر حسب ضرورت چاہئے
---	---

<p>             آپ کی ہم کو قیادت چاہئے              ایکتا کی ہم کو طاقت چاہئے              آپ کی امداد و نصرت چاہئے              آپ کی چشم عنایت چاہئے              مذہبی لغت سے لغت چاہئے              آدمی کو آدمیت چاہئے              غیر کے ہنسنے پہ غیرت چاہئے              دیکھنے کو چشم عبرت چاہئے              سب کو کرنی اسمیں شرکت چاہئے              بھارتیہ ایسی بھارت چاہئے              یوں ہی سب کی ایکیت چاہئے           </p>	<p>             لیڈرو دکھاؤ راہ اتحاد              پہلوانو کچھ دکھاؤ داؤ پیچ              اہل حرفہ اہل فن اور تاجرو              پیچرو۔ دو یا رتیو باپو              مذہبوں کے پیشواؤ زور دو              سر پھرو فرقہ پرستو جان لو              غیر ہنستے ہیں ہماری پھوٹ پر              پھوٹ کے انجام سے وقف ہیں سب              الغرض کرنا ہی مل جل کر یہ کام              ملک کو کردو بھال میں سر بلند              جس طرح پورستہ ہیں نیت کے حرف           </p>
--	---

<p>             رشک کے قابل ہوا پنا اتحاد              اسے خدایتیری یہ رحمت چاہئے           </p>	<p>             ہندو مت              مسلمان              سکھ              جین              بون              عیسائی              پارسی              دیگر مذاہب           </p>
--	--





## قطعہ تاریخ وفات پنڈت برہمچوہن ناتھ دتاتریہ کیفی دہلوی

شاعر بے نظیر کیفی نام گفت تاریخ رحلتش شاغل	رہے خود چوں نہفت از دنیا رفت ازین دار شاعر بیکتا
	۶۱۴ ۵۵

## قطعہ تاریخ ولادت پسر مولوی شیخ ساجد علی اسدی خوش مصنف

وہ مرده دیا مجھ کو مسرور نے کہ ساجد علی کے ہوا ہے پسر تو میں نے بعد فکر و بیمار غور کہا مجھے ہالت ہے نام خوب مگر یہ نہیں ایک ہی یہ الٹ یہ فال مبارک ہے کیجے جو غور ملے عمر بھی اسکو ایسی طویل	کہ جس کی مسرت سے چھائی بہار بفضل خداوند آ مرزگار رکھا نام خالد علی بختیار عدد اک بڑھے گا جو کیجے شمار الف کو پڑھیں الف یعنی ہزار کہ یکہ ہی یہ در ہزاراں ہزار نہ ہوں سال جس کے کسی سے شمار
---	---

ملکہ قاضی مسرور احمد صدیقی خالہ زاد ہرادر مصنف ۱۲۰

	جو تاریخ ہی آپ کو چاہئے		رکھیں نام - خالد علی اختیار ۶۱۹۵۷ کریں نام - خالد علی - اختیار ۶۱۹۵۷ رکھیں نام - خالد علی - اختیار ۶۱۹۵۷	
۱۰۶۱۶ ۶۱۳۱۵	قطعہ سلاک جوابہ و ستموط کلام قرصہ و تاریخ گل مراد طبع مثنوی ترجمان بنجودی در صنعت زیب جدید			۱۰۶۱۶ ۱۲۸۱
۲۲۵ ۶۹۴ ۷۲۶ ۳ ۳۰۰ ۴۸	ہر چرخ فن شعرو ترجمہ ترجمان بنجودی ہی عیاں شوکت کجیل غایت دل فریب آپ کی طرز نگارش لبرنی فکر کی بہر ہوئی با شوق دل مجھ سے ہاتھ نہ کہا شغل بگو	۶۲۸ ۱۳۱ ۲۹۲ ۲۲۶ ۳۲ ۲۸	سید خورشید علی روشن ضمیر آپ کی زرف نظر کی اک نظیر بندش الفاظ بیدار پذیر نفس مضمون وادامہ موم گیر صنعت توشیح لفظی دستگیر ترجمہ بے حد صبیح و بے نظیر ترجمہ آہنگ بیل بے نظیر ترجمہ کی سادگی ہی بے نظیر	
۱۰۶۱۶		۱۰۶۱۶ ۱۲۸۱	۱۰۶۱۶ ۱۲۸۱	



سید خورشید علی قہرے پوری۔ موطن کراچی نے "رموز بخودی" مصنفہ ڈاکٹر اقبال کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا جو "ترجمان بے خودی" کے نام سے طبع ہو رہا تھا۔ اس کے قطعہ تاریخ کی فرمائش کرنے پر ہندو جہہ صدر قطعہ ارسال کیا گیا۔

اب تک صنعت تو شیخ کے لئے حروف کے اعداد استعمال کرنے کا رواج رہا ہے۔ اس قطعہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مصرعہ ہائے اولیٰ کے ابتدائی الفاظ سے سمر ۶۷ بکری اور آخری لفظوں سے ۱۳۹۹ بکری برآمد ہوتا ہے۔ نیز مصرعہ ہائے ثانی کے اول الفاظ سے ۱۸۸۱ شا کا نکلتا ہے اور چھٹے شعر کے مصرعہ ثانی سے جو تین ہیں ۱۹۶۰ برآمد ہوتا ہے۔

اس قطعہ کی سُرخ بھی تاریخی ہے۔ حروف منقوطہ میں سے ثنات اور ثلثہ کے اعداد ۱۹۶۰ کے حامل ہیں۔ اور مواہدات ۱۳۹۹ بکری کے نیز حروف پہلہ ۱۸۸۱ شا کا کے۔ سنہ شا کا ہندوستان میں رائج ہے۔

## قطعہ تاریخ وفات سید انور علی شاہ سانہری ثم جو پوری پاکستانی

مشاہد تاریخ گوجران زماں	جس کا پاکیزہ تخلص شاہ تھا
۱۹۶۰ء	۱۹۶۰ء
سید انور علی فخر جہاں	داخل جنت ہو بے چون و چرا
۱۳۸۰ھ	۱۳۸۰ھ

## قطعہ تاریخ وفات جگر مراد آبادی

دنیا سے گیا جب وہ سوئے ملک بقا	ساتھ اس کے گئی بزم سخن کی رونق
تاریخ کی۔ کی فکر تو آئی یہ ندرا	سلطان تغزل جگر طالب حق
	۱۹۶۰ء

# قطعه تاریخ وفات میاں محمد احسان علی خاں پیشینہ نائب جلد چہارم

یکے در ہر دو سہنہ تاریخ لفتا

میاں احسان علی خاں شاد مانا

۱۳۷۹ھ

چور حلت کرد مرد و وضع دار

زدنیا در جہاں آں طالب حق

۵۸۱

۱۹۹۰ء

## قطعه تاریخ وفات پندت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان

دل پہ اک عالم کے جس کا راج تھا

ہند کی انسانیت کا تاج تھا

لعل تھا الماس تھا پتھر راج تھا

وہ سراپا شعلی و بروج تھا

امن کی منزل کا اک منہاج تھا

شانقی کا قلزم عوارج تھا

وہ اکیلا کثرت افواج تھا

ٹوٹا کوہ الم تو آج تھا

کیونکہ وہ ہندوستان کا تاج تھا

ہند کے اقبال کی معراج تھا

۱۹

ماہر مزیست ہے نظیر

وہ جواہر ہی نہ تھا اور لال ہی

جمع تھا ہر رنگ اس کی ذات میں

اس سے پہلی امن عالم کی ضیا

رہنمائے اتحاد و اتفاق

اس نے دنیا کو دیا امن و امان

ہر عدوئے ملک سے لڑتا رہا

اور کچھ زندہ وہ رہتا کس طرح

سال رحلت میں اس کی شہر ذیل

وہ جواہر لال نہرو دیکھ تازہ

۶۴



# قطعہ تاریخ تعمیر سوائی جے سنگہ اردو ریڈنگ روم جے پور

ہیں مصرعہ سے خلیل احمد باندو گزیں اس کی کوشش سے بنا ہوا اور اسی کی فکر ہے	قطعہ تاریخ ہوا اردو میں اس کا بہترین اور رہے گا انتظام انجمن میں بالیقین
--	---

مصرع تاریخ دونوں سنہ میں شائع ہوں کہو مظہر اصوب کمالات فیض بخش جمعیں	۶۱۹۶۶	۱۳۸۶ھ
---	-------	-------

## قطعہ تاریخ حج خیری صاحبؒ

خدا کے لطف اور الطاف احمد دو بارہ حج کی آنکھ ہو یہ تاریخ	برائی سے رہے ہر دم جو تائب ادا میرور حج خیری صاحب
	۱۳۸۶ھ

۱۵ صاحبزادہ خلیل احمد خان صاحب نمبر انجمن ترقی اردو اور اجتماع ۱۲  
۱۶ خان بہادر الحاج الطاف احمد صاحب خیری آر۔ اے۔ ایس دریا ٹریڈ سابق صدر  
انجمن ترقی اردو اور اجتماع ۱۲

# مزاحیات

## ریاست جے پور میں تحصیل کی دستک

<p>بوٹیاں ہیں گاؤں والے اور دستک چیل ہی          مار اس کی سیج اگر پوچھو خدا کی مار ہے          اس کے آگے کوئی دم مار کسی کا دم نہیں          اس پر دعویٰ ہو نہیں سکتا کسی سرکار میں          سینکڑوں کے سر اڑا دیتا ہے اس کا ایک ار          جیسے بجن کھینچ کر لیجائے ڈبے ریل کے          چیل لیجائے اوچک کہ جیسے دو نہ ہات سے          یہ سزا وہ ہی جو کر دیتی ہے کھر رو کو ذیل          شیر کو گیدڑ بنایا اور گیدڑ کو چوہا          اس کے بل پر ڈھیل کہتا ہے ٹیلین کو چڑیل          بھول جائے شہد طنت بنجائے اس کی جان پر          بھول جائے رینکھنا بنجائے اس پر خوش خرام          دستک تحصیل کی ہوتی اگر اُن کو خیر</p>	<p>موت کی دستک سے بڑھ کر دستک تحصیل ہی          سرکشوں کے سر جھکا دیتی ہو وہ بہتیار ہے          اس کی بہیت شیر کی بہیت سے ہرگز کم نہیں          اس کے کاٹے کا کوئی منتر نہیں ہنسار میں          نام سے اس کے لرز جاتے ہیں سارے کا شکار          کھینچ لاتی ہو اسی صورت سے یہ چھوٹے بڑے          یوں گزاروں کو اوچاک لاتی ہو کہ مگھات سے          یہ سزا وہ ہی نہیں جس کا مراعہ اور ایل          اس قدر طاقت ہو اس میں جس کو اس نے چھو لیا          "جھسری جی کی" اسی کے ڈر سے کرتا ہے ٹیل          چار مورت کی بھی ہو جائے اگر شیطان پر          اور گدھے کے سانے لے دے جو کوئی اس کا نام          بھاگ جائے رستم و ہٹلر بھی میداں چھوڑ کر</p>
--	--

۱۲ مقامی سلام جو کاشتکار کرتے ہیں ۱۲

۱۲ انارٹی - گنوار ۱۲

۱۳ تحصیل کا پیادہ ۱۳

۱۴ داد وینتی شامی جو تحصیل میں بطور سپاہی مامور ہوتے تھے ۱۴



۱۵	ذیل خانی ذیل میں اور مورتیں ہیں مورتیں ایک دستک نے جارکھی ہیں سب کی سیتیں
----	--

## حکمہ چوکیداری جے پور کی گت

عجب ہے حکمہ یہ چوکیداری سواری ہی نہ عملہ ہے نہ دفتر علامت کوئی سرکاری نہ وردی کلرک افسر کو بدتا ہی نہیں ہے نہ چیرا سی ہی باجو جی کو گانٹھیں نہ ڈپٹی جی کی ڈانٹوں سے چلے کام نہیں ملے کا پھر بھی اصل کا غد نہ تنخواہوں نہ ٹی۔ اے کا قرینہ نہ افسر ہے کوئی اس کا نہ حاکم فقط میں ذیل اور مورت سپاہی سو وہ بھی بعد صداسی دکوشش	سراسر کار فرما جس میں خواری فقط ایک چھوڑا اک مہاری کسی دن ہونہ جائے کفش کاری نہ افسر ہی میں شان اختیار ہی رہیں جب چاہیں دفتر سے فراری نہ ناظم جی کی کوئی پاسداری کریں سو بار بھی فائل شمار ہی ملازم ہیں خزانے کے بھکاری نہ عائد ہے کسی پر ذمہ داری جو جان و روح بالکل ہیں عاری بلیں تحصیل سے باآہ و زاری
---	--

پٹیلوں سے ہمیشہ سرکھٹوول مخاطب جو بھی ملتا ہے انارٹی

۱۲ ہندی لفظ بمعنی جسم  
۱۳ داد و بنتی شامی۔ جن کو ناگہ کہتے ہیں اور انہیں کو مورت کہا جاتا ہے۔ تحصیل میں  
بطور سپاہی۔ امور ہوتے تھے ۱۲  
۱۳ مراد ایک ناظم اور ایک انپکٹر  
۱۴ مراد انپکٹر۔ ۱۳

<p>پڑتے ہیں قانونوں کی ناٹری زیادہ ایک سے ہو اک کباری توڑا تاہی اگاڑی اور پچھاڑی</p>	<p>وہ لقمان صحرائی ہیں ملتے ہنرہ دل اعتراض و نکتہ چینی ”سوائے چک“ کو پھاری بھی شکر</p>
<p>اٹھائے کون صد ہا ذمہ داری ”قبولیت“ کی بھاشا ہو وہ ساری وہاں چلتی نہیں پوٹیس ماری ٹھکانوں کی تو ہر لیلہ ہی نیارہی مریض تھائی سس نکلی بچاری جو بد نظمی ہے اس صیغہ میں جاری عجب دنیا نظر آتی ہے ساری</p>	<p>پرست پچیس بیگ لے کے دھرتی کسی کا باپ بھی سمجھے نہ جس کو جواب کو رٹ آنا کب ہو ممکن معا فیہ دار، انعامی و اُدائی خمدیدی تھی جو دو دے کیلئے کار قوانی نظم ہذا کے ہیں منظر پریشاں حضرت شاغل نہ کیوں ہوں</p>
<p>۲۱</p>	<p>مگر ہوش کد تیرا راز قی کل کہ تو نے اس طرح روزی آتاری</p>
<p>۱۱ مقامی پولی۔ یعنی نبض ۱۲ ۱۳ چوکیدار کو اس کی خدمت کا معاوضہ پچیس بیگہ پرت زمین دی جاتی تھی ۱۲ ۱۴ وہ تحریر جو چوکیدار سے بطور منظوری لکھائی جاتی تھی ۱۲ ۱۵ کورٹ آف وارڈ۔ جہاں سے جواب ہی نہ آتا تھا۔ ۱۶ زمیندار کی ایک قسم ۱۲ ۱۷ حیدر۔ مقامی اصطلاح ہندی۔ ”لیلانیاری ہے“۔ ۱۲</p>	



# دیگر تصانیف شامل

نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	نسخہ طبع	نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	نمبر شمار
۱	ترجمہ پولس ٹیڈجے پور	ضابطہ	۱۹۳۳	۱۸	روداد مسلم ہائی اسکول	روداد	۱۹۵۲
۲	نذر اتا	سیر	۱۹۳۴	۱۹	دستور انجمن ترقی اردو پور	دستور	۱۹۵۳
۳	نقشہ تحریرات	ضابطہ	"	۲۰	مکملہ ستنہ بلاغت	ادب	"
۴	نقشہ ضابطہ فوجداری	"	"	۲۱	نئی روشنی	روزنامہ	۱۹۵۵
۵	نقشہ قانون شہادت	"	"	۲۲	دستور العمل انجمن رجسٹران	دستور	۱۹۵۶
۶	منظر معرفت	ادب	۱۹۳۵	۲۳	سی پاره دل	ادب	۱۹۵۷
۷	نقشہ دینیات	فقہ	"	۲۴	روداد کل رجسٹران	"	"
۸	سرنوشت مرزا مائل	ادب	۱۹۳۶	۲۵	تذکرہ شعرائے پور	"	۱۹۵۸
۹	بہترین تذکرہ	"	"	۲۶	قواعد تنظیم	ضابطہ	۱۹۵۹
۱۰	ارمغان اکرام	"	۱۹۳۸	۲۷	سہ سالہ رپورٹ	معلومات	"
۱۱	الاسلام حصہ اول	فقہ	۱۹۵۰	۲۸	کتابچہ مردم شماری	"	۱۹۶۰
۱۲	الاسلام حصہ دوم	"	"	۲۹	رجسٹران پولس کی کہانی	روداد	۱۹۶۲
۱۳	الاسلام حصہ سوم	"	۱۹۵۱	۳۰	صحیفہ خوشنویاں	خطاطی	۱۹۶۳
۱۴	الاسلام حصہ چہارم	"	۱۹۵۲	۳۱	روداد سمپوزیم	ادب	"
۱۵	الاسلام حصہ پنجم	"	"	۳۲	روداد کانفرنس	"	۱۹۶۴
۱۶	الاسلام حصہ ششم	"	"	۳۳	گل و گوہر	"	"
۱۷	الاسلام حصہ ہفتم	"	"	۳۴	میلاد النبی	سیر پاک	۱۹۶۵

۳۵	تنویرِ طریقت	سیر	۱۹۶۵	۵۳	انتخابِ کامل	ادب
۳۶	تعلیم المریدین	نصوف	۱۹۶۶	۵۴	مجالسِ عزّا	سیر
۳۷	انتخابِ تقاریر	ادب	"	۵۵	صد خواب پریشاں	ادب
۳۸	نذرِ جمال	سیر	۱۹۶۹	۵۶	بیاضِ بیان	سیر
غیر مطبوعہ			زیر طباعت			
۳۹	کشتولِ شاغل	ادب		۵۷	دیوانِ شاغلِ اول	ادب
۴۰	نقشہ قوانینِ مختص الامر	قانون		مرتب کردہ		
۴۱	چند فاتحانِ اسلام	تاریخ				
۴۲	ہدایاتِ کنٹرول	قانون				
۴۳	دیوانِ شاغلِ نعتیہ و منقبتی	ادب		۵۸	کلیاتِ مائل	ادب
۴۴	نقشہ اخلاقِ جلالی	اخلاق		۵۹	دیوانِ مبینِ عشقیہ	"
۴۵	تمتہ دیوانِ ولی	ادب		۶۰	دیوانِ مبینِ نعتیہ	"
۴۶	مرغوبِ طریقت	سیر		۶۱	رباعیاتِ مبین	"
۴۷	ناظرہ آخری	نصوف		۶۲	دیوانِ تنویر	"
۴۸	منظوم ترجمہ رباعیات حافظ	ادب		زیر تکمیل		
۴۹	تازیانہ شہید	ادب				
۵۰	نقشہ قواعد فارسی	قواعد		۶۳	جے پور کی چند نمایاں مہتیاں	تاریخ
۵۱	نقشہ قواعد اردو	"		۶۴	رجستان کی جھلک	"
۵۲	خطِ امیر ولی	ادب		۶۵	فنونِ سپہ گری	حیثام
				۶۶	دیوانِ شاغلِ جلد دوم	ادب